إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ

تفسیر القرآن العظیم

www.KitaboSunnat.com

قُرْآنًا عَجَبًا

مختصر سوال وجواب کی صورت میں

تَبٰرَكَ الَّذِیْ -29

نگہت ہاشمی

ALNOOR-PUBLICATIONS
النور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا یَّهۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ

تفسیر القرآن العظیم

قرآناً عجباً

مختصر سوال و جواب کی صورت میں

تَبٰرَكَ الَّذِیۡ - 29

نگہت ہاشمی

ALNOOR-PUBLICATIONS
النور

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب : قُرْآنًا عَجَبًا (پارہ: 29)

مصنفہ : نگہت ہاشمی

طبع اول : مئی 2020ء

طبع دوم : نومبر 2021

طبع سوم : نومبر 2023

تعداد : 1100

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : 59-C2، فیروز پور لنک روڈ، لاہور

فون نمبر : 0336-4033045, 042-37500049, 042-37500048

کراچی : گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک III، کراچی

فون نمبر : 0336-4033034 - 021-35292341-42

فیصل آباد : 121-A فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد

فون نمبر : 03364033050, 041-8759191

ای میل : sales@alnoorpk.com

ویب سائٹ: www.alnoorpk.com

فیس بک : Nighat Hashmi, Alnoor International

پرنٹنگ اینڈ ڈیزائننگ

دارالسلام قرآن پرنٹنگ کمپلیکس، کوٹ عبدالمالک انٹرچینج، لاہور

+92-321-8484569 | +92-300-1001345

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على النبي الكريم وعلى آله وصحبه أجمعين.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے اور بہترین انجام متقین کے لیے ہے۔ قارئین کرام! ہمیں جو زندگی عطا کی گئی وہ نہایت مختصر ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے: ؎ آ کے بیٹھے بھی نہ تھے کہ نکالے بھی گئے

دلی تمنا ہے کہ زندگی گزارنے کی جو مہلت ملی ہے، اس میں ایسا کام کر جاؤں کہ جب اس جہان سے چلی جاؤں، اگلی زندگی کے انتظار میں قبر میں رکھ دی جاؤں تو میری کتابِ زندگی، میرا نامہ اعمال بند نہ ہو، ایسی نیکیوں کے لیے کھلا رہے جو باقی رہنے والی زندگی کے کام آئیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: «أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللهِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ» ''لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ وہ ہے جو لوگوں کے لیے نفع مند ہو۔'' (سلسلہ احادیث صحیحہ:906)

دنیا کا سب سے قیمتی علم ''قرآن مجید'' کا ہے۔ فرمانِ نبوی ہے: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ» ''تم میں سے سب سے بہترین وہ ہے جو قرآن مجید کو خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔'' (صحیح البخاری:5027)

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کو سیکھنے اور سکھانے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں اور سب سے بڑا تعاون ''طالب علم'' کے لیے آسانیاں پیدا کرنا ہے۔ جدید دور کے تقاضوں کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر کو عام فہم انداز میں پیش کرنا نہایت ضروری ہے۔ جہاں آسان الفاظ کا انتخاب ضروری ہے، وہیں اس کے مضامین کو عام فہم اسلوب میں پیش کرنا بھی ضروری ہے۔

تفسیر «قرآنًا عجبًا» میں سوال و جواب کے انداز میں ایسے نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے جن پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس تفسیر میں سوال اٹھا کر اور جواب کو سادگی کے ساتھ مختلف نکات میں بانٹ کر جو آسانی پیدا کر دی گئی ہے اس کی وجہ سے معزز قارئین کے لیے قرآن مجید کو سیکھنے اور سکھانے میں سہولت پیدا ہوگی۔ **وللہ الحمد!**

اللہ تعالیٰ کا پیغام «قرآنًا عجبًا» کی صورت میں ''گھر گھر تک، دنیا بھر تک'' پہنچانا چاہتے ہیں اور اجر کی امید بھی اسی سے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رسی ''قرآن مجید'' کو ہر ہاتھ میں تھمانا چاہتے ہیں جس کا ایک سرا بندے کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا ہمارے ''رب'' کے ہاتھ میں ہے۔ کیا آپ اللہ تعالیٰ کی رسی کو خود تھام کر دوسروں کو نہیں تھمائیں گے؟

قرآن سیکھیں ـــــ دوسروں کو سکھائیں　　خود پڑھیں ـــــ دوسروں کو پڑھوائیں

ایک آیت روزانہ گھر والوں میں بیٹھ کر، کسی آفس میں، کسی بھی مقام پر پڑھنا مشکل نہیں۔ ذوق ہو تو زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ آیئے! بے مثال زندگی کے لیے آج ہی سے اس کا آغاز کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دعاؤں کی طلب گار: **فائزہ خان** (مینیجنگ ڈائریکٹر النور پبلیکیشنز)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

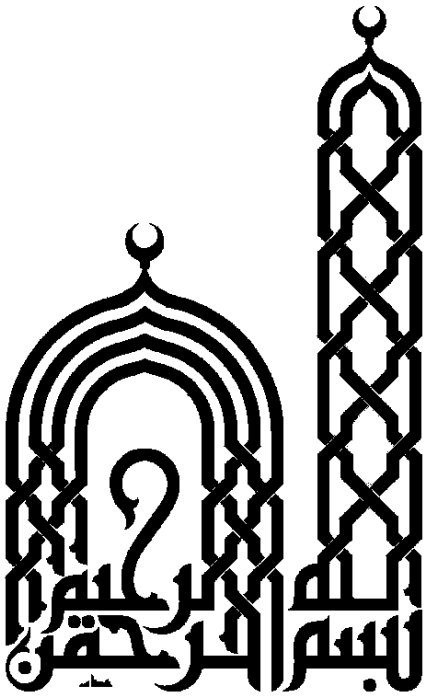

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اٰیَاتُهَا 30 | 67 - سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ - 77 | رُكُوْعَاتُهَا 2

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی ؟اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مکی سورت ہے۔اس میں دو رکوع اور 30 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 67 ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 77 ہے۔

سوال 3: سورہ الملک کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: (1) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کریم میں تیس آیتوں کی ایک سورت ہے جو اپنے پڑھنے والے کے لیے سفارش کرے گی، حتیٰ کہ اسے بخش دیا جائے اور وہ سورت ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ﴾ ہے۔'' (ترمذی: 2891، ابوداود: 1400)

(2) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک سوتے نہیں تھے جب تک آپ سورت سجدہ اور سورت ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ﴾ کی تلاوت نہیں کر لیتے تھے۔ (ترمذی: 2892)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾

''بڑا ہی بابرکت ہے وہ کہ جس کے ہاتھ میں تمام بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے'' (1)

سوال: اللہ تعالیٰ کی عظمت کی وضاحت ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ ... قَدِیْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ﴾ ''بڑا ہی بابرکت ہے وہ کہ جس کے ہاتھ میں تمام بادشاہت ہے'' تبارك برکۃ سے ہے اور وہ بھلائیوں میں اضافہ ہے۔ ثعلبی نے کہا: اللہ رب العزت بے حد بلند اور عظیم ہے۔ (قرطبی: 134/18)

(2) ﴿تَبَارَكَ﴾ برکت کے معنی کسی چیز میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کا ثابت ہونا ہے (مفردات) یعنی جو کام کیا جائے اس میں متوقع زیادہ سے زیادہ فائدہ ہونے کا نام برکت ہے۔ بشرطیکہ یہ کام خیر کا پہلو رکھتا ہو اور جس چیز میں یہ خیر کا پہلو بار آور ثابت ہو وہ مبارک ہے۔ اور تَبَارَكَ کا لفظ اللہ تعالیٰ سے مختص ہے اور صرف ان خیر کے کاموں کے لیے آتا ہے جو اللہ تعالیٰ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سے مخصوص ہیں۔اس آیت میں اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی ہر ایک چیز کو جس بہتر مقصد کے لیے پیدا فرمایا تھا وہ چونکہ بدرجہ اتم مقصد پورا کر رہی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ذات تبارك یعنی بابرکت ہوئی۔(تیسیر القرآن:4/489)

(3) اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی عظمت اور بڑائی بیان فرمائی ہے کہ ساری مخلوقات میرے اختیار میں ہیں۔عالم علوی اور عالم سفلی کی بادشاہت میرے ہاتھ میں ہے۔میں نے ہی پیدا کیا، میں نے ہی احکامات دیئے ہیں۔جو چاہوں کروں۔کوئی میرے حکم کو ٹالنے والا نہیں۔میری عظمت اور میری قدرت کامل ہے جس کی وجہ سے میں ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہوں۔ میری عظمت، میری حکمت اور عدل کی وجہ سے کوئی مجھ سے پوچھنے والا نہیں اور میں ہر چیز پر قادر ہوں۔

(4) یعنی دنیا اور آخرت کا اقتدار اس کے ہاتھ میں ہے۔اس میں اس کا حکم اور اس کی تقدیر نافذ ہوتی ہے۔(جامع البیان:3/29)

(5) ﴿وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ﴾ ''اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔وہ جسے چاہتا ہے زندگی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے موت دیتا ہے۔وہ سخی کرتا ہے اور فقیر کرتا ہے۔وہ عطا کرتا ہے اور روک دیتا ہے۔(قرطبی:9/156)

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ مَنْۢ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(۸۹)سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ(۸۹)﴾ ''آپ پوچھیں کہ ہر چیز کی مکمل بادشاہت کس کے ہاتھ میں ہے اور وہی پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں پناہ نہیں دی جا سکتی اگر تم جانتے ہو؟ وہ جلد ہی کہیں گے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، کہہ دو کہ کہاں سے تمہیں جادو کیا جاتا ہے؟''(المومنون:89,88)

(7) یہ آیت تین امور پر دلالت کرتی ہے۔ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے سوا ہر مخلوق سے عظیم ہے اور دوسرا یہ کہ وہ متصرف ہے آسمان اور زمین میں، دنیا اور آخرت میں وہ مالک ہے۔تیسرے یہ کہ وہ پوری قدرت والا ہے اور اس کی ہر چیز پر مطلق بادشاہت ہے۔(تفسیر منیر:15/10)

﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ

''وہ ذات جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے؟

وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ﴾

اور وہ سب پر غالب، بے حد بخشنے والا ہے''(2)

سوال: موت اور زندگی کو تخلیق کرنے والے نے دنیا کو دارالامتحان بنایا، اس کی وضاحت ﴿الَّذِیْ ... الْغَفُوْرُ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ﴾ ''وہ ذات جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا'' اللہ تعالیٰ نے زندگی اور موت کو حکمت عالیہ سے پیدا کیا۔ اسے عبث پیدا نہیں کیا جیسے کافر اور ملحد لوگ تصور کرتے ہیں۔ (ایسر التفاسیر:1654)

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''تم کیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتے ہو، حالانکہ تم بے جان تھے تو اُس نے تمہیں زندگی عطا کی پھر وہ تمہیں موت دے گا پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا پھر اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔'' (البقرہ:28)

(3) اللہ رب العزت نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ وہ جسے چاہتا ہے موت دیتا ہے اور جس کے لئے ارادہ کرتا ہے اسے زندگی دیتا ہے اور وہ وقت مقررہ تک کے لئے پیدا کرتا ہے۔ (جامع البیان:3/29)

(4) اس کے معنی یہ بھی کیے گئے کہ اس نے تمہیں موت اور زندگی کے لیے پیدا کیا یعنی دنیا میں موت کے لئے اور آخرت میں زندگی کے لئے اور موت کو زندگی سے پہلے ذکر فرمایا کیونکہ موت زیادہ قریب ہے۔ (تفسیر قرطبی:156/9)

(5) علماء نے کہا موت زندگی کو بالکل ہی فنا کرنے والی نہیں ہے وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل کرنے والی ہے اسی وجہ سے صحیح حدیث میں فرمایا کہ مردہ سنتا، دیکھتا اور محسوس کرتا ہے جب وہ اپنی قبر میں ہوتا ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ﴿اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى عَنْهُ اَصْحَابُهٗ وَاِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ﴾ ''آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور دفن کر کے اس کے لوگ پیٹھ موڑ کر رخصت ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔'' (بخاری:1338)

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہیں قبض کر لے گا چنانچہ تم اپنے رب کی جناب میں لوٹائے جاؤ گے۔'' (السجدہ:11)

(7) ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ جانوں کو اُن کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی اُن کو سونے کے وقت اپنے قبضے میں لے لیتا ہے پھر وہ اُسے روک لیتا ہے جس پر اُس نے موت کا فیصلہ کیا اور دوسروں کو ایک مقرر وقت تک بھیج دیتا ہے، یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔'' (الزمر:42)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(8)﴿لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ ”تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے؟“ یعنی اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھتا ہے کہ کون زیادہ اطاعت کرنے والا اور اس کی رضا کو طلب کرنے والا ہے۔ (جامع البیان:3/29)

(9) یہ آزمائش اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا کر کے ان کو اس دنیا میں بھیجا، انہیں یہ بھی بتا دیا کہ انہیں عنقریب یہاں سے منتقل کیا جائے گا، ان کو اوامر و نواہی دیے اور اپنے ان اوامر کی معارض شہوات کے ذریعے سے ان کو آزمایا۔ جس کسی نے اللہ تعالیٰ کے اوامر کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں بہترین جزا دے گا اور جو کوئی شہوات نفس کی طرف مائل ہوا اور اللہ تعالیٰ کے اوامر کو دور پھینک دیا تو اس کے لیے بدترین سزا ہے۔ (تفسیر سعدی:3/2806,2807)

(10) ابو قتادہ نے کہا اور اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ کے اس قول کے کیا معنی ہیں؟ ﴿لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کون عقل میں سب سے اچھا ہے اور کون اللہ تعالیٰ سے زیادہ خوف رکھنے والا ہے اور کون اس کے اوامر و نواہی کی طرف زیادہ دھیان دینے والا ہے۔ اور اگرچہ وہ تم میں سے کم ہوں مگر دل کی خوشی کے ساتھ عمل کرنے والے ہوں گے۔“ (ابن عطیہ:5/337)

(11)﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ﴾ ”اور وہ سب پر غالب، بے حد بخشنے والا ہے“ ﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ﴾ تمام غلبہ اسی کا ہے جس کے ذریعے سے وہ تمام چیزوں پر غالب ہے اور مخلوقات اس کی مطیع ہیں۔ ﴿الْغَفُوْرُ﴾ وہ بدکاروں، کوتاہی کرنے والوں اور گناہ گاروں کو بخش دیتا ہے، خاص طور پر جب وہ توبہ کر کے اس کی طرف رجوع کریں، وہ ان کے گناہوں کو بخش دیتا ہے، خواہ وہ آسمان کے کناروں تک پہنچے ہوئے ہوں، وہ ان کے عیوب کو چھپا تا ہے، خواہ وہ زمین بھر ہوں۔ (تفسیر سعدی:3/2806,2807)

(12) اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس پر ثناء بیان کی ہے تو اچھی طرح سے جان لو یقیناً وہ العزیز ہے ایسا غالب کہ اس کے درمیان اور جس کا وہ ارادہ کرتا ہے اس کے درمیان کوئی حائل نہیں۔ وہ الغفور ہے جو عظیم مغفرت والا ہے، جو توبہ کرنے والے کے لئے گناہ بخش دیتا ہے اگرچہ وہ پہاڑوں یا سمندروں کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (ایسر التفاسیر:1654,1655)

(13) اللہ تعالیٰ العزیز ہے جو اس کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کے حکم کی مخالفت کرتا ہے وہ اس سے شدید انتقام لینے والا ہے۔ وہ الغفور ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے وہ اس کے گناہوں پر اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ (جامع البیان:3/29)

(14) رب العزت نے فرمایا: ﴿نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (۴۹) وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ (۵۰)﴾ ”آپ میرے بندوں کو بتا دیں بلاشبہ میں بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہوں۔ اور یقیناً میرا عذاب وہ دردناک عذاب ہے۔“ (الحجر:49,50)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(15) اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے یعنی اس سے ڈر کر نیک عمل کرتے رہو اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کر کے معاف کروالو کیونکہ وہ غالب ہونے کے باوجود کثرت سے معاف کرنے والا بھی ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 2097/2)

﴿الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ

''وہ ذات جس نے اوپر نیچے سات آسمان پیدا کیے تم رحمان کی تخلیق میں کوئی کمی بیشی نہ دیکھو گے،

فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ﴾

پھر تم نگاہ لوٹاؤ! کیا تم کوئی شگاف دیکھتے ہو؟'' (3)

سوال 1: آسمان ملے ہوئے نہیں ان میں فاصلہ ہے، اس کی وضاحت ﴿الَّذِیْ ... طِبَاقًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا﴾ ''وہ ذات جس نے اوپر نیچے سات آسمان پیدا کیے'' یعنی اس نے آسمانوں کو ایک طبق نہیں بنایا بلکہ ان کو ایک دوسرے کے اوپر بنایا ہے۔

(2) آسمان پیاز کے چھلکوں کی طرح ملے ہوئے نہیں ہیں بلکہ ان میں کافی فاصلہ ہے جیسا کہ معراج والی حدیث اور دیگر آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ (السراج المنیر: 2097/2)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو بغیر کسی ستون کے بلند کیا ہے، تم انہیں دیکھتے ہو، پھر وہ اپنے عرش پر بلند ہوا اور اُس نے سورج اور چاند کو مسخر کیا، ہر ایک مقررہ مدت کے لیے چل رہا ہے، اللہ تعالیٰ ہی سارے کام کی تدبیر کرتا ہے، وہ نشانیوں کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرو۔'' (الرعد: 2)

سوال 2: باکمال صانع کا باکمال نظام ہے، اس کی وضاحت ﴿مَا تَرٰی ... مِنْ فُطُوْرٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ﴾ ''تم رحمان کی تخلیق میں کوئی کمی بیشی نہ دیکھو گے'' تفاوت۔ فات بمعنی کسی چیز کا انسان کی دسترس سے اتنا دور ہو جانا کہ اس کا حاصل کر لینا اس کے لیے دشوار ہو اور تفاوت بمعنی دو چیزوں کے اوصاف اس طرح مختلف ہونا کہ ان میں سے ہر ایک کا وصف دوسری چیز کے وصف کو فوت کر رہا ہو۔ یعنی دو چیزوں کا آپس میں بے ربط، بے جوڑ ہونا، آپس میں لگا نہ کھانا اور ان میں عدم تناسب ہونا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں جو چیز بھی پیدا کی ہے کسی کا مقصد دوسرے سے نہ ٹکراتا ہے اور نہ بے جوڑ اور بے ربط ہے۔ (تیسیر القرآن: 491/4)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2) یعنی خلل اور نقص۔ جب نقص کی ہر لحاظ سے نفی ہوگئی تو وہ ہر لحاظ سے خوبصورت، کامل اور متناسب بن گئے، یعنی اپنے رنگ میں، اپنی ہیئت میں، اپنی بلندی میں، اپنے سورج، کواکب، ثوابت اور سیارات میں خوبصورت اور متناسب ہیں۔ چونکہ ان کا کمال معلوم ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو بار بار دیکھنے اور ان کے کناروں میں غور کرنے کا حکم دیا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2807/3)

(3) ﴿فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ﴾ ''پھر تم نگاہ لوٹاؤ! کیا تم کوئی شگاف دیکھتے ہو؟'' یعنی بار بار غور و فکر سے دیکھو کیا کوئی خلل نظر آتا ہے؟

(4) رحمٰن کی تخلیق میں کوئی عیب یا نقص نہیں ہے وہ ہموار ہے۔ اونچ نیچ نہیں ہے، ہیر پھیر نہیں ہے۔ اختلاف اور تناقص نہیں ہے، بے ڈھنگا پن اور بے ضابطگی نہیں ہے۔ (السراج المنیر: 2097/2)

﴿ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ﴾

''پھر بار بار نگاہ لوٹاؤ! نگاہ تمہاری طرف نامراد ہو کر اس حال میں کہ وہ تھکی ہوئی ہوگی پلٹ آئے گی'' (4)

سوال: نظر تھک جائے گی لیکن رحمٰن کی تخلیق میں کوئی خلل نہیں ڈھونڈھ سکے گی، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ ... حَسِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ﴾ ''پھر بار بار نگاہ لوٹاؤ!'' یعنی بار بار دیکھو۔

(2) ﴿يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ﴾ ''نگاہ تمہاری طرف نامراد ہو کر اس حال میں کہ وہ تھکی ہوئی ہوگی پلٹ آئے گی'' یعنی کوئی نقص دیکھنے سے عاجز ہو کر، ذلیل ہو کر، تھک کر نگاہ واپس لوٹ آئے گی۔

(3) کوئی عیب، کوئی خلل، کوئی بے قاعدگی، شگاف یا سوراخ دکھائی نہیں دے گا۔

(4) نگاہیں جما کر دیکھو کوئی ٹوٹ پھوٹ، کوئی جوڑ پیوند نظر نہیں آئے گا۔

(5) یقیناً اللہ تعالیٰ کی ہر تخلیق کامل، مضبوط اور خوب صورت ہے۔

﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ

''اور ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں سے سجایا ہے اور ہم نے اُن کو شیطانوں کے مار بھگانے کا ذریعہ بنایا ہے

وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ﴾

اور ہم نے اُن کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے'' (5)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: ستاروں کو آسمان دنیا کی زینت اور شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ بنایا گیا، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ... عَذَابَ السَّعِیْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ﴾ ''اور ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں سے سجایا ہے'' اس سے مراد مختلف اقسام کی روشنیاں رکھنے والے ستارے ہیں کیونکہ اگر آسمان میں ستارے نہ ہوتے تو یہ ایک تاریک چھت ہوتی جس میں کوئی حسن و جمال نہ ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو آسمان کی زینت، حسن و جمال اور راہ نما بنایا جن کے ذریعے سے بحر و بر میں راہ نمائی حاصل کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر کہ اس نے آسمان دنیا کو چراغوں سے مزین کیا، اس امر کے منافی نہیں کہ بہت سے ستارے ساتوں آسمانوں کے اوپر ہوں کیونکہ آسمان شفاف ہوتے ہیں اور اگر آسمان دنیا پر ستارے نہ بھی ہوں تو ساتوں آسمانوں کے ستاروں کے ذریعے سے آسمان دنیا کو زینت حاصل ہو سکتی ہے۔ (تفسیر سعدی: 2808/3)

(2)﴿وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ﴾ ''اور ہم نے اُن کو شیطانوں کے مار بھگانے کا ذریعہ بنایا ہے'' یعنی ہم نے تاروں کو دہکتے ہوئے شعلے بنایا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ﴾ ''مگر جو کوئی شیطان اچانک اُچک لے تو ایک چمکتا ہوا شعلہ اُس کا پیچھا کرتا ہے۔'' (الصافات: 10)

(3) یعنی ہم نے دنیا کے آسمان کو جگمگاتے ستاروں سے زینت دی ہے۔ یہ ستارے اپنے اپنے محور پر گردش کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض ستارے ٹھہرے ہوئے بھی ہیں۔ ان ستاروں کی تین خصوصیات ہیں ایک تو یہ کہ آسمان دنیا کی زینت ہیں، دوسرے ان کو شیطانوں کے مار بھگانے کا ذریعہ بنایا اور تیسرے ان کے ذریعے راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ کوئی تاروں سے فائدہ ڈھونڈتا ہے تو وہ اپنا حصہ ضائع کر رہا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ﴾ ''اور بہت سی علامتیں ہیں اور تاروں سے بھی وہ ہدایت پاتے ہیں۔'' (النحل: 16)

(4)﴿وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ﴾ ''اور ہم نے اُن کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے'' یعنی شیاطین کے لئے آخرت میں طرح طرح کے عذاب تیار ہیں۔

﴿وَلِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ﴾

''اور جن لوگوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ہے، اُن کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے'' (6)

سوال: کافروں کا انجام جہنم ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلِلَّذِیْنَ... وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ﴾ ''اور جن لوگوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ہے، اُن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے لیے جہنم کا عذاب ہے'' جولوگ اپنے رب پر ایمان نہیں لائے اور انہوں نے اس کی عبادت نہیں کی ان کا انجام جہنم ہے جو انتہائی برا ٹھکانہ ہے۔

(2)﴿وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾ ''اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے'' یعنی وہ خطرناک مقام اور بدترین ٹھکانہ ہے جہاں لوگوں کو رسوا کیا جائے گا۔

(3)سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن موت ایک چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لائی جائے گی۔ایک آواز دینے والا فرشتہ آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمام جنتی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے، آواز دینے والا فرشتہ پوچھے گا۔تم اس مینڈھے کو بھی پہچانتے ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں، یہ موت ہے اور ان سے ہر شخص اس کا ذائقہ چکھ چکا ہوگا۔پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا اور آواز دینے والا جنتیوں سے کہے گا کہ اب تمہارے لیے ہمیشگی ہے، موت تم پر کبھی نہ آئے گی اور اے جہنم والو! تمہیں بھی ہمیشہ اسی طرح رہنا ہے، تم پر بھی موت کبھی نہیں آئے گی۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ ۔۔۔﴾ الخ ''اور انہیں حسرت کے دن سے ڈراؤ۔جب کہ اخیر فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (یعنی دنیادار لوگ) اور ایمان نہیں لاتے۔'' (بخاری:4730)

﴿إِذَآ أُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ﴾

''جب وہ اُس میں ڈالے جائیں گے، وہ اُس کے لیے گدھے کے زور سے چیخنے کی سی آواز سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی'' (7)

سوال: جہنم کی گرج اور جوش کی وضاحت ﴿إِذَآ أُلْقُوْا۔۔۔تَفُوْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿إِذَآ أُلْقُوْا فِيْهَا﴾ ''جب وہ اُس میں ڈالے جائیں گے'' یعنی جب قیامت کے دن فرشتے انہیں جہنم میں جھونکیں گے۔

(2)﴿سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا﴾ ''وہ اُس کے لیے گدھے کے زور سے چیخنے کی سی آواز سنیں گے'' جب کافر آگ میں ڈالے جائیں گے تو وہ جہنم کی خوف ناک گرج کو سنیں گے جس کے ساتھ بری چیخیں بھی ہوں گی۔

(3)﴿شَهِيْقًا﴾ زفیر اور شھیق گدھے کے ہینگنے کے وقت اس آواز کی ابتدائی اور آخری حالت کا نام ہے۔زفر بمعنی لمبا سانس باہر نکالنا اور زفیر گدھے کے ہینگنے کی ابتدائی آواز جو آہستہ سے اونچی ہونا شروع ہو جاتی ہے اور جب گدھا ہینگنے کے عمل کو ختم کرنے لگے تو وہ اونچی آواز سے پست ہونا شروع ہوتی ہے اسے شَهِيْقٌ کہتے ہیں۔پھر یہ گدھے کی آواز قرآن کی تصریح کے مطابق سب سے زیادہ مکروہ اور کانوں کو ناگوار محسوس ہونے والی ہوتی ہے۔ایسی ہی مکروہ آواز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوزخ کی پیدا ہو رہی ہوگی۔ پھر اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ایسی آواز جہنم کے جوش مارنے سے پیدا ہوگی۔ دوسرے یہ کہ دوزخ میں جو لوگ پہلے پڑے ہوں گے وہ اس قسم کی مکروہ آوازیں نکالیں گے۔(تیسیر القرآن:492,491/4)

(4)﴿وَّهِيَ تَفُوْرُ﴾ ''اور وہ جوش مار رہی ہوگی'' تَفُوْرُ۔ فار الماء بمعنی پانی کا جوش مارنا اور ابلنا۔ اور اس جوش مارنے یا ابلنے کی وجہ حرارت کی شدت نہیں ہوتی بلکہ پانی کا دباؤ ہوتا ہے۔ نیچے سے پانی کا دباؤ زیادہ ہوا اور سوراخ تنگ ہو تو پانی بڑے جوش سے اوپر کو اچھلتا ہے۔ لفظ فوارہ اسی سے مشتق ہے۔(تیسیر القرآن:492/4)

(5) جہنم ایسے جوش مارے گی جیسے کھولتا ہوا پانی جوش مارتا ہے۔ اس آگ کا غیظ و غضب ایسا ہوگا گویا وہ ابھی پھٹ پڑے گی۔ (6) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن جہنم کو لایا جائے گا، اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی، ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے (یعنی چار ارب نوے کروڑ فرشتے) جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔''(مسلم:7164)

﴿تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَاۤ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ

''قریب ہوگی کہ وہ غصے سے پھٹ جائے۔ جب کبھی کوئی گروہ اُس میں ڈالا جائے گا تو اُس کے نگران اُس سے پوچھیں گے:

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ﴾

''کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا؟''(8)

سوال 1: جہنم کافروں کے ساتھ کیا معاملہ کرے گی، اس کی وضاحت ﴿تَكَادُ ... مِنَ الْغَيْظِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: ﴿تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ﴾ ''قریب ہوگی کہ وہ غصے سے پھٹ جائے'' یعنی جہنم کفار پر غیظ و غضب سے پھٹ پڑے گی، ایک ہونے کے باوجود لگے گا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ہے۔

سوال 2: جہنم کے داروغہ جہنمیوں سے کیا سوال کریں گے، اس کی وضاحت ﴿كُلَّمَاۤ ... نَذِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب(1)﴿كُلَّمَاۤ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ﴾ ''جب کبھی کوئی گروہ اُس میں ڈالا جائے گا'' جب کبھی اس میں کوئی جماعت ڈالی جائے گی، انہیں ذلیل کرنے کے لئے جہنم کے داروغے سوال کریں گے۔

(2)﴿سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ﴾ ''تو اُس کے نگران اُس سے پوچھیں گے: ''کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا؟'' جہنم کے داروغے ان کی زجر و توبیخ کے لئے سوال کریں گے اور وہ زبانیہ فرشتے ہوں گے کہ کیا دنیا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں ایمان اور اطاعت کی طرف بلانے والا کوئی رسول تمہارے پاس نہیں آیا تھا۔(ایسر التفاسیر:1656)

(3)رب العزت نے فرمایا:﴿وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾''اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے، حتیٰ کہ جب وہ اُس کے پاس پہنچیں گے تو اُس کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اُس کے نگران اُن سے کہیں گے:''کیا تمہارے پاس خود تم ہی میں سے کچھ رسول نہیں آئے تھے، جو تمہیں تمہارے رب کی آیات پڑھ کر سناتے ہوں اور تمہیں اُس دن کی ملاقات سے ڈراتے ہوں؟''وہ کہیں گے:''کیوں نہیں! لیکن عذاب کی بات کافروں پر ثابت ہوگئی۔''(الزمر:71)(4)جہنم کے فرشتے پوچھیں گے، جہنم کا ایندھن کیوں بنے؟ کیا تمہارے پاس کوئی نبی نہیں آیا تھا جو تمہیں برے کام سے آگاہ کرتا۔(5)اللہ رب العزت کا یہ اصول ہے کبھی کسی کو عذاب نہیں دیا جاتا جب تک کہ ان کے پاس رسول نہ بھیجیں جیسا کہ فرمایا:﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾''اور ہم کبھی عذاب دینے والے نہیں جب تک کہ ہم کوئی رسول نہ بھیجیں۔''(بنی اسرائیل:15)

﴿قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ﴾

''وہ کہیں گے:''کیوں نہیں؟ ہمارے پاس خبردار کرنے والا آیا تو ہم نے جھٹلا دیا اور ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نازل نہیں کی

﴿اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ﴾

تم ایک بڑی گمراہی میں ہو''(9)

سوال:جہنم میں مجرموں کی ندامت، حسرت اور افسوس کیسا ہوگا، اس کی وضاحت ﴿قَالُوْا ... كَبِيْرٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا﴾''وہ کہیں گے:''کیوں نہیں؟ ہمارے پاس خبردار کرنے والا آیا تو ہم نے جھٹلا دیا''اللہ تعالیٰ کے مجرم کافر جواب دیں گے۔ ہائے ہماری بدبختی ہمارے پاس رسول آئے تھے، انہوں نے ہمیں برے انجام سے آگاہ کیا تھا مگر ہائے افسوس ہم نے انہیں جھٹلا دیا، انہیں رسول ہی نہ مانا، ان کے راستے میں ہم نے رکاوٹیں ڈالیں، انہیں جھوٹا قرار دیا۔

(2)﴿وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ﴾''اور ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نازل نہیں کی''یعنی رسولوں کو ہم نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ تم جھوٹے ہو اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب نہیں اتاری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ﴾ ''تم ایک بڑی گمراہی میں ہو'' یعنی ہم نے رسولوں کو ہی گمراہ قرار دیا۔

(4) مجرم رسولوں کو جھٹلانے کا اعتراف کر کے حسرت اور ندامت کا اظہار کریں گے لیکن بے نتیجہ ہوگا۔

﴿وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْۤ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ﴾

''اور وہ کہیں گے: ''اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو آج ہم بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں نہ ہوتے'' (10)

سوال: مجرموں کے لیے بے وقت کی ندامت مفید نہیں ہوگی، اس کی وضاحت ﴿وَقَالُوْا ... السَّعِیْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَقَالُوْا﴾ ''اور وہ کہیں گے:'' اور وہ فوج جو جہنم میں ڈالی جائے گی اس کے داروغوں سے کہے گی۔

(2)﴿لَوْ كُنَّا﴾ ''اگر ہم'' اگر ہم دنیا میں ہوتے۔

(3)﴿نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ﴾ ''سنتے یا سمجھتے ہوتے'' یعنی دنیا میں اگر ہم رسولوں کی باتیں سنتے، عقل سے کام لیتے اور ان کی باتیں مان لیتے۔

(4)﴿مَا كُنَّا فِیْۤ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ﴾ ''تو آج ہم بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں نہ ہوتے'' تو آج کے دن ہم جہنمی نہ ہوتے۔

(5) یعنی اگر وہ عقلی دلائل سن کر گمراہی سے ہدایت، شر سے خیر کو الگ کر لیتے تو آج بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاوار نہ ہوتے۔ وہ اس وقت نادم ہوں گے جب وقت ان کے ہاتھ سے نکل جائے گا، بے وقت کی ندامت کبھی فائدہ نہیں دیتی۔

(6) رب العزت نے فرمایا:﴿وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ (۱۰۳) تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ (۱۰۴) اَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ (۱۰۵) قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ (۱۰۶) رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ (۱۰۷) قَالَ اخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ (۱۰۸)﴾ ''اور وہ شخص جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے تو وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو خسارے میں ڈالا، وہ جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اُن کے چہروں کو آگ جھلسا دے گی اور اس میں وہ جبڑے نکالنے والے ہوں گے۔ ''کیا میری آیات تمہیں پڑھ کر سنائی نہیں جاتی تھیں؟ پھر بھی تم انہیں جھٹلاتے تھے۔'' وہ کہیں گے: ''اے ہمارے رب! ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال، پھر اگر ہم دوبارہ کریں تو بلاشبہ ہم ہی ظالم ہوں گے۔'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''یہیں خوار رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔'' (المؤمنون:103-108)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ﴾

''سو وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے، سو دوری ہے بھڑکتی ہوئی آگ والوں کے لیے'' (11)

سوال: محشر میں جہنمی اقبال جرم کریں گے، اس کی وضاحت ﴿فَاعْتَرَفُوْا ... السَّعِیْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ﴾ ''سو وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے'' وہ رسولوں کو جھٹلانے کا اعتراف کریں گے۔ اور وہ اعتراف اور اقبال جرم کہاں ان کے کام آئے گا؟ (تفسیر منیر: 18/15)

(2) ﴿فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ﴾ ''سو دوری ہے بھڑکتی ہوئی آگ والوں کے لیے'' جہنمیوں کے لئے میری رحمت سے دوری ہے، وہ انکار کریں یا اعتراف کچھ بھی ان کے کام نہیں آئے گا۔ اس طرح وہ ہونے والا واقعہ وقوع پذیر ہو جائے گا اور وہ عذاب ان سے کبھی ہٹایا نہیں جا سکے گا۔

(3) نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگ اس وقت تک ہلاک نہیں ہوں گے جب تک اپنی برائیاں آپ نہ دیکھ لیں۔'' (مسند احمد: 260/4)

(4) اللہ تعالیٰ کسی کو جہنم میں نہیں بھیجے گا جب تک وہ خود نہیں جان لے گا کہ میں واقعی جہنم ہی کے قابل ہوں، جنت کے قابل نہیں۔

(5) کتنے بدبخت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کھو دیا، وہ جہنم کا ایندھن بنے جو ان کے جسموں میں بھڑکتی رہے گی اور ان کے دلوں سے لپٹتی رہے گی۔ (تفسیر سعدی: 2810,2809/3)

(6) سعید بن جبیر نے فرمایا: سحقا جہنم کی ایک وادی ہے۔ (جامع البیان: 29/7)

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِیْرٌ﴾

''جو لوگ بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں یقیناً اُن کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے'' (12)

سوال: تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے ڈر کر گناہوں سے باز رہنے والوں کی فضیلت ﴿اِنَّ ... كَبِیْرٌ﴾ کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ﴾ ''یقیناً جو لوگ بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں'' جو لوگ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں وہ تنہائی میں بھی گناہوں سے رک کر نیکیاں کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کرتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ﴾ ''وہ لوگ جو بن دیکھے اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں اور وہی قیامت سے ڈرنے والے ہیں۔'' (الانبیاء:49)

(3) اللہ تعالیٰ کی خشیت اور اس کے عذاب وعقاب کا خوف اور شیطان سے مجاہدہ کرنا ہر انسان پر واجب ہے۔ (تفسیر منیر:24/15)

(4) ﴿لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ﴾ ''یقیناً اُن کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے'' جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور قیامت کے دن کے عذاب کا خوف رکھتے ہیں وہ کھلے چھپے اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا شعور رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کرے گا اور انہیں بڑا ثواب عطا فرمائے گا جو کہ جنت ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ جب ان کے گناہ بخش دیں گے تو گناہوں کے شر اور جہنم کے عذاب سے بھی بچالیں گے۔

(6) اللہ تعالیٰ نے جنت میں ان کے لئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے یعنی ہمیشہ رہنے والی بادشاہت، نعمتیں، خدمت گار اور رب کی رضا جو سب نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ۙ(۳۳) ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ (۳۴) لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ (۳۵)﴾ ''جو بن دیکھے رحمان سے ڈر گیا اور رجوع کرنیوالا دل لایا۔ (ان سے کہا جائے گا) جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ یہی اَبدی زندگی کا دن ہے۔ اُن کے لیے وہاں وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس مزید بھی ہے۔'' (ق:33-35)

(8) ﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ﴾ ''آپ صرف اسی شخص کو خبردار کرتے ہیں جس نے نصیحت کی پیروی کی اور رحمٰن سے بن دیکھے ڈرا سو اُسے مغفرت اور باعزت اجر کی بشارت دے دیں۔'' (یٰس:11)

﴿وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾

''اور تم اپنی بات چھپاؤ یا اُس کو ظاہر کر دو، یقیناً وہ تو سینوں والی بات کو خوب جاننے والا ہے'' (13)

سوال: اللہ تعالیٰ دلی راز جانتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاَسِرُّوْا ... بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) یقیناً اللہ تعالیٰ دلی رازوں کو جانتا ہے اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں، جیسے دل کی باتیں اور خیالات جو زبانوں پر نہیں آتے اللہ تعالیٰ ان سے بھی واقف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اپنے وسیع علم، بے پایاں لطف وکرم کے بارے میں خبر ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ﴾ ''اور تم اپنی بات چھپاؤ یا اُس کو ظاہر کردو'' یعنی اس کے لیے دونوں برابر ہیں، دونوں میں سے کوئی بات اس سے چھپی نہیں رہ سکتی۔

(3) ﴿اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ ''یقیناً وہ تو سینوں والی بات کو خوب جاننے والا ہے'' پس وہ سینے میں چھپی ہوئی نیتوں اور ارادوں کو بھی جانتا ہے، وہ ان اقوال کو کیوں کر نہیں جانتا جن کو سنا جاسکتا ہے اور جن کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے؟ (تفسیر سعدی: 2810/3)

ع 1 14 1

﴿اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾

''کیا وہی نہیں جانتا جس نے پیدا کیا؟ اور وہ نہایت باریک بیں، خوب باخبر ہے'' (14)

سوال: لطیف وخبیر خالق اپنی مخلوق کی رگ رگ سے واقف ہے، اس کی وضاحت ﴿اَلَا يَعْلَمُ ... الْخَبِيْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ﴾ ''کیا وہی نہیں جانتا جس نے پیدا کیا؟'' یعنی وہ کیسے چھپی ہوئی باتوں کو نہیں جانے گا جبکہ وہ تمہاری ظاہر ہونے والی باتوں کو جانتا ہے اور وہ تمہارا خالق ہے، اپنی مخلوق کو خوب جانتا ہے۔ وہ رگ رگ سے واقف ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے اپنے علم پر عقلی دلیل سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ﴾ یعنی وہ ہستی جس نے مخلوق کو نہایت مہارت سے اور بہترین طریقے سے پیدا کیا ہے وہ سینوں کے بھید کیونکر نہ جانتی ہوگی؟ اس کے علم وخبر بہت لطیف ہیں حتیٰ کہ وہ سینے کے بھیدوں، ضمیر کے رازوں، تمام چھپی ہوئی چیزوں، خفیہ امور اور غیوب کو جانتا ہے، وہی ہے جو ﴿يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى﴾ ''وہ تو پوشیدہ اور پوشیدہ تر کو بھی جانتا ہے'' (طٰہٰ: 7) (تفسیر سعدی: 2810/3)

(3) ﴿وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ ''اور وہ نہایت باریک بیں، خوب باخبر ہے'' (اَللَّطِيْفُ) کے معانی میں سے ایک معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے بندے اور دوست کے ساتھ نہایت لطف وکرم سے پیش آتا ہے، اس کے ساتھ احسان اور نیکی اس طرح کرتا ہے کہ اسے شعور تک نہیں ہوتا، وہ اسے شر سے ایسے بچاتا ہے جس کا اسے وہم وگمان نہیں ہوتا، وہ اسے ایسے اسباب کے ذریعے سے اعلیٰ مراتب پر فائز کرتا ہے جو بندے کے تصور میں بھی نہیں ہوتے یہاں تک کہ وہ اسے ناگوار حالات کا مزا چکھاتا ہے تاکہ ان کے ذریعے سے اسے جلیل القدر محبوبات اور اعلیٰ مطالب ومقاصد تک پہنچائے۔ (تفسیر سعدی: 2811/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)لطیف کے معنی میں باریک بینی یا راز اور چھوٹی چھوٹی باتوں سے آگاہی پائی جاتی ہے اور کبھی دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔یعنی مخلوق کی چھوٹی چھوٹی تکالیف کا علم رکھنا اور مہربانی سے ان کا ازالہ کرتے رہنا۔

(5)رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾''یقین مانو اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ خوب دیکھنے والا ہے۔''(الحجرات:18)

(6)﴿وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ﴾''اور آپ کا رب جانتا ہے جو اُن کے سینے چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔''(القصص:69)

﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ

''وہ ذات جس نے تمہارے لیے زمین کو تابع بنا دیا سو تم اُس کے راستوں پر چلو اور اُس کے رزق میں سے کھاؤ

وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ﴾

اور اُسی کی طرف قبروں سے اُٹھ کر جانا ہے''(15)

سوال:زمین اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے،اس کی وضاحت﴿هُوَ الَّذِیْ ... النُّشُوْرُ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا﴾''وہ ذات جس نے تمہارے لیے زمین کو تابع بنا دیا''زمین اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے،رب العزت نے اس زمین کو ہمارے قبضے میں دے دیا ہے۔

(2)''ذَلُوْلًا''کے لفظی معنی ہیں ذلیل،مسخر اور تابعدار۔مطلب یہی ہے کہ زمین کو ایسا نرم اور ملائم بنا دیا ہے کہ تم جیسے چاہو اسے کھودو،اس میں راستے بناؤ اور اس کی مٹی سے کچی اور پکی عمارتیں تعمیر کرو وغیرہ۔(اشرف الحواشی:672/1)

(3)اللہ تعالیٰ نے زمین میں میٹھے پانی کے چشمے اور دریا جاری کر دیے،اس میں راستے بنائے اور ہر طرح کے فائدے رکھ دیے تاکہ اس میں سے انسان جو چاہیں وہ حاصل کر سکیں مثلاً کھیتیاں اور باغات اگا سکیں،عمارتیں اور راستے تعمیر کر سکیں، تاکہ ان شاہراہوں پر دور دراز کے ملکوں تک جا سکیں اور جہاں چاہیں رہیں۔

(4)رب العزت نے فرمایا:﴿وَاَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾''اور اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیے کہ تمہیں لے کر ڈگمگانے نہ لگے اور اس میں دریا اور راستے بنا دیے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔''(النحل:15)

(5)﴿فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا﴾''سو تم اُس کے راستوں پر چلو''مناکب''کے لفظی معنی''کندھوں''کے ہیں۔اس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مراد زمین کے راستے، اطراف اور پہاڑ ہیں یعنی جس طرف چاہو سفر کرو، کسب و تجارت کے لئے چلو پھرو۔ (اشرف الحواشی:672/1)

(6) یعنی زمین میں تجارت کی غرض سے جہاں چاہیں سفر کریں۔

(7) ﴿وَكُلُوا مِنْ رِّزْقِهٖ﴾ ''اور اُس کے رزق میں سے کھاؤ'' یعنی وہ رزق کھاؤ جو اس نے تمہارے لیے پیدا کیا، طرح طرح کے غلے اور قسم قسم کے پھل اور پھول۔

(8) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اللہ پر توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو تم کو بھی ایسے رزق دیا جائے جیسا کہ پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ صبح کو وہ گھونسلوں سے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔'' (ترمذی:4164)

(9) ﴿وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ﴾ ''اور اُسی کی طرف قبروں سے اُٹھ کر جانا ہے'' یعنی اسی ایک رب کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے یعنی وہ تمہیں زندہ کرے گا اور تمہیں تمہاری قبروں سے نکالے گا تاکہ تم سے حساب لے اور تمہیں تمہارے ایمان اور تمہاری اطاعت پر بہترین جزا دے اور وہ جنت اور اس کی نعمتیں ہیں اور تم میں سے جو کفر اور نافرمانیاں کرے ان کے کفر اور شر پر انہیں جزا دے اور وہ آگ اور اس کا عذاب ہے۔ (ایسر التفاسیر:1657)

(10) یاد رکھو تمہاری کوششیں اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتیں اس لیے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

﴿ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ﴾

''کیا تم اُس سے بے خوف ہو گئے کہ جو آسمان میں ہے وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے؟ تو اچانک وہ ہچکولے کھانے لگے'' (16)

سوال: مہلت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تقاضا ہے، اس کی وضاحت ﴿ءَاَمِنْتُمْ ... هِيَ تَمُوْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ﴾ ''کیا تم اُس سے بے خوف ہو گئے جو آسمان میں ہے'' اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے جو اپنی مخلوق پر بلند ہے۔

(2) سیدنا معاویہ بن حکم السلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی اس لونڈی کے متعلق پوچھا جسے انہوں نے ایک طمانچہ مارا تھا کہ کیا میں اسے آزاد کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس لاؤ۔'' جب وہ آ گئی تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''اللہ کہاں ہے؟'' اس نے کہا: آسمان میں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا: آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے آزاد کر دو، یہ مومنہ ہے۔'' (مسلم:1199)

(3) ﴿اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ﴾ ''کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے؟ تو اچانک وہ ہچکولے کھانے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لگے'' اللہ تعالیٰ نے زمین کی حرکت سے ڈرایا ہے کہ جس زمین پر تم رہتے ہو وہ 1000 میل فی گھنٹہ کے حساب سے اپنے گرد، 65 ہزار میل فی گھنٹہ کے اعتبار سے سورج کے گرد اور جس کہکشاں میں زمین ہے وہ آسمان کے برج جبّار کے نزدیک 20 ہزار میل فی گھنٹہ کے اعتبار سے دوڑ رہی ہے جس کا ایک چکر 26 کروڑ سالوں میں پورا ہوتا ہے۔ ان ساری دوڑوں کے باوجود کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ جو آسمانوں میں ہے وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے اور یہ زمین جھکولے کھانے لگے یعنی وہی زمین جو تمہاری قرارگاہ ہے، جہاں تم سکون سے چلتے پھرتے ہو، جہاں تمہاری روزی ہے، کیا اس زمین کو حرکت میں لا کر وہ تمہاری ہلاکت کا باعث نہیں بنا سکتا؟

(4)﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں وہ اس پر بھی قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے کوئی عذاب بھیج دے یا تمہیں گروہوں میں ملا دے اور تم میں سے بعض کو بعض کی لڑائی کا مزہ چکھا دے، آپ دیکھیں ہم آیات کو کیسے پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں۔'' (الانعام:65)

(5)﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس کی وجہ سے پکڑتا جو انہوں نے کمایا تو سطح زمین پر کوئی جان دار بھی نہ چھوڑتا لیکن وہ اُنہیں مقرر مدت تک مہلت دیتا ہے، پھر جب اُن کا مقررہ وقت آ جائے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہمیشہ سے خوب دیکھنے والا ہے۔'' (فاطر:45)

(6) اللہ رب العزت نے ان لوگوں کو وعید دی ہے جو اپنی نافرمانی، سرکشی، کفر اور شرک پر جمے ہوئے ہیں۔ ان کے گناہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو للکار رہے ہیں، ان کی نافرمانیاں عذاب کے نزول کی موجب ہیں مگر وہ رحمت اور تحمّل کی وجہ سے درگزر فرما کر مہلت دیتا ہے۔

﴿اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِى السَّمَاۗءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۭ فَسَتَعْلَمُوْنَ

''کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے کہ تم پر پتھراؤ والی آندھی بھیج دے؟ پھر جلد ہی تم جان لو گے

كَيْفَ نَذِيْرِ﴾

کہ کیسا ہے میرا ڈرانا؟'' (17)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: اللہ تعالیٰ چاہے تو آسمان سے پتھر برسا کر انتقام لے لے، اس کی وضاحت ﴿اَمْ ۔۔۔ نَذِیْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ﴾ ''کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے'' یعنی وہ اللہ عزوجل ہے جو آسمانوں میں ہے۔

(2) ﴿اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا﴾ ''کہ تم پر پتھراؤ والی آندھی بھیج دے؟'' یعنی وہ آسمان سے تم پر پتھر برسا کر عذاب نازل کرے اور تم سے انتقام لے اور تمہیں ہلاک کر دے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ یُرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِیْلًا﴾ ''تو کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں خشکی کی جانب دھنسا دے یا تم پر پتھر برسانے والی آندھی بھیج دے؟ پھر تم اپنے لیے کوئی کارساز نہ پاؤ گے؟'' (بنی اسرائیل:68)

(4) ﴿فَسَتَعْلَمُوْنَ كَیْفَ نَذِیْرِ﴾ ''پھر جلد ہی تم جان لو گے کہ کیسا ہے میرا ڈرانا؟'' رب العزت نے وعید دی ہے کہ وہ عذاب تم پر کیسے آتا ہے جس کے بارے میں تمہیں رسولوں نے آگاہ کیا عنقریب تمہیں علم ہو جائے گا۔ اگر ابھی تک عذاب سے محفوظ ہو تو تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ تم اپنے بُرے اعمال کا انجام دیکھ لو گے۔

(5) تم سے پہلے لوگوں نے بھی اس طرح جھٹلایا تھا جیسے تم نے جھٹلایا۔ اللہ تعالیٰ نے آخرت سے پہلے انہیں دنیا کے عذاب کا مزا چکھایا۔ ڈرو اس سے جو تم پر عذاب نازل کرنے کی قدرت رکھتا ہے کہیں وہ تم پر وہ عذاب نازل نہ کر دے جو پہلے لوگوں پر ہوا تھا۔

(6) اللہ تعالیٰ نے پتھراؤ کرنے والی ہوا سے پہلی قوموں کو بھی ہلاک کیا ہے۔ مثلاً قومِ عاد، قومِ لوط اور اصحابُ الفیل جن کو پتھروں کی بارش سے ہلاک کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سوال کیا ہے کہ یہ بتاؤ کیا تم بے خوف ہو کہ وہ تم پر پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیج دے۔ پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا ہے یعنی میں نے پچھلی قوموں کی ہلاکت کے بارے میں جو خبریں دی ہیں وہ کتنی سچی ہیں۔

(7) عذاب آنے کے بعد کا علم بے فائدہ ہے۔

﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً اُن سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا پھر کیسا تھا میرا عذاب؟'' (18)

سوال: پہلے جھٹلانے والوں پر آنے والے عذاب سے عبرت حاصل کرو، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ ۔۔۔ نَكِیْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً اُن سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا'' یعنی جیسے عاد اور ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا جب رسولوں نے انہیں شرک اور کفر سے روکا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔

(2)﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ (۱۲) وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ (۱۳) وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ﴾ ''اُن سے پہلے قومِ نوح اور اصحاب الرّس اور ثمود نے جھٹلایا۔ اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائیوں نے۔ اور اہل ایکہ اور قوم تُبّع نے، ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو میری وعید سچ ثابت ہوئی۔'' (قٓ: 12-14)

(3)﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا (۳۵) فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا (۳۶) وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا (۳۷) وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا (۳۸) وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۪ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا (۳۹) وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے ساتھ اُس کے بھائی ہارون کو بوجھ بٹانے والا بنایا۔ پھر ہم نے کہا کہ تم دونوں ان لوگوں کی طرف جاؤ جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا تو ہم نے اُنہیں تباہ و برباد کر دیا، بری طرح تباہ و برباد کرنا۔ اور نوح کی قوم کو ہم نے غرق کر دیا جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلا دیا اور ہم نے اُنہیں لوگوں کے لیے نشانِ عبرت بنا دیا اور ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور عاد اور ثمود کو اور کنوئیں والے اور اس کے درمیان بہت سے زمانے کے لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا۔ اور ہر ایک کے لیے ہم نے مثالیں بیان کیں اور ہر ایک کو ہم نے برباد کر دیا بری طرح تباہ و برباد کرنا۔ اور بلاشبہ یقیناً یہ لوگ اس بستی پر سے آئے ہیں جس پر بدترین بارش برسائی گئی تو کیا وہ اسے دیکھا نہیں کرتے تھے؟ بلکہ وہ دوبارہ اُٹھائے جانے کی اُمید ہی نہیں رکھتے۔'' (الفرقان: 35-40)

(4)﴿فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ﴾ ''پھر کیسا تھا میرا عذاب؟'' ﴿نَكِيْرِ﴾ (عذاب) دراصل اس انتقامی کاروائی کو کہتے ہیں جو کسی کے خلاف اس کے طرزِ عمل کو غلط اور ناپسندیدہ سمجھ کر کی جاتی ہے۔ (اشرف الحواشی: 672/1)

(5) یعنی جھٹلانے والوں کا کیسا عبرت ناک انجام ہوا، انہیں کیسے دردناک عذابوں میں پکڑا گیا اور وہ کس برے طریقے سے ہلاک ہوئے، ان کے انجام سے عبرت حاصل کرو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ ۛؕ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا

''اور کیا اُنہوں نے اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھا اس حال میں کہ وہ پر پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں رحمان

الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ﴾

کے سوا اُنہیں کوئی نہیں تھامتا، بلاشبہ وہ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے'' (19)

سوال: مشاہدہ قدرت میں ایمان والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں، اس کی وضاحت ﴿اَوَلَمْ ... بَصِیْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ﴾ ''اور کیا اُنہوں نے اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھا اس حال میں کہ وہ پر پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں'' رب العزت نے اپنی قدرت اور طاقت کا شعور دلانے کے لیے پرندوں کی حالت پر غور کرنے کی ترغیب دی ہے۔ کیا اپنے اوپر اڑتے ہوئے پرندے نہیں دیکھتے جن کو اللہ تعالیٰ نے مسخر کیا اور ان کے لیے فضا اور ہوا کو مسخر کیا۔ وہ فضا میں کبھی دونوں پروں سے اڑتے ہیں کبھی ایک سے۔ کبھی پر پھیلاتے ہیں، کبھی نیچے اترنے کے لیے سکیڑتے ہیں۔

(2) صٰٓفّٰت یعنی صف بنانا۔ سیدھی قطار بنانا اور صف بمعنی ہر شے کی سیدھی قطار اور صف الطیر بمعنی پرندوں نے اپنی اڑان میں اپنے پروں کو قطار کی طرح سیدھا کر دیا۔ نیز اس کا معنی پرندوں کا اپنے پروں کو ہوا میں پھیلا دینا اور بالکل بے حرکت بنا دینا بھی ہے۔ (تیسیر القرآن: 494/4)

(3) ﴿مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ﴾ '' رحمان کے سوا اُنہیں کوئی نہیں تھامتا'' کون ہے جو ان پرندوں کو فضا میں سنبھالے ہوئے ہے؟ رحمٰن کے سوا کسی کی طاقت نہیں کہ انہیں سنبھال سکے۔ وہ رحمٰن ہے جس نے فضا کو مسخر کیا اور پرندوں کو پرواز کے لیے موزوں بنایا۔ پرندوں کی حالت میں غور کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی عنایتوں کا یقین ملے گا اور اس حقیقت تک پہنچو گے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ﴾ ''کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کی فضا میں مسخر ہیں؟ انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں تھامتا بلاشبہ اس میں یقیناً نشانیاں ہیں اُن کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں۔'' (النحل: 79)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ﴾ ''بلاشبہ وہ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے'' یقیناً اللہ تعالیٰ بصیر ہے وہ ان کا نگران اور کفیل ہے۔ وہ بندوں کے لیے اپنی حکمت کے تقاضوں کے مطابق تدبیر کرتا ہے۔

﴿اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ یَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ

''یا کون ہے وہ جو تمہارا لشکر ہو، جو رحمان کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے؟

اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ﴾

کافر دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں'' (20)

سوال: غیر اللہ سے امداد کا عقیدہ دھوکہ ہے، اس کی وضاحت ﴿اَمَّنْ...غُرُوْرٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ یَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ﴾ ''یا کون ہے وہ جو تمہارا لشکر ہو، جو رحمان کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے؟'' اللہ تعالیٰ اپنے امر سے دور بھاگنے اور حق سے روگردانی کرنے والے سرکشوں سے فرماتا ہے یعنی جب رحمن تمہارے ساتھ کوئی برائی کرنے کا ارادہ کرے تو کون سا تمہارا لشکر اس برائی کو تم سے دور کر سکتا ہے؟ یعنی رحمٰن کے سوا تمہارے دشمنوں کے خلاف کون تمہاری مدد کر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی مدد کرنے والا، عزت عطا کرنے والا اور ذلت سے ہم کنار کرنے والا ہے اور اس کے سوا تمام مخلوق کسی بندے کی مدد کے لیے اکٹھی ہو جائے تو کسی بھی دشمن کے خلاف اسے ذرہ بھر فائدہ نہیں دے سکتی۔ پس کفار کا یہ جان لینے کے بعد کہ رحمٰن کے سوا کوئی ان کی مدد نہیں کر سکتا، اپنے کفر پر جمے رہنا فریب اور حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ (تفسیر سعدی: 2813/3)

(2)﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ یُنْصَرُوْنَ(۷۴) لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ(۷۵)﴾ ''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنا رکھے ہیں تاکہ ان کی مدد کی جائے۔ وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے اور وہ ان کے لیے حاضر کیے گئے لشکر ہیں۔'' (یٰسٓ: 75,74)

(3) انسان کسی سہارے کی وجہ سے بے خوف ہوتا ہے۔ یہ سہارا اس کے شعور کی گہرائیوں میں رَچ بس کر اُسے بے خوف بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سوال کیا ہے کہ یہ بتاؤ وہ کون سا لشکر ہے جو رحمان کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے گا؟ یعنی تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکے گا۔

(4) مشرک غیر اللہ سے مدد اور روزی مانگتے ہیں ان کی کوئی امید پوری ہونے والی نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ ہے جو حمایتی اور کارساز ہے۔ اس کے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ﴾ ''کافر دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں'' یعنی کافر دھوکے میں ہیں شیطان ان کے لیے شرک کو مزین کرتا ہے اور انہیں وعدے دیتا ہے کہ ان کے لیے نہ حساب ہے نہ عذاب اور ان کے معبودان کی سفارش کریں گے۔(ایسر التفاسیر:1659)(6)غیروں سے امداد کا عقیدہ دھوکہ ہی دھوکہ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار اور کارساز نہیں ہے۔

﴿اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ؕ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ﴾

''یا وہ کون ہے جو تمہیں رزق دے اگر وہ اپنا رزق روک لے؟ بلکہ وہ سرکشی اور گریز پر اڑے ہوئے ہیں''(21)

سوال1: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رزق نہیں دے سکتا، اس کی وضاحت ﴿اَمَّنْ...وَّ نُفُوْرٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ﴾ ''یا وہ کون ہے جو تمہیں رزق دے اگر وہ اپنا رزق روک لے؟'' یعنی اللہ تعالیٰ ہی رزق کا مالک ہے۔رزق اس کی طرف سے ہے۔اگر وہ رزق روک لے تو کون ایسا ہے جو رزق دے سکے؟ رب العزت نے فرمایا:﴿قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَ اِنَّاۤ اَوْ اِیَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ تمہیں آسمانوں اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ اور بیشک ہم یا تم میں سے ایک ضرور ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں ہیں۔''(سبا:24)

(2)﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴾ ''اے لوگو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو، کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو؟ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کہاں سے بہکائے جاتے ہو؟''(فاطر:3)

(3)﴿قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ مَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ کون تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یا کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور کون زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور کون ہر کام کی تدبیر کرتا ہے؟ تو جلد ہی وہ کہیں گے ''اللہ تعالیٰ'' کہو: ''تو کیا تم ڈرتے نہیں؟''(یونس:31)

(4)﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا، پھر وہ تمہیں موت دے گا، پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا، کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو ان میں سے کوئی بھی کام کرتا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہو؟ پاک ہے وہ اور اُن سے بہت بلند ہے جنہیں یہ شریک بناتے ہیں۔" (الروم:40)

(5) اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی رزق دے سکتا ہے نہ چھین سکتا ہے، نہ کوئی مدد کر سکتا ہے، نہ ضروریات کو پورا کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی خالق، رازق اور عزت و ذلت کا مالک ہے۔ جسے چاہتا ہے رزق اور عزت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے رزق اور عزت چھین لیتا ہے۔

(6) ﴿اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَمَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾ "یا وہ جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے، پھر اُس کا اعادہ کرتا ہے؟ اور وہ جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ آپ کہہ دیں لاؤ اپنی دلیل، اگر تم سچے ہو۔" (النمل:64) (7) جو خالق، مالک اور رازق ہے اسی کا حق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔

(8) ﴿بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ﴾ "بلکہ وہ سرکشی اور گریز پر اڑے ہوئے ہیں" یعنی کافر حق کے معاملے میں گمراہی اور دشمنی پر اڑے ہوئے ہیں۔ وہ حق سے دور بھاگتے ہیں، وہ حق سے نفرت کرتے ہیں نہ سننا چاہتے ہیں نہ ماننا چاہتے ہیں۔

(9) لج بمعنی ضد سے جھگڑنا، دشمنی میں مداومت کرنا اور لُجّۃ بمعنی پانی کی گہرائی۔ پانی کا گہرا حصہ جہاں پانی سب سے زیادہ گہرا ہو۔ گویا اس لفظ کا معنی ضد کی وجہ سے کسی بات پر اڑ جانا بھی ہے اور کسی برے کام میں دور دراز تک چلے جانا بھی ہے۔ (تیسیر القرآن:4/495)

(10) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو معبوث کیا اور فرمایا: ﴿قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِیْنَ﴾ "کہہ دو کہ میں تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں اور نہ میں بناوٹی باتیں کرنے والوں میں سے ہوں۔" (ص:86) پھر جب آپ نے دیکھا کہ قریش عناد سے باز نہیں آتے تو آپ نے ان کے لئے بد دعا کی: "اے اللہ! ان کے خلاف میری مدد ایسے قحط سے کر جیسا سیدنا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔" قحط پڑا اور ہر چیز ختم ہو گئی۔ لوگ ہڈیاں اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے۔ (سلیمان اور منصور) راویان حدیث میں سے ایک نے بیان کیا: وہ چمڑے اور مردار کھانے پر مجبور ہو گئے اور زمین سے دھواں سا نکلنے لگا۔ آخر ابوسفیان آئے اور کہا کہ اے محمد ﷺ! آپ کی قوم ہلاک ہو چکی، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ان سے قحط کو دور کر دے۔ نبی ﷺ نے دعا فرمائی اور قحط ختم ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد وہ پھر کفر کی طرف لوٹ گئے۔ (بخاری:4284)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے رزق روک لینے سے انسان کی بے خوفی کا کیسے علاج کیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسانی شعور کو بیدار کیا ہے کہ رزق تو تمہاری بنیادی ضرورت ہے۔ یہ بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنا رزق روک لے تو تمہیں کون رزق دے گا؟

﴿اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾

''تو کیا وہ شخص زیادہ ہدایت یافتہ ہے جو اوندھے منہ چلتا ہے؟ یا وہ شخص جو درست ہو کر سیدھے راستے پر چلتا ہے؟'' (22)

سوال: مومن اور کافر کی مثال کی وضاحت ﴿اَفَمَنْ یَّمْشِیْ ... مُّسْتَقِیْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤی﴾ ''تو کیا وہ شخص زیادہ ہدایت یافتہ ہے جو اوندھے منہ چلتا ہے؟'' یعنی دو لوگوں میں سے ایک وہ ہے جو منہ کے بل اوندھا چل رہا ہے اسے نہیں خبر دائیں بائیں اور آگے کیا ہے؟ نہ اسے یہ خبر ہے کہ کہاں جا رہا ہے اور نہ راستے کی کوئی خبر ہے۔

(2) ﴿اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾ ''یا وہ شخص جو درست ہو کر سیدھے راستے پر چلتا ہے؟'' دوسرا وہ ہے جو سیدھا کھڑا ہو کر سیدھے راستے پر چل رہا ہے، وہ دیکھ بھال کر بھی چل رہا ہے اور اسے اپنی منزل کا بھی پتہ ہے۔

(3) یعنی ان دو شخصوں میں سے کون زیادہ ہدایت کی راہ پر ہے؟ کیا وہ شخص جو گمراہی میں سرگشتہ پھرتا ہے، اپنے کفر میں غرق ہے اور اس کی سمجھ الٹ گئی ہے اس کے نزدیک حق باطل اور باطل حق بن چکا ہے یا وہ شخص جو حق کا علم رکھنے والا، حق کو ترجیح دینے والا، حق پر عمل کرنے والا اور اپنے اقوال و افعال اور تمام احوال میں صراط مستقیم پر گامزن ہے؟ ان دونوں اشخاص کے احوال پر مجرد ایک نظر ڈالنے سے ہدایت یافتہ اور گمراہ کے درمیان فرق معلوم ہو جائے گا۔ احوال، اقوال سے بڑے گواہ ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2813/3)

(4) یہ مومن اور کافر کی مثال ہے ان دونوں میں سے کون راہ راست پر ہے اور کون گمراہ ہے، فیصلہ کریں۔

(5) قیامت کے دن مشرک منہ کے بل چلائے جائیں گے اور جہنم میں جھونکے جائیں گے اور مومن عزت کے ساتھ جنت میں جائیں گے۔

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ (۲۲) مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ (۲۳)﴾ ''جمع کرو اُن سب لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا اور اُن کے جوڑوں کو بھی اور اُن کو بھی جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ماسوا پھر اُن کی دوزخ کے راستے کی طرف راہ نمائی کرو۔'' (الصّٰفّٰت: 23,22)

(7) نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ منہ کے بل کیسے چلائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے پیروں پر چلایا کیا وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منہ کے بل چلانے پر قادر نہیں؟" (بخاری، مسلم)

﴿قُلْ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ

"کہہ دو وہ (اللہ) وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے،

قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ﴾

تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو" (23)

سوال: جس نے وجود بخشا ہے اسی کا شکر ادا کیوں نہیں کرتے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... تَشْكُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ رب العزت نے صرف اپنی عبادت اور شکر کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ﴾ "کہہ دو وہ (اللہ) وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا" یعنی وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے تمہیں ایجاد کیا۔ کسی مددگار کے بغیر تمہیں عدم سے نکال کر وجود بخشا۔

(2) ﴿وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ﴾ "اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے" یعنی جب اس نے تمہیں پیدا کیا تو کانوں، آنکھوں اور دلوں کے ساتھ تمہارے وجود کو مکمل کیا۔ یہ تمہارے لیے جسم کے اہم ترین، نفع مند اور کامل اعضاء ہیں۔

(3) ﴿قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ﴾ "تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو" مگر ساری نعمتیں پا کر تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو۔

(4) اللہ تعالیٰ نے ان قوتوں کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ (i) انسان ان ہی کے توسط سے سوچتا سمجھتا اور اپنی زندگی کے کام کرتا ہے۔ (ii) اللہ تعالیٰ نے ان کا تذکرہ اس حوالے سے کیا ہے کہ انسان ان قوتوں سے صحیح کام لے کر شکر ادا کر سکتا ہے اور صحیح کام نہ لے کر ناشکری کرتا ہے۔

﴿قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾

"کہہ دو وہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا ہے اور اُسی کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے" (24)

سوال: جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا وہ سمیٹنے پر قادر ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... تُحْشَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ﴾ ''کہہ دو وہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا ہے'' یعنی وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے تمہیں زمین کے کونے کونے میں پھیلا دیا اور چاروں سمت آباد کر دیا۔ تمہارے رنگ جدا جدا، زبانیں جدا جدا، عادتیں جدا جدا، شکلیں جدا جدا بنائیں پھر اس نے تمہیں پھیلا دیا۔

(2) رب العزت نے فرمایا:﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا﴾ ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی سے اس کی بیوی پیدا کی اور اس نے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیئے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرکر رہو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتہ داری (کو بگاڑنے) سے بھی ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ سے پورا نگہبان ہے۔'' (النساء:1)

(3)﴿وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾ ''اور اُسی کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے'' یعنی جس نے تمہیں پھیلایا ہے وہ قیامت کے دن سمیٹ لے گا۔ جس نے تمہیں ایجاد کیا وہ اسی طرح لوٹا دے گا۔

(4) اللہ تعالیٰ نے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ انسان کو بغیر ارادے اور منصوبے کے ساری خصوصیات نہیں دیں بلکہ اس لئے دی ہیں تاکہ وہ زمین پر زندگی بسر کر سکے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر پھیلایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیتیں اس لئے دی ہیں کہ انسان سے زندگی کا حساب لے کر جزا سزا دی جا سکے۔ اسی مقصد کے لئے انسان کو جمع کیا جائے گا۔

﴿وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾

''اور وہ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا؟'' (25)

سوال: جو زندگی کو ایجاد کرنے والا ہے موت دینے پر بھی قادر ہے، اس کی وضاحت ﴿وَیَقُوْلُوْنَ ... صٰدِقِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَیَقُوْلُوْنَ﴾ ''اور وہ کہتے ہیں'' کافر جھٹلاتے ہوئے کہتے ہیں۔

(2)﴿مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾ ''اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا؟'' کافروں نے کہا اگر تم سچے ہو کہ میدان حشر میں سب لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا تو یہ بتاؤ قیامت کب آئے گی؟

(3) انہوں نے انبیاء کی صداقت کی علامت یہ رکھی کہ انہیں قیامت کے دن کی آمد کے وقت کے بارے میں آگاہ کریں، جبکہ یہ ظلم اور عناد ہے۔ پس اس کا علم تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے مخلوق میں سے کسی کے پاس نہیں اور نہ اس خبر اور اس کے وقوع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے وقت کی خبر میں کوئی تلازم ہی ہے کیونکہ صداقت اپنے دلائل سے پہچانی جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کی صحت پر دلائل و براہین قائم کر دیے ہیں، اس شخص کے لیے ادنیٰ سا شک نہیں رہتا جو توجہ کے ساتھ سنتا ہے۔(تفسیر سعدی:2814/3)

(4)رب العزت نے فرمایا:﴿وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا (۴۹) قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا (۵۰) اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا (۵۱) يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا (۵۲)﴾''اور انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا یقیناً ہم نئی پیدائش پر ضرور اُٹھائے جانے والے ہیں؟ آپ کہہ دیں تم پتھر یا لوہا بھی ہو جاؤ۔ یا کوئی اور مخلوق جو تمہارے دلوں میں اس سے بھی بڑی ہو۔تو جلد ہی وہ کہیں گے کہ کون ہے جو ہمیں دوبارہ پیدا کرے گا؟ آپ کہہ دیں وہی ذات جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا، تو جلد ہی وہ آپ کے سامنے تعجب سے سر ہلائیں گے اور کہیں گے تو یہ کب ہوگا؟ آپ کہہ دیں امید ہے کہ وہ قریب ہو۔جس دن وہ تمہیں پکارے گا تو تم اس کی تعریف کے ساتھ لبیک کہو گے اور تم سمجھو گے کہ تم بہت تھوڑی دیر ہی رہے۔''(بنی اسرائیل:49-52)

(5)﴿قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾''انہوں نے کہا:''کیا تو ہمارے پاس آیا ہے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے ہٹا دے؟ اگر تو واقعی سچا ہے تو جس (عذاب) کی ہمیں دھمکی دیتا ہے وہ لے آ۔''(الاحقاف:22)

﴿قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۡ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴾

''کہہ دو یقیناً اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور حقیقتاً میں کھلا ڈرانے والا ہوں''(26)

سوال: نبی کا کام قیامت کی تاریخ بتانا نہیں ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ...مُّبِيْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾''کہہ دو یقیناً اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے''یعنی قیامت کی تاریخ بتانا میرا کام نہیں ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔(مختصر ابن کثیر:2103/2)

(2)رب العزت نے فرمایا:﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا (۴۲) فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا (۴۳) اِلٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا (44) اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا (45) كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا (46)﴾ ''وہ لوگ تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اُس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ کو اس کے بتانے سے کیا تعلق؟ تیرے رب کے پاس اُس (کے علم) کی انتہا ہے۔ یقیناً جو اس سے ڈرتا ہے آپ اس کو ڈرانے والے ہیں۔ جس دن وہ اُسے دیکھ لیں گے تو (سمجھیں گے) گویا کہ وہ نہیں ٹھہرے مگر ایک شام یا اُس کی ایک صبح۔'' (النازعات:42-46)

(3)﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ؕ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''وہ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا قیام کب ہوگا؟ آپ کہہ دیں: ''یقیناً اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے اس کے وقت پر اس کے سوا اسے کوئی ظاہر نہیں کرے گا، وہ (حادثہ) آسمانوں اور زمین میں بھاری ہے، تم پر وہ اچانک ہی آئے گی۔ وہ آپ سے سوال کرتے ہیں گویا آپ اس کی پوری تحقیق کرنے والے ہیں۔ آپ کہہ دیں: ''بلاشبہ اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (الاعراف:187)

(4)﴿وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ ''اور حقیقتاً میں کھلا ڈرانے والا ہوں'' یعنی میرا کام تو صرف انجام کے بارے میں آگاہ کرنا، متنبہ کرنا ہے۔ (5) رسول کا کردار مُنذِر کا ہے۔ رسول غیب کی اطلاعات دینے نہیں آتا۔

﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ

''پس جب وہ اُس کو قریب سے دیکھیں گے تو اُن کے چہرے بگڑ جائیں گے جنہوں نے کفر کیا اور کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ

كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ﴾

جس کو تم مانگا کرتے تھے'' (27)

سوال: قیامت سر پر ہے اور اس کے ہول ہوش ربا ہیں، اس کی وضاحت ﴿فَلَمَّا ... تَدَّعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ''پس جب وہ اُس کو قریب سے دیکھیں گے تو اُن کے چہرے بگڑ جائیں گے جنہوں نے کفر کیا'' یعنی قیامت کو جھٹلانے والے اسے دیکھ لیں گے اس وقت انہیں علم ہوگا کہ قیامت قریب ہی تھی کیونکہ آنے والی چیز قریب ہوتی ہے۔

(2) جب وہ قیامت کو اپنے قریب دیکھیں گے تو یہ انہیں بہت برا لگے گا اور انہیں خوف زدہ کر دے گا، ان کے چہرے بدل جائیں گے، ان کی تکذیب پر انہیں زجر و توبیخ کی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا: ''یہ وہی ہے جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آج تم نے اسے عیاں دیکھ لیا ہے اور تمام معاملہ تمہارے سامنے ظاہر ہو گیا ہے، تمہارے تمام اسباب منقطع ہو گئے ہیں اور اب عذاب بھگتنے کے سوا کچھ باقی نہیں۔" (تفسیر سعدی:2815/3)

(3)﴿وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ "اور قیامت کے دن آپ اُن لوگوں کو دیکھیں گے جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا کہ اُن کے چہرے سیاہ ہوں گے، کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے؟" (الزمر:60)

(4)﴿وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ﴾ "اور کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ جس کو تم مانگا کرتے تھے" یعنی یہ عذاب ہے جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا۔ (5) یعنی جس کے جلد وقوع پزیر ہونے کا تم مطالبہ کیا کرتے تھے۔

(المصباح المنیر:280/4)

(6) دنیا میں کافر عذاب کا مطالبہ کیا کرتے تھے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ﴾ "اور اُنہوں نے کہا: "اے ہمارے رب! حساب کے دن سے پہلے ہی ہمارا حصہ ہمیں جلدی دے دے۔" (صٓ:16)

(7)﴿وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ "اور جب اُنہوں نے کہا: "اے اللہ! اگر یہ واقعی تیری جانب سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔" (الانفال:32)

(8)﴿وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ (۴۷) وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (۴۸)﴾ "اور واقعی اُن کے پاس جنہوں نے ظلم کیا، وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اُس کے ساتھ اُس کی مانند اور بھی ہو تو وہ قیامت کے دن کے بُرے عذاب سے بچنے کے لیے ضرور اُسے فدیے میں دے دیں گے اور اللہ تعالیٰ کی جناب سے اُن پر وہ ظاہر ہو جائے گا جس کا وہ گمان بھی نہیں رکھتے تھے۔ اور جو اعمال انہوں نے کمائے ہیں اُن کی برائیاں اُن کے لیے ظاہر ہو جائیں گی اور وہ انہیں گھیر لے گا جس کا وہ مذاق اُڑاتے تھے۔" (الزمر:48,47)

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ

"کیا تم نے دیکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اور ان کو ہلاک کر دے جو میرے ساتھ ہیں یا وہ ہم پر رحم فرمائے تو کافروں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾

دردناک عذاب سے کون پناہ دے گا؟'' (28)

سوال 1: کسی کی بربادی نہ چاہو اپنی فکر کرلو، اس کی وضاحت ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ ... اَلِيْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا﴾ ''کیا تم نے دیکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اور ان کو ہلاک کردے جو میرے ساتھ ہیں یا وہ ہم پر رحم فرمائے'' یعنی نبی ﷺ کو جھٹلانے والے جو آپ ﷺ کی دعوت کو ٹھکراتے تھے، آپ کی ہلاکت اور آپ کے بارے میں زمانہ گردش کے منتظر تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ ان سے کہیں کہ اگر تمہاری آرزو پوری ہو بھی جائے اور اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کردے تو یہ چیز تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گی کیونکہ تم نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا اور تم عذاب کے مستحق بن گئے۔ (تفسیر سعدی: 2815/3)

(2) ﴿فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ ''تو کافروں کو دردناک عذاب سے کون پناہ دے گا؟'' یعنی آپ مشرکوں سے کہہ دیں کہ اگر مجھے نقصان پہنچے یا میرے ساتھیوں کو یا اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمادے تو ہماری بربادی یا خوشی سے تمہیں کیا ملے گا؟ اپنی فکر کرلو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کون چھڑائے گا؟

(3) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والی توبہ ہے۔ شرک سے توبہ کرلو اور عذاب سے بچنے کے لیے اس کا دین اختیار کرلو کہ عذاب سے بچ جاؤ۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے کافروں کو اپنے حالات پر سنجیدگی سے غور وفکر کرنے کی دعوت کیسے دی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم نے کبھی غور کیا کہ تمہیں دردناک عذاب سے کون بچائے گا؟ اگر اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو اور اس کے ساتھیوں کو موت یا قتل کے ذریعے ہلاک کردے یا پھر انہیں مہلت دے دے۔ یعنی ایمان لانے کے باوجود ہمیں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ڈر ہے اور اس کی رحمت کی اُمید بھی ہے، یہ بتاؤ کفر کے باوجود عذاب سے کون بچائے گا؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا تو کوئی نہیں ہے۔ پھر کیا کرو گے جب عذاب میں مبتلا کردیئے جاؤ گے؟

﴿قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ

''کہہ دو کہ وہ وسیع رحمت والا ہے، اُسی پر ہم ایمان لائے اور اُسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے، تو جلد ہی تم جان لوگے کہ

مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کھلی گمراہی میں کون پڑا ہوا ہے؟'' (29)

سوال 1: مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ پر ایمان اور توکل ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... مُّبِیْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ﴾ ''کہہ دو کہ وہ وسیع رحمت والا ہے، اُسی پر ہم ایمان لائے'' اللہ رب العزت نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ آپ اپنے اور ایمان لانے والوں کے حال کے بارے میں آگاہ کر دیں کہ ہمارا ایمان رب العالمین پر ہے جو ہم پر مہربان ہے۔

(2) ﴿وَعَلَیْهِ تَوَكَّلْنَا﴾ ''اور اُسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے'' یعنی ہم اس پر بھروسہ کرتے ہیں، ہمارا اعتماد اسی ذات پر ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرو، اگر تم مومن ہو'' (المائدہ:23) (3) ﴿فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَیْهِ﴾ ''آپ اسی کی عبادت کریں اور اسی پر بھروسہ رکھیں۔'' (ہود:123)

(4) ﴿فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ ''تو جلد ہی تم جان لو گے کہ کھلی گمراہی میں کون پڑا ہوا ہے؟'' یعنی یہ بات تو یقینی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کی پیروی کرنے والے فلاح پائیں گے۔ تم جلد ہی جان جاؤ گے کہ دنیا اور آخرت میں کس کا انجام اچھا ہوتا ہے۔

(5) ان کے پاس ایمان ہے نہ توکل، اس سے معلوم ہو گیا کہ کون ہدایت پر ہے اور کون کھلی گمراہی میں ہے۔

سوال 2: رسول اللہ ﷺ سے مخاطبین کے غور و فکر کے لئے اپنے کیا حالات بیان کرنے کو کہا گیا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ ﷺ انہیں بتا دیں کہ چونکہ وہ الرحمٰن ہے اس لئے: (1) ہم اُس پر ایمان لے آئے یعنی اس کی وحدانیت پر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔

(2) ہم اُس پر توکل کرتے ہیں یعنی اپنے معاملات اس کے حوالے کرتے ہیں، کسی اور کے سپرد نہیں کرتے۔

(3) ابھی اگر تمہیں بات سمجھ نہیں آ رہی تو عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون کھلی گمراہی میں پڑا ہوا ہے، یعنی وہ گمراہ تم ہو یا ہم ہیں۔

ع 2 16 2

﴿قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ﴾

''کہہ دو کہ کیا تم نے دیکھا اگر تمہارا پانی گہرا چلا جائے تو کون ہے جو تمہیں بہتا ہوا پانی لا دے گا؟'' (30)

سوال 1: تمہارا پانی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... مَّعِیْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا﴾ ''کہہ دو کہ کیا تم نے دیکھا اگر تمہارا پانی گہرا چلا جائے''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لغوی لحاظ سے غور یا غار کا معنی نشیبی زمین کی طرف نیچے اور غار بمعنی کھوہ، معروف لفظ ہے اور غور بمعنی نشیبی زمین بھی اور زیر زمین گہرائی بھی۔ گویا اس میں گہرائی کے ساتھ مکان کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔(تیسیر القرآن:498/4)

(2) رب العزت نے اپنے رسول سے کہا کہ آپ مشرکوں سے کہہ دو کہ اگر تمہارا پانی زمین میں گہرا اتر جائے۔

(3) ﴿فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ﴾ ''تو کون ہے جو تمہیں بہتا ہوا پانی لا دے گا؟'' یعنی وہ پانی جو تم پیتے ہو جس سے کھیت سیراب کرتے ہو یہ بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنا پانی لے جائے تو تمہیں کون پانی کی نعمت دے گا۔

(4) معین کا ایک معنی پانی کا سطح زمین پر نرم رفتار سے بہنا ہے۔ یعنی سیلاب کی طرح تندی اور تیزی سے نہیں بلکہ نرمی اور سہولت سے جاری ہونے والا پانی۔ یعنی جب زمینی گہرائی سے پانی کنووں، نلکوں یا مشینوں سے نکالا جاتا ہے اور آبپاشی کے لیے استعمال ہوتا ہے تو اس پانی کی رفتار سیلاب کی طرح تند و تیز نہیں ہوتی بلکہ نرم اور دھیمی ہوتی ہے۔(تیسیر القرآن:498/4)

(5) یعنی یہ پانی جس پر حیوانی اور نباتاتی زندگی موقوف ہے اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے گہرا ہو جائے اور تم کھودتے کھودتے تھک جاؤ لیکن پانی نہ نکلے تو ہے کوئی جو تمہیں یہ ابلنے والا، جاری، صاف اور میٹھا پانی دے سکے؟ یہ قدرت صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے کہ تمہیں تمہاری ضروریات کے لیے صاف شفاف اور میٹھا پانی مہیا فرماتا ہے۔ اس نے اپنی مہربانی سے زمین سے تمہارے لیے پانی جاری کر دیا اور حسب ضرورت مختلف علاقوں میں پھیلایا۔

(6) روایات میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص یہ آیت پڑھے تو اسے یوں کہنا چاہیے: ﴿اللّٰهُ يَاْتِيْنَا بِهٖ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ اسے ہمارے پاس لاتا ہے اور وہ ہمارا رب ہے اور جہانوں کا رب ہے۔''(تیسیر القرآن:498/4)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے زندگی کی بنیادی ضرورت پر غور کرنے کی دعوت کیسے دی ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ سے یہ سوال کرنے کے لیے کہا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ پانی خشک کر دے، ساری مشینیں پانی نکالنے میں ناکام ہو جائیں، یہ بتاؤ پھر کون تمہیں صاف ستھرا، نتھرا ہوا پانی لا کر دے گا؟

(2) اللہ تعالیٰ نے اپنی بادشاہت میں سے ایک چھوٹی سی چیز پانی کی طرف توجہ دلائی ہے کہ دیکھو، اللہ تعالیٰ کی قدرت کو وہ کیسے تمہیں پانی فراہم کرتا ہے اور دیکھو اس رحمت کو، وہ تمہیں نافرمانیوں کے باوجود کیسے صاف پانی پلاتا ہے، محروم نہیں کرتا۔

اٰيَاتُهَا 52 — 68 - سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ - 2 — رُكُوْعَاتُهَا 2

سوال 1: یہ سورت کب اور کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مکی سورت ہے۔ اس میں دو رکوع اور 52 آیات ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 68 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے یہ دوسری سورت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ﴾

''ن۔قلم کی قسم اور اُس کی قسم جو وہ لکھتے ہیں!''(1)

سوال: ﴿نٓ ... يَسْطُرُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿نٓ﴾ حروف مقطعات میں سے ہے جس کے معنی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں۔

(2) ﴿وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ﴾ ''قلم کی قسم اور اُس کی قسم جو وہ لکھتے ہیں!'' رب العزت نے قلم کی قسم کھائی ہے۔

(3) یہ اسم جنس ہے جو ان تمام اقلام کو شامل ہے جن کے ذریعے سے مختلف علوم کو لکھا جاتا ہے اور جن کے ذریعے منثور اور منظوم کلام کو احاطہ تحریر میں لایا جاتا ہے اور یہ اس حقیقت پر قسم ہے کہ قلم اور جو اس کے ذریعے سے مختلف انواع کا کلام لکھا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ (تفسیر سعدی: 2816/3)

(4) سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی، وہ قلم ہے اور پھر اسے حکم دیا کہ لکھ! تو اس نے ہر وہ چیز لکھ دی جو (ازل سے) ابد تک ہونے والی ہے۔'' (ترمذی: 3319)

(5) اس حدیث کے مطابق لکھنے والی قلم خود ہی ہے۔ یا ممکن ہے کہ اس قلم سے لکھنے والے اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہوں، دوسرا مطلب یہ ہے کہ قلم اور ان فرشتوں کی قسم جو لوح محفوظ سے قرآن نقل کرتے ہیں۔ تیسرا مطلب یہ ہے کہ ان صحابہ کرام کی قسم جو نزول قرآن کے بعد قرآن کی وحی کو قلم سے لکھتے ہیں اور چوتھا مطلب یہ ہے کہ ان مورخین کی قسم جو قلم کے ساتھ بڑے بڑے مصلحین کی داستان حیات تاریخ کے اوراق میں ثبت کرتے ہیں۔ (تیسیر القرآن: 499/4)

﴿مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ﴾

''آپ اپنے رب کے فضل سے ہرگز دیوانے نہیں ہیں''(2)

سوال: رب العزت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جنون سے کیسے برأت کی، اس کی وضاحت ﴿مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿بِمَجْنُوْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ﴾ ''آپ اپنے رب کے فضل سے ہرگز دیوانے نہیں ہیں'' یہ جواب قسم ہے یعنی اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ ﷺ دیوانے نہیں ہو۔

(2) مشرکوں کے قول کو رب العزت نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے:﴿وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ﴾ ''اور انہوں نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر ذکر نازل کیا گیا ہے بلاشبہ تو یقینا دیوانہ ہے۔'' (الحجر:6)

(3) رب العزت نے سورہ الطور میں بھی جنون سے آپ ﷺ کی برأت فرمائی ہے، فرمایا:﴿فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ﴾ ''پس آپ نصیحت کریں کہ اپنے رب کے فضل سے آپ ہرگز نہ کاہن ہیں اور نہ ہی دیوانے ہیں۔'' (الطور:29)

(4)﴿اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ (۱۳) ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ (۱۴)﴾ ''اُن کے لیے نصیحت کہاں؟ حالانکہ بلاشبہ اُن کے پاس وضاحت سے بیان کرنے والا رسول آچکا ہے۔ پھر بھی اُنہوں نے اُس سے منہ موڑا اور کہا: ''سکھایا ہوا دیوانہ ہے۔'' (الدخان:14,13)

(5) رب کی نعمت سے مراد نبوت ہے جو کہ آپ ﷺ! کو عطا کی گئی یعنی آپ ﷺ رب کی رحمت اور نعمت سے مجنون نہیں ہو۔ (6) قلم اور جو اس سے لکھا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو اس امر کی مستحق ہے کہ محمد ﷺ کی ان عیوب کے بارے میں برأت پر اس کی قسم کھائی جائے جو آپ ﷺ کے دشمن آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں، یعنی جنون وغیرہ۔ پس آپ ﷺ کے رب کی نعمت اور احسان سے ان عیوب کی آپ ﷺ سے نفی کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عقل کامل، عمدہ رائے اور فصاحت و بلاغت سے لبریز کلام فیصل سے سرفراز فرمایا ہے جو بہترین کلام ہے جسے قلم لکھتے ہیں اور مخلوقات اسے قلم بند کرتی ہیں اور دنیا کے اندر یہی سعادت ہے۔ (تفسیر سعدی:3/2816,2817)

﴿وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ﴾

''اور آپ کے لئے یقینا ایسا اجر ہے جو منقطع ہونے والا نہیں ہے'' (3)

سوال: عظیم اجر آپ ﷺ کی عقلی صحت کی دلیل ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّ ... مَمْنُوْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ﴾ ''اور آپ کے لئے یقینا ایسا اجر ہے جو منقطع ہونے والا نہیں ہے'' اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی اخروی سعادت کا ذکر فرمایا کہ آپ ﷺ کو زبردست اور ختم نہ ہونے والا اجر ملنے والا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب کہ دیوانے کے افعال پر نہ عذاب ہے نہ ثواب۔آپ ﷺ کو ملنے والا اجر عظیم آپ ﷺ کی عقلی محبت کی دلیل ہے۔

(2) آپ ﷺ کے اجر کا سبب یہ ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے تھے اور ان کی دی گئی اذیتوں پر صبر کرتے تھے۔(3) رب العزت نے فرمایا:﴿وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ﴾ ''اور جن کو نیک بخت قرار دیا جائے گا وہ جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں جب تک زمین وآسمان قائم ہیں مگر جو آپ کا رب چاہے ایسا عطیہ جو کبھی قطع کیا جانے والا نہیں۔'' (ہود:108)

(4) آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ، اعمال صالحہ اور بھلائی کی طرف راہ نمائی کی وجہ سے آپ ﷺ کا اجر ہمیشہ رہنے والا ہے۔

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾

''اور بلاشبہ آپ یقیناً عظیم اخلاق پر ہیں''(4)

سوال: نبی ﷺ اخلاق عظیم رکھنے والے معلم اخلاق تھے،اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ ''اور بلاشبہ آپ یقیناً عظیم اخلاق پر ہیں'' نبی ﷺ مکارم اخلاق کے عظیم مرتبے پر فائز تھے۔آپ ﷺ معلم اخلاق بھی تھے۔آپ ﷺ کے اخلاق کا سرچشمہ قرآن ہے۔

(2) ایک صحابی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: کیا آپ قرآن نہیں پڑھتے؟ انہوں نے عرض کی: کیوں نہیں؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:﴿فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ الْقُرْآنَ﴾ رسول اللہ ﷺ کا اخلاق وہی تھا جس کا قرآن میں حکم ہے۔(مسلم:1739)

(3) رب العزت نے فرمایا:﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ﴾ ''پس اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہی کی وجہ سے آپ ان کے لیے نرم ہو گئے ہیں اور اگر آپ بدخُلق اور سخت دل ہوتے تو یقیناوہ آپ کے آس پاس سے منتشر ہو جاتے،سو آپ انہیں معاف کر دیں اور اُن کے لئے بخشش مانگیں اور معاملات میں ان سے مشورہ کریں، پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' (آل عمران:159)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ ''بلاشبہ تمہارے پاس یقیناتم ہی میں سے ایک عظیم رسول آیا ہے اُس پر گراں ہے جو تم مشقت میں پڑو، تم پر بہت حرص رکھنے والا ہے، مومنوں پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔'' (التوبہ:128)

(5) کتنا صحیح مصداق ہیں یہ آیات کریمہ جو آپ کے مکارم اخلاق سے متصف ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور وہ آیات کریمہ جو ہر قسم کے خلق جمیل کی ترغیب دیتی ہیں۔ وہ ان اوصاف میں کامل ترین اور جلیل ترین مقام پر فائز تھے اور ان خصائل میں سے ہر خصلت کی بلند چوٹی پر تھے۔ آپ بہت ہی نرم برتاؤ کرنے والے اور نرم خو تھے، لوگوں کے بہت قریب تھے، جو کوئی آپ کو دعوت دیتا آپ اس کی دعوت قبول کرتے تھے، جو کوئی آپ سے کسی حاجت کا طلب گار ہوتا آپ اس کی حاجت پوری کرتے تھے بلکہ آپ اس کی دل جوئی کرتے تھے۔ اگر آپ کے اصحاب کو آپ سے کام ہوتا، آپ اس کام پر ان کی موافقت کرتے اور اس بارے میں ان کی بات مانتے بشرطیکہ اس میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جس سے بچنے کے لیے کہا گیا ہو۔ اگر کسی امر کا عزم فرماتے تو ان کو نظر انداز کر کے ان پر اپنی رائے نہیں تھوپتے تھے بلکہ ان کے ساتھ مشاورت کر کے ان کی رائے لیتے تھے، ان کے اچھے کام کو قبول کر لیتے اور برائی کرنے والے سے درگزر کرتے تھے، کسی ہم نشین کے ساتھ معاشرت کرتے تو کامل ترین اور بہترین طریقے سے معاشرت کرتے، آپ کبھی اپنی پیشانی پر بل ڈالتے نہ آپ کبھی کوئی سخت بات کہتے، نہ آپ اس سے منہ موڑتے، نہ آپ اس کی زبان کی لغزش پر گرفت کرتے اور نہ اس کی طرف سے کسی سخت رویے پر مؤاخذہ فرماتے بلکہ اس کے ساتھ انتہائی حسن سلوک سے پیش آتے اور اسے انتہائی حد تک برداشت کرتے۔ (تفسیر سعدی:3/2817,2818)

(6) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ہمراہ جا رہا تھا اور آپ ﷺ کے جسم پر (اس وقت) ایک موٹے حاشیہ کی نجرانی چادر تھی تو ایک اعرابی نے آپ ﷺ کو پکڑ لیا اور زور سے آپ ﷺ کو دبایا، یہاں تک کہ میں نے نبی ﷺ کی گردن مبارک کے ظاہری حصے پر دیکھا کہ بوجہ اس کے زور سے دبانے کے، چادر کے حاشیہ کا نشان پڑ گیا تھا۔ اس کے بعد اس اعرابی نے کہا: مجھے بھی اللہ تعالیٰ کے اس مال میں سے جو آپ ﷺ کے پاس ہے دلوا دیجئے تو آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور مسکرائے اس کے بعد اسے کچھ دے دینے کا حکم فرما دیا۔ (بخاری:6088)

(7) سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس حال میں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے اور آپ ﷺ کے ہمراہ اور وہ لوگ بھی تھے جو حنین سے واپس آ رہے تھے، اعرابی لوگ رسول اللہ ﷺ سے مانگنے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو دھکیل کر ایک ببول کے درخت کے نیچے لے گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر اس میں اٹک کر رہ گئی تو رسول اللہ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''میری چادر مجھے دے دو۔ اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر اونٹ ہوں تو میں ان (اونٹوں) کو تمہارے درمیان تقسیم کر دوں اور تم مجھے بخیل، جھوٹ بولنے والا اور تھوڑے دل والا ہرگز نہ پاؤ گے۔'' (بخاری:2821)

(8) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کے یہاں آئے اور کہا: السام علیکم (تم پر موت آئے) اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تم پر بھی موت آئے اور اللہ کی تم پر لعنت ہو اور اس کا غضب تم پر نازل ہو۔ لیکن نبی ﷺ نے فرمایا: ''(ٹھہرو) عائشہ! تمہیں نرم خوئی اختیار کرنی چاہیے۔ سختی اور بدزبانی سے بچنا چاہیے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے ان کی بات نہیں سنی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم نے انہیں میرا جواب نہیں سنا میں نے ان کی بات انہی پر لوٹا دی اور ان کے حق میں میری بددعا قبول ہو جائے گی۔ لیکن میرے حق میں ان کی بددعا قبول ہی نہ ہو گی۔'' (بخاری:6030)

(9) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! مشرکین کے لیے بددعا کیجئے! آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔'' (مسلم:6613)

(10) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی، آپ ﷺ نے کبھی مجھے اف بھی نہیں کہا اور نہ کبھی یہ پوچھا کہ (یہ) کیوں کیا اور نہ کبھی یہ پوچھا کہ (یہ) کیوں نہیں کیا؟ (بخاری:6038)

(11) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی کو قبر میں داخل کر دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ اس کی قبر پر تشریف لائے، آپ ﷺ کے حکم سے اس کو باہر نکالا گیا اور آپ ﷺ کے گھٹنوں پر رکھ دیا گیا، چنانچہ آپ نے اس پر دم کرتے ہوئے اسے اپنی قمیض پہنائی اور اللہ تعالیٰ ہی خوب جاننے والا ہے۔ (بخاری:5795)

(12) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کی خاطر کبھی کسی سے اس کی زیادتی کا بدلہ نہیں لیا، البتہ جب اللہ تعالیٰ کی حرمات میں سے کسی چیز کی بے حرمتی کی جاتی تھی تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے لیے بدلہ لیتے تھے۔ (بخاری:6853)

(13) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا، نہ بیوی کو اور نہ خادم کو مگر ہاں! آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا کرتے تھے۔ (مسلم:6050)

(14) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو معبوث کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہہ دو کہ میں تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں اور نہ میں بناوٹی باتیں کرنے والوں میں سے ہوں۔'' پھر جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ قریش عناد سے باز نہیں آتے تو آپ ﷺ نے ان کے لئے بددعا کی: ''اے اللہ! ان کے خلاف میری مدد ایسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قحط سے کر جیسا سیدنا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا'' قحط پڑا اور ہر چیز ختم ہو گئی۔ لوگ ہڈیاں اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے۔ (سلیمان اور منصور) راویان حدیث میں سے ایک نے بیان کیا کہ وہ چمڑے اور مردار کھانے پر مجبور ہو گئے اور زمین سے دھواں سا نکلنے لگا۔ آخر ابوسفیان آئے اور کہا: اے محمد ﷺ! آپ کی قوم ہلاک ہو چکی، اللہ سے دعا کیجئے کہ ان سے قحط کو دور کر دے۔ نبی ﷺ نے دعا فرمائی اور قحط ختم ہو گیا۔ (بخاری:4824)

(15) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اے لوگو!) کیا تمھیں تعجب نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح قریش کی گالیوں اور ان کی لعن طعن کو مجھ سے پھیر دیتا ہے؟ وہ کسی مذمم (مذمت کیے ہوئے شخص) کو گالی دیتے ہیں اور مذمم پر لعنت بھیجتے ہیں، جبکہ میں تو محمد ہوں۔'' (بخاری:3533)

(16) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ بدزبان تھے اور نہ بدکلام، نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے تھے، بلکہ آپ ﷺ معاف کر دیتے تھے اور درگزر فرمایا کرتے تھے۔ (ترمذی:2016)

﴿فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ﴾

''چنانچہ جلد ہی آپ بھی دیکھیں گے اور وہ بھی دیکھیں گے'' (5)

سوال: عنقریب حق واضح ہو جائے گا، اس کی وضاحت ﴿فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَسَتُبْصِرُ﴾ ''چنانچہ جلد ہی آپ بھی دیکھیں گے'' یعنی اے محمد ﷺ! عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے۔ (2) ﴿وَيُبْصِرُوْنَ﴾ ''اور وہ بھی دیکھیں گے'' اور وہ کافر بھی دیکھ لیں گے کہ کون دیوانہ ہے۔ جب حق واضح ہو جائے گا اور پردہ اٹھ جائے گا اور وہ قیامت کا دن ہوگا۔ (فتح القدیر:5/327)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ﴾ ''جلد ہی کل وہ جان لیں گے کہ کون بڑا جھوٹا اور خود پسند ہے؟'' (القمر:26)

﴿بِاَيِّيْكُمُ الْمَفْتُوْنُ﴾

''کہ تم میں سے کون فتنے میں ڈالا ہوا ہے؟'' (6)

سوال: قیامت کے دن دیوانگی کی حقیقت کھل جائے گی، اس کی وضاحت ﴿بِاَيِّيْكُمُ الْمَفْتُوْنُ﴾ روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿بِاَیِّیْكُمُ الْمَفْتُوْنُ﴾ ''کہ تم میں سے کون فتنے میں ڈالا ہوا ہے؟'' یعنی قیامت کے دن یہ معلوم ہو جائے گا کہ کون دیوانہ اور گمراہ تھا۔

(2) رب العزت نے فرمایا:﴿قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّاۤ اَوْ اِیَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ تمہیں آسمانوں اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ اور بیشک ہم یا تم میں سے ایک ضرور ہدایت پر ہے یا کھلی گمراہی میں ہے۔'' (سبا:24)

﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ۪ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ﴾

''بلاشبہ تمہارا رب ہی زیادہ جاننے والا ہے اس کو جو اُس کے راستے سے بھٹک گیا اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی زیادہ جاننے والا ہے'' (7)

سوال: ہدایت پانے اور گمراہ ہونے والوں کا اللہ تعالیٰ کو خوب علم ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ ... بِالْمُهْتَدِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ﴾ ''بلاشبہ تمہارا رب ہی زیادہ جاننے والا ہے اس کو جو اُس کے راستے سے بھٹک گیا'' ضلال سے مراد دین اور عقیدے کے بارے میں گمراہ ہونا ہے۔ (تفسیر منیر:51/15)

(2) یعنی تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون حق کے راستے سے ہٹا ہوا ہے جس کا تیرے رب نے حکم دیا ہے۔ (تفسیر قاسمی:254/16)

(3)﴿وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ﴾ ''اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی زیادہ جاننے والا ہے'' یعنی وہ خوب جانتا ہے کہ کون حق کی پیروی کرتا ہے اور اس کے راستے پر چلتا ہے۔ عنقریب وہ دونوں فریقوں کو جزا دے گا۔ (تفسیر قاسمی:254/16)

(4) رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى﴾ ''یہ اُن کے علم کی حد ہے، بلاشبہ آپ کا رب ہی خوب جانتا ہے کہ اُس کے راستے سے کون بھٹک گیا ہے اور وہی خوب جانتا ہے کہ راہِ راست پر کون ہے؟'' (النجم:30)

(5)﴿قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ میرا رب ہی زیادہ جاننے والا ہے کہ کون ہدایت لے کر آیا ہے اور کون واضح گمراہی میں ہے؟'' (القصص:85)

(6) اس میں ہدایت پانے والے لوگوں کے لیے وعدہ اور گمراہوں کے لیے وعید ہے۔

(7) اللہ تعالیٰ ہدایت اسی کو دیتا ہے جو ہدایت کے قابل ہو اور باقیوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ﴾

''چنانچہ آپ جھٹلانے والوں کا کہنا نہ مانیں''(8)

سوال: رب العزت نے جھوٹوں کی پیروی سے روکا ہے، اس کی وضاحت ﴿فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ﴾ ''چنانچہ آپ جھٹلانے والوں کا کہنا نہ مانیں'' ﴿الْمُكَذِّبِيْنَ﴾ جھوٹے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی آیات کو جھٹلاتے ہیں۔(جامع البیان:29/23)

(2)﴿مُكَذِّبِيْنَ﴾ سے مراد قریش ہیں جنہوں نے کسی وقت نبی ﷺ سے کہا تھا اگر آپ ﷺ ہمارے معبودوں کی عبادت کرو گے اور ان کی تعظیم کرو گے تو ہم آپ ﷺ کے معبود کی عبادت کریں گے اور اس کی تعظیم کریں گے۔رب العزت نے فرمایا: ان جھٹلانے والوں کی اطاعت نہ کرنا۔

(3) ان جھٹلانے والوں کی اطاعت نہ کرنا کیونکہ وہ اس چیز کا حکم دیتے ہیں جو ان کی خواہشات کے مطابق ہوتی ہے۔

(4) کفار نے آپ ﷺ سے یہ مطالبہ بھی کیا تھا کہ اگر آپ ﷺ ان کے دین کے بارے میں خاموش ہو جائیں تو وہ بھی آپ ﷺ کے دین کے بارے میں خاموش رہیں گے۔اللہ رب العزت نے نبی ﷺ سے فرمایا: ان جھٹلانے والوں کی اطاعت نہ کرنا۔

﴿وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ﴾

''وہ چاہتے ہیں کاش آپ نرمی اختیار کریں تو وہ بھی نرم پڑ جائیں''(9)

سوال: ﴿وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَدُّوْا﴾ ''وہ چاہتے ہیں'' یعنی اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے والے مشرکین یہ کہتے ہیں۔ ﴿لَوْ تُدْهِنُ﴾ ''کاش آپ نرمی اختیار کریں'' یعنی آپ ﷺ اپنے قول یا فعل سے ان کے موقف کی حمایت کریں۔

(2)﴿فَيُدْهِنُوْنَ﴾ ''تو وہ بھی نرم پڑ جائیں'' وہ چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا انکار کرو تو وہ بھی کفر کریں۔ (جامع البیان:29/23)(3) مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر آپ ﷺ ان کے معبودوں کی طرف جھک جائیں تو وہ بھی حق کے بارے میں آپ ﷺ کو چھوڑ دیں گے۔جس کے بارے میں ابھی وہ آپ ﷺ سے سوال کرتے ہیں۔رب العزت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا:﴿وَلَوْلَاۤ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا (۷۴) اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا (۷۵)﴾ ''اور اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو بلاشبہ یقیناً قریب تھا کہ آپ بھی ان کی جانب تھوڑا سا جھک ہی جاتے۔ تب ہم آپ کو زندگی اور موت کے دوگنے عذاب کا مزہ چکھاتے، پھر آپ ہمارے خلاف اپنا کوئی مددگار بھی نہ پاتے۔'' (بنی اسرائیل:75,74) (4) نبی ﷺ نے کھلم کھلا حق کو بیان کیا۔

﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ﴾

''اور کسی ایسے شخص کا کہنا مت ماننا جو بہت قسمیں کھانے والا، ذلیل ہے'' (10)

سوال: حلاف اور مھین کی اطاعت کی ممانعت کی وضاحت ﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ﴾ ''اور کسی ایسے شخص کا کہنا مت ماننا جو بہت قسمیں کھانے والا، ذلیل ہے'' رب العزت نے کافروں کی اطاعت سے روکنے کے بعد ان افراد کی اطاعت سے بھی روکا ہے جو شریر ہیں، جن میں کوئی خیر نہیں جیسے ولید بن مغیرہ۔ (ایسر التفاسیر:1663)

(2)﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ﴾ ''اور کسی ایسے شخص کا کہنا مت ماننا جو بہت قسمیں کھانے والا'' ﴿حَلَّافٍ﴾ جو باطل پر بہت قسمیں کھانے والا ہو۔ (3)﴿مَّهِيْنٍ﴾ ''ذلیل ہے'' یعنی حقیر۔

(4) کیونکہ اتنی زیادہ قسمیں کھانے والا جھوٹا ہی ہوسکتا ہے اور آدمی جھوٹا نہیں ہوسکتا جب تک وہ خسیس النفس اور دانائی سے تہی دست نہ ہو اور اسے بھلائی میں کوئی رغبت نہ ہو بلکہ اس کا ارادہ اس کے خسیس نفس کی شہوات پر مرتکز ہو۔ (تفسیر سعدی:2819/3)

(5) رب العزت نے فرمایا:﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔'' (البقرہ:224)

(6) جو انسان بات بات پر قسم کھاتا ہے یا اسے قسمیں اٹھانے کی ضرورت پیش آتی ہے تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اس کو اپنی کسی بات پر نہ خود اعتماد ہوتا ہے اور نہ دوسروں کو اعتماد ہوتا ہے۔ (تیسیر القرآن:501/4)

﴿هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ﴾

''بہت طعنے دینے والا، چغلی میں بہت دوڑ دھوپ کرنے والا ہے'' (11)

سوال:﴿هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1)﴿هَمَّازٍ﴾ ''بہت طعنے دینے والا'' یعنی غیبت کرنے والا، عیب لگانے والا، طعنہ دینے والا۔

(2) جو لوگوں کا نفرت سے ذکر کرتا ہے۔

(3) ایسا شخص کہ جب لوگوں کا اچھا تذکرہ کیا جا رہا ہو تو وہ ان کی عزتوں پر ہاتھ ڈالتا ہے۔

(4)﴿مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ﴾ ''چغلی میں بہت دوڑ دھوپ کرنے والا ہے'' ادھر کی ادھر لگانے والا یعنی لوگوں کے درمیان چغل خوری کرتا پھرتا ہے۔ چغل خوری یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے اور عداوت اور بغض پیدا کرنے کی غرض سے ایک کی بات دوسرے تک پہنچائی جائے۔ (تفسیر سعدی: 2819/3)

(5) سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' (بخاری: 6056)

(6) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ یا مکہ کے باغات میں سے کسی باغ کے پاس سے گزرے تو دو آدمیوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور (بظاہر) کسی بڑی بات پر عذاب نہیں دیا جا رہا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں (بات یہ ہے کہ) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔'' پھر آپ ﷺ نے ایک شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کی قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا، تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ ﷺ نے کیوں کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''امید ہے کہ جب تک یہ خشک نہ ہو جائیں، ان دونوں پر عذاب کم رہے گا۔'' (بخاری: 216)

(7) سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں تمہارے بہترین افراد کی نشان دہی نہ کروں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ یاد آ جائے۔ کیا میں تمہیں تمہارے بدترین افراد کے بارے میں خبر نہ دوں؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی، کیوں نہیں! (ضرور دیں) آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بدترین افراد وہ ہیں جو دوستوں میں فساد ڈلوانے والے ہوں، چغل خور ہوں اور پاک دامن لوگوں پر تہمت لگانے والے ہوں۔'' (مسند احمد: 27670)

﴿مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ﴾

''بھلائی سے بہت روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، سخت گناہ گار ہے'' (12)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ﴿مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ﴾ ''بھلائی سے بہت روکنے والا'' یعنی جو شدید بخل کی وجہ سے مال روکتا ہے۔ (ایسر التفاسیر:1663)

(2) بھلائی، یعنی نفقات واجبہ، کفارہ اور زکوٰۃ وغیرہ، جس کا قیام اس پر لازم تھا، سے منع کرنے والا ہے۔ (تفسیر سعدی:2819/3)

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کوئی سونے اور چاندی کا مالک اس میں سے اس کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن اس کے لیے آگ کے تختے بنائے جائیں گے پھر دوزخ کی آگ سے انہیں خوب گرم کر کے اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ پر داغ لگائے جائیں گے۔ جب وہ ٹھنڈے ہو جائیں گے تو دوبارہ گرم کر لیے جائیں گے (اور پھر داغ دیا جائے گا) اس روز جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی، مسلسل یہ کام ہوتا رہے گا بالآخر جب بندوں کا فیصلہ ہو جائے گا تو اسے یا تو جنت کا راستہ بتا دیا جائے گا یا دوزخ کا۔'' (مسلم:2290)

(4) سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے گزرے: خوشخبری دے دو مال جمع کرنے والوں کو ایسے داغوں کی جو ان کی پشت پر لگائے جائیں گے تو ان کی پیشانیوں سے نکل آئیں گے۔ (مسلم:2307)

(5) ﴿مُعْتَدٍ﴾ ''حد سے بڑھنے والا'' معتدوہ ہے جو اشیاء کی حدود سے تجاوز کرتا ہے۔ (المحرر الوجیز:347/5)

(6) مخلوق پر زیادتی کرنے والا، لوگوں کی جان و مال اور ان کی ناموس پر ظلم کرنے والا۔ (تفسیر سعدی:2819/3)

(7) جو لوگوں کو ان کی جانوں اور مالوں کے معاملے میں اذیت پہنچانے والا ہو۔

(8) ﴿اَثِیْمٍ﴾ ''سخت گناہ گار ہے'' جو جرائم اور گناہوں کا ارتکاب کرنے والا ہو۔

(9) جو اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق بہت زیادہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والا ہو۔ (تفسیر سعدی:2819/3)

(10) ﴿وَقَالَ قَرِیْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَیَّ عَتِیْدٌ (۲۳) اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِیْدٍ (۲۴) مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ مُّرِیْبِ (۲۵) الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِیٰهُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ (۲۶)﴾ ''اور اُس کا ساتھی (فرشتہ) کہے گا: ''یہ حاضر ہے جو میرے پاس تھا۔ تم دونوں جہنم میں ڈال دو ہر زبردست ناشکرے کو، بہت عناد رکھنے والے کو۔ خیر سے بہت روکنے والے، حد سے گزرنے والے، شک کرنے والے کو۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود بنایا، سو تم دونوں اُسے سخت عذاب میں ڈال دو۔'' (قٓ:23-26)

﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِیْمٍ﴾

''سخت مزاج، اکھڑ ہے، پھر اس کے بعد بے نسب بھی ہے'' (13)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ﴿عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿عُتُلٍّۭ﴾ ''سخت مزاج'' جو شر میں شدید ہو۔ (جامع البیان: 29/28)

(2) یعنی درشت خو، بدخلق اور سخت طبیعت رکھنے والا جو حق کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتا۔ (تفسیر سعدی: 2819/3)

(3) سیدنا حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''میں تمہیں بہشتی آدمی کے متعلق نہ بتادوں؟ وہ دیکھنے میں کمزور ناتواں ہوتا ہے۔ (لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا مرتبہ یہ ہے کہ) اگر کسی بات پر اللہ کی قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پوری کر دیتا ہے اور کیا میں تمہیں دوزخ والوں کے متعلق نہ بتادوں؟ ہر بدخو، بھاری جسم والا اور تکبر کرنے والا۔'' (بخاری: 4918)

(4) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ کے لحاظ سے سب سے بدتر شخص وہ ہوگا، جس کی برائی سے بچنے کے لیے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔'' (بخاری: 6032)

(5) ﴿بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ﴾ ''اکھڑ ہے، پھر اس کے بعد بے نسب بھی ہے'' یعنی مجہول النسب جس کی کوئی اصل ہے نہ ایسا مادہ کہ جس سے کوئی بھلائی منتج ہوتی ہے بلکہ اس کے اخلاق بدترین اخلاق ہیں۔ اس سے فلاح کی امید نہیں اور اس میں شر کی علامت ہے جس سے وہ پہچانا جاتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2819/3)

(6) اس پر آسمان روتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے آسودگی اور دنیوی عزت دی اور وہ لوگوں پر مظالم ڈھاتا ہو، یہی وہ سرکش بدنام ہے۔

(7) رب العزت نے ہر اس شخص کی اطاعت سے روکا ہے جو بہت زیادہ قسمیں کھائے، جھوٹا، بدخلق، خود پسند، متکبر، غیبتیں اور چغلیاں کرنے والا اور طعنے دے کر لوگوں سے حقارت کے ساتھ پیش آنے والا ہو۔

﴿اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ﴾

''یہ کہ وہ مال والا اور بیٹوں والا ہے'' (14)

سوال 1: مال اور بیٹوں کی نعمت کا اس شخص نے کیسے حق ادا کیا، اس کی وضاحت ﴿اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ﴾ ''یہ کہ وہ مال والا اور بیٹوں والا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ نے تو اسے مال اور اولاد سے نوازا اور بیٹے دیے۔ اس نے نعمتوں کا حق ایسے ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا اور حق کے مقابلے میں تکبر کا رویہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اختیار کیا اور حق کو پہلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیتے ہوئے ٹھکرا دیا۔

(2) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی کھیتی ہیں اور نیک اعمال آخرت کی کھیتی ہیں۔ (تفسیر الماوردی:6/66) (3) رب العزت نے فرمایا: ﴿ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا (۱۱) وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا (۱۲) وَّبَنِیْنَ شُهُوْدًا (۱۳) وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا (۱۴) ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ (۱۵) كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا (۱۶) سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا (۱۷) اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ (۱۸) فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ (۱۹) ثُمَّ قُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ (۲۰) ثُمَّ نَظَرَ (۲۱) ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ (۲۲) ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ (۲۳) فَقَالَ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ (۲۴) اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ (۲۵)﴾

"چھوڑ دو مجھے اور اُس کو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا۔ اور میں نے اُسے لمبا چوڑا مال دیا ہے۔ اور حاضر رہنے والے بیٹے دیے۔ اور میں نے اس کے لیے سامان تیار کیا، ہر طرح سامان تیار کرنا۔ پھر وہ طمع رکھتا ہے کہ میں اُسے اور زیادہ دوں۔ ہرگز نہیں! یقیناً وہ ہماری آیات سے سخت دشمنی رکھنے والا ہے۔ جلد ہی میں اُسے دشوار گزار گھاٹی پر چڑھاؤں گا۔ اُس نے غور و فکر کیا اور بات بنائی۔ پس ہلاک ہو! اُس نے کیسی بات بنائی؟ وہ پھر ہلاک ہو! اُس نے کیسی بات بنائی؟ پھر اُس نے دیکھا۔ پھر تیوری چڑھائی اور برا منہ بنایا۔ پھر اس نے پیٹھ پھیری اور تکبر کیا۔ پھر کہا: "یہ کچھ نہیں مگر ایک جادو ہے جو پہلے نقل کیا جاتا ہے۔ یہ تو بس ایک انسان کا کلام ہے۔" (المدثر:11-25)

سوال 2: اخلاقی خرابیوں میں مبتلا مال اور بیٹوں والوں کی اطاعت سے کیوں روکا گیا ہے؟

جواب: اس لیے کہ کسی کے مال اور بیٹے اسے یہ حق نہیں دلوا سکتے کہ اس کی بات مانی جائے جب کہ اخلاقی طور پر اس کا دیوالیہ نکل چکا ہو۔

﴿اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ﴾

"جب ہماری آیات اُس پر پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے پہلوں کی کہانیاں ہیں" (15)

سوال 1: سرکش اور متکبر انسان آیات الٰہی سن کر جو جواب دیتا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِذَا تُتْلٰی ... اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: ﴿اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ﴾ "جب ہماری آیات اُس پر پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے پہلوں کی کہانیاں ہیں" یعنی سرکش اور متکبر انسان پر آیات کا الٹا اثر ہوتا ہے۔ وہ یہی کہتا ہے کہ یہ تو اگلے لوگوں کے قصے اور مکاری کی باتیں ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 2: اللہ تعالیٰ کی آیات کو پچھلے لوگوں کی کہانیاں کیوں قرار دیا جاتا ہے؟

جواب: (1) جب کوئی کسی چیز کو reject کرنا چاہتا ہے تو پرانے یا فرسودہ ہونے کی بنا پر reject کرتا ہے۔

(2) سب سے اعلیٰ تعلیمات کو reject کرنے کے لیے وہ لوگ جو اسے قبول نہیں کرنا چاہتے اپنا پرانا تیر بہدف نسخہ آزماتے ہیں تاکہ ان کے اندر کی خرابیوں کی طرف کسی کی نظر نہ جائے۔

﴿سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ﴾

''جلد ہی ہم اُس کی ناک پر داغ لگائیں گے'' (16)

سوال: بدنصیب شخص کو دنیا اور آخرت کی ذلت ملے گی، اس کی وضاحت ﴿سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ﴾ ''جلد ہی ہم اُس کی ناک پر داغ لگائیں گے'' یعنی اسے انتہائی ذلیل کریں گے، کوئی ایسا نہیں ہوگا جو اس کی برائی کو نہ جانتا ہو۔ (2) رب العزت عذاب میں اس کی ناک پر داغ لگائیں گے۔

(3) ہر شخص بدنامی کی وجہ سے اسے پہچان لے گا جس طرح ناک پر داغ لگوانے والے شخص کو لاکھوں میں سے بھی پہچان لیا جاتا ہے۔ قیامت کے دن ان پر دوزخ کی مہر لگ جائے گی اور اس کا منہ کالا ہو جائے گا یعنی دنیا میں بھی ذلیل ہوگا، اس کی ناک کٹی ہوگی، اور آخرت میں بھی نشان زدہ مجرم ہوگا۔

﴿اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا

''یقیناً ہم نے اُنہیں بھی ویسے ہی آزمائش میں ڈالا ہے جیسے ہم نے باغ والوں کی آزمائش کی تھی، جب اُنہوں نے قسم کھائی

لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ﴾

کہ وہ صبح سویرے ہی اُس کا پھل ضرور توڑ لیں گے'' (17)

سوال: ﴿اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ ... مُصْبِحِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ﴾ ''یقیناً ہم نے اُنہیں بھی ویسے ہی آزمائش میں ڈالا ہے'' رب العزت نے فرمایا کہ ہم نے جھٹلانے والوں کو یعنی کفار قریش کو بھلائی کے ساتھ آزمایا یعنی انہیں نعمتیں دیں تاکہ وہ شکر ادا کریں لیکن انہوں نے شکر ادا نہیں کیا ہم نے انہیں ان کی خواہشات نفس کے مطابق مال و دولت اور لمبی عمر عطا کی۔ یہ سب کچھ استدراج کے طور پر عطا کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور وہ نعمتوں کی وجہ سے دھوکے میں مبتلا ہوئے۔ان کی خود فریبی باغ والوں کی طرح تھی جو باغ کی ملکیت میں شریک تھے۔

(2)﴿كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ﴾ ''جیسے ہم نے باغ والوں کی آزمائش کی تھی''یعنی اے اہل قریش،تمہاری مثال باغ والوں کی سی ہے۔جب درختوں کے پھل لگ گئے اور شرکاء کو یقین تھا کہ باغ کی فصل ان کے ہاتھ میں ہے تو انہوں نے قسمیں کھائیں کہ وہ فصل کاٹیں گے۔انہیں یہ علم نہ تھا کہ عذاب ان سے آگے نکل کر باغ کو لے جائے گا۔تمہاری مثال بھی باغ والوں کی طرح ہے کہ ہم نے تمہارے اوپر مہربانی کی اور نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا۔یہ عظیم نعمت تھی جس کو تم خوشی سے قبول کر لیتے مگر تم نے ٹھکرایا اور جھٹلایا اور ناشکری کر کے عذاب کے مستحق بن گئے۔

(3)﴿اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ﴾ ''جب اُنہوں نے قسم کھائی کہ وہ صبح سویرے ہی اُس کا پھل ضرور توڑ لیں گے''جب باغ والوں نے قسمیں کھائیں کہ راتوں رات اس کے پھل اتار لیں گے تا کہ کسی فقیر کو خبر نہ ہو اور اسے پھل دینے نہ پڑ جائیں اور صحیح سالم پورے پھل قبضے میں آجائیں۔

﴿وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ﴾

''وہ استثناء نہیں کر رہے تھے''(18)

سوال:باغ والوں نے قسمیں کھاتے ہوئے ان شاء اللہ نہ کہا،اس کی وضاحت﴿وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ﴾ ''وہ استثناء نہیں کر رہے تھے'' یعنی انہوں نے قسمیں کھائیں اور ان شاء اللہ نہ کہا تو ان کی قسمیں لوٹیں۔

(2)ان شاء اللہ کہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال نہیں ہوتی،برکت اٹھ جاتی ہے اور انسان محروم ہونے والوں میں سے ہو جاتا ہے۔

﴿فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ﴾

''چنانچہ تیرے رب کی طرف سے ایک اچانک عذاب پھر گیا حالانکہ وہ سو رہے تھے''(19)

سوال:باغ پر آنے والے عذاب کی وضاحت﴿فَطَافَ...نَآئِمُوْنَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ﴾ ''چنانچہ تیرے رب کی طرف سے ایک اچانک عذاب پھر گیا'' یعنی ایک آگ جو رات کے وقت باغ پر نازل ہوئی اور اسے جلا دیا۔

(2)﴿وَهُمْ نَآئِمُوْنَ﴾ ''حالانکہ وہ سو رہے تھے''یعنی وہ محو خواب تھے اور عذاب نے باغ کو برباد کر دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِیْمِ﴾

''تو وہ باغ صبح کو کٹی ہوئی فصل کی مانند ہو گیا''(20)

سوال: باغ کی عذاب کے بعد جو حالت ہوئی، اس کی وضاحت ﴿فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِیْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِیْمِ﴾ ''تو وہ باغ صبح کو کٹی ہوئی فصل کی مانند ہو گیا'' یعنی باغ پر آسمانی عذاب اترا تو وہ سیاہ رات کی طرح یا سیاہ کٹی ہوئی کھیتی کی طرح خشک ہو کر رہ گیا۔(2) انہیں اس مصیبت کے بارے میں کچھ علم نہ تھا۔

﴿فَتَنَادَوْا مُصْبِحِیْنَ﴾

''پھر صبح ہوتے ہی انہوں نے ایک دوسرے کو پکارا''(21)

سوال: ﴿فَتَنَادَوْا مُصْبِحِیْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿فَتَنَادَوْا مُصْبِحِیْنَ﴾ ''پھر صبح ہوتے ہی انہوں نے ایک دوسرے کو پکارا'' جب صبح ہوئی تو انہوں نے ایک دوسرے کو پکارا کہ اگر پھل اتارنے کا ارادہ ہے تو منہ اندھیرے اتار لاؤ۔

﴿اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِیْنَ﴾

''یہ کہ صبح صبح اپنی کھیتی پر پہنچو، اگر تم پھل توڑنے والے ہو''(22)

سوال: ﴿اَنِ اغْدُوْا... صٰرِمِیْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِیْنَ﴾ ''یہ کہ صبح صبح اپنی کھیتی پر پہنچو، اگر تم پھل توڑنے والے ہو'' یعنی اگر تمہیں پھل چاہئیں تو صبح سویرے باغ کا ارادہ کر کے وہاں جا پہنچو۔

﴿فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ یَتَخَافَتُوْنَ﴾

''چنانچہ وہ چل پڑے اور آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے جاتے تھے''(23)

سوال: ﴿فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ یَتَخَافَتُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿فَانْطَلَقُوْا﴾ ''چنانچہ وہ چل پڑے'' یعنی وہ باغ کا ارادہ کر کے چل پڑے۔

(2)﴿وَهُمْ یَتَخَافَتُوْنَ﴾ ''اور آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے جاتے تھے'' وہ چپکے چپکے باتیں کر رہے تھے کہ ان کی باتیں سنائی بھی نہیں دے رہی تھیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3)اوران کی حالت یہ تھی کہ وہ آپس میں چپکے چپکے اللہ تعالیٰ کے حق سے ایک دوسرے کو روکتے جارہے تھے اور کہہ رہے تھے:﴿اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّهَا الْیَوْمَ عَلَیْكُمْ مِّسْكِیْنٌ﴾''کہ آج کوئی مسکین تمہارے پاس (باغ میں) ہرگز داخل نہ ہونے پائے۔''(تفسیر سعدی:2821/3)

﴿اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّهَا الْیَوْمَ عَلَیْكُمْ مِّسْكِیْنٌ﴾

''کہ آج کوئی مسکین تمہارے پاس (باغ میں) ہرگز داخل نہ ہونے پائے''(24)

سوال:﴿اَنْ لَّا ... مِّسْكِیْنٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّهَا الْیَوْمَ عَلَیْكُمْ مِّسْكِیْنٌ﴾''کہ آج کوئی مسکین تمہارے پاس (باغ میں) ہرگز داخل نہ ہونے پائے''یعنی لوگوں کے نکلنے سے پہلے گھروں سے نکلو اور ایک دوسرے کو فقراء اور مساکین کو محروم کرنے کے لیے تلقین کرتے جارہے تھے۔

﴿وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِیْنَ﴾

''اور صبح صبح وہ نکلے (اس خیال میں) کہ وہ مسکین کو روکنے پر قادر تھے''(25)

سوال:﴿وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِیْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِیْنَ﴾''اور صبح صبح وہ نکلے (اس خیال میں) کہ وہ مسکین کو روکنے پر قادر تھے''یعنی جس بات پر ان کا اتفاق تھا اور جس کو انہوں نے دل میں چھپایا اور جس کو سرگوشیوں میں ایک دوسرے تک پہنچایا وہ یہ گمان تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق کو روکنے پر قدرت رکھتے ہیں اور یہ کہ وہ باغ پر بھی پوری طرح قادر ہیں۔

(2)وہ پوری قوت سے دوڑ کر باغ کی طرف گئے۔وہ فقراء پر ناراض تھے اور انہیں یقین تھا کہ وہ پھل توڑ کر گھر لے آئیں گے۔

﴿فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْۤا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ﴾

''مگر جب اُنہوں نے اس باغ کو دیکھا تو کہا:''یقیناً ہم ضرور راستہ بھولے ہوئے ہیں''(26)

سوال:باغ کو جلا ہوا دیکھ کر انہوں نے کیا کہا،اس کی وضاحت﴿فَلَمَّا ... لَضَآلُّوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْۤا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ﴾''مگر جب اُنہوں نے اس باغ کو دیکھا تو کہا:''یقیناً ہم ضرور راستہ بھولے ہوئے ہیں''جب انہوں نے باغ دیکھا تو سناٹے میں آگئے کہنے لگے کہیں اندھیرے میں راستہ تو نہیں بھول گئے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم کسی اور کے باغ میں تو نہیں آ گئے؟ (2) انہوں نے کہا: یہ تو جلا ہوا باغ ہے اور ہمارا باغ تو ہرا بھرا تھا۔ جب انہوں نے غور کیا تو انہیں یقین آ گیا کہ انہی کا باغ ہے۔

﴿بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ﴾

''بلکہ ہم محروم ہیں'' (27)

سوال: انہوں نے اپنی محرومی کا کیسے اعتراف کیا، اس کی وضاحت ﴿بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ﴾ ''بلکہ ہم محروم ہیں'' باغ والے کہنے لگے کہ ہماری قسمت خراب ہے۔ ہم تو محروم رہ گئے، ہماری ساری محنت رائیگاں گئی، باغ تو ہمارا تھا مگر پھلوں میں ہمارا حصہ نہ تھا۔

(2) اس وقت وہ پہچان گئے کہ ہم باغ سے محروم ہو گئے ہیں۔

﴿قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ﴾

''اُن میں سے بہتر آدمی نے کہا: ''کیا میں تمہیں کہتا نہ تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے؟'' (28)

سوال: ان میں سے بہتر آدمی نے باغ کو دیکھ کر کیا کہا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ اَوْسَطُهُمْ ... تُسَبِّحُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ﴾ ''اُن میں سے بہتر آدمی نے کہا: ''کیا میں تمہیں کہتا نہ تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے؟'' ان میں سے بھلے آدمی نے کہا جو انصاف پسند تھا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کی تسبیح نہیں کرتے؟ تم قسمیں کھا رہے تھے اور تم ان شاء اللہ نہیں کہہ رہے تھے۔

(2) اگر تم ان شاء اللہ کہتے تو تمہارے ساتھ وہ سلوک نہ ہوتا جو اب ہوا ہے۔

﴿قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ﴾

''اُنہوں نے کہا: ''پاک ہے ہمارا رب! بلاشبہ ہم ہی ظالم تھے'' (29)

سوال 1: باغ والوں نے اپنے جرم کا اعتراف کیسے کیا، اس کی وضاحت ﴿قَالُوْا ... ظٰلِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ﴾ ''اُنہوں نے کہا: ''پاک ہے ہمارا رب! بلاشبہ ہم ہی ظالم تھے'' اب وہ کہنے لگے ﴿سُبْحٰنَ رَبِّنَآ﴾ ''ہمارا رب پاک ہے'' ہم ہی ظالم ہیں۔ اب انہیں فرماں برداری کی سوجھی، انہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی کوتاہی کو سمجھ لیا مگر ان سے عذاب نہیں ہٹایا جا سکتا۔

(2) یہ ممکن ہے کہ ان کی تسبیح، اپنے اوپر ظلم کرنے کا اقرار، گناہوں کو ہلکا کروادے اس لیے وہ نادم ہوئے۔

سوال 2: باغ والوں نے ابھی کوئی برائی نہیں کی تھی، ابھی صرف ارادہ کیا تھا اور ان پر مصیبت ٹوٹ پڑی۔ کیا ارادہ کرنے پر بھی گرفت ہو سکتی ہے؟

جواب: نافرمانی کا ارادہ بھی نافرمانی کی طرح جرم ہے جس پر مؤاخذہ ہو سکتا ہے۔ صرف وہ ارادہ معاف ہو سکتا ہے جو وسوسے کی حد تک رہتا ہے۔

﴿فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ﴾

''پھر وہ ایک دوسرے پر متوجہ ہو کر آپس میں ملامت کرنے لگے'' (30)

سوال: ﴿فَاَقْبَلَ ... يَّتَلَاوَمُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ﴾ ''پھر وہ ایک دوسرے پر متوجہ ہو کر آپس میں ملامت کرنے لگے'' وہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے کہ ذرا سے لالچ سے محتاجوں کا حق مارنا چاہا۔ اس وقت سب نے اقرار کیا کہ ہم سے بڑی غلطی ہو گئی۔

﴿قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ﴾

''اُنہوں نے کہا: ہائے ہماری بربادی یقیناً ہم حد سے بڑھے ہوئے تھے'' (31)

سوال: ﴿قَالُوْا ... طٰغِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ﴾ ''اُنہوں نے کہا: ہائے ہماری بربادی یقیناً ہم حد سے بڑھے ہوئے تھے'' وہ کہنے لگے کہ ہم نے بڑا ظلم کیا، ہم مسکینوں کا حق مارنا چاہتے تھے۔ ہمیں ہماری بدنیتی کی سزا مل گئی۔ ہم نے فقیروں کے منہ کا نوالا بھی چھین لیا۔ ہم تو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حق میں حد سے بڑھنے والے تھے۔

﴿عَسٰى رَبُّنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَاۤ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ﴾

''اُمید ہے ہمارا رب ہمیں اس کے بدلے میں اس سے بہتر باغ دے گا، یقیناً ہم اپنے رب ہی کی طرف راغب ہونے والے ہیں'' (32)

سوال: توبہ اور ندامت کے بعد انہوں نے رب العزت سے کیا امید باندھی، اس کی وضاحت ﴿عَسٰى ... رٰغِبُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿عَسٰى رَبُّنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَاۤ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ﴾ ''اُمید ہے ہمارارب ہمیں اس کے بدلے میں اس سے بہتر باغ دے گا، یقیناہم اپنے رب ہی کی طرف راغب ہونے والے ہیں'' انہوں نے کہا شاید ہمارارب ہمیں اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے یعنی دنیا میں بھی یا ہماری آخرت بہتر بنادے۔

(2)انہوں نے اس امید کا اظہار کیا کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس سے بہتر عطا کرے گا اور انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہوں گے اور اس دنیا میں اس کے سامنے اصرار کے ساتھ التجائیں کرتے رہیں گے۔ پس اگر وہ ایسے ہی تھے جیسے وہ کہتے تھے تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کے حال کو بدل دیا ہوگا کیونکہ جو کوئی صدق دل سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے، اس کی طرف راغب ہوتا ہے اور اس کے ساتھ امید وابستہ کرتا ہے تو وہ جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے وہ اسے عطا کرتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2822/3)

﴿كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾

''اسی طرح عذاب آتا ہے اور یقیناً آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے کاش وہ جانتے ہوتے'' (33)

سوال: ناشکری کا وبال بہت بڑا ہے، اس کی وضاحت ﴿كَذٰلِكَ الْعَذَابُ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿كَذٰلِكَ الْعَذَابُ﴾ ''اسی طرح عذاب آتا ہے'' یعنی جو لوگ رسولوں کی مخالفت کرتے ہیں، حق کا انکار کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔

(2)ان نافرمانوں، ناشکرے لوگوں اور بخیلوں پر جو ضرورت مندوں کا حق مارتے ہیں اسی قسم کی تکلیفیں آتی رہیں گی اور آخرت کا عذاب بڑا تکلیف دہ ہے۔

(3)اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو کچھ وقوع پذیر ہوا، اسے بیان کرتے ہوئے فرمایا: یعنی اس شخص کے لیے اسی طرح دنیاوی عذاب ہے جو عذاب کے اسباب کو اختیار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے وہ چیز سلب کرلے جس کی بنیاد پر اس نے سرکشی اور بغاوت کا رویہ اپنایا اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی، نیز یہ کہ وہ اس سے وہ چیز زائل کردے جس کا وہ سب سے زیادہ ضرورت مند ہے۔ (تفسیر سعدی:2822/3)

(4)﴿وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور یقیناً آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے کاش وہ جانتے ہوتے'' یعنی جو اس حقیقت کو جانتا ہے کہ آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے تو اس کا علم ایسے سبب سے روکتا ہے جو اجر وثواب سے محروم کردے اور عذاب کو واجب کردے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے اُن کے رب کے پاس نعمتوں والی جنتیں ہیں''(34)

سوال: تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری سے ثواب کی امید رکھنے اور عذاب کے خوف سے نافرمانی سے رکنے پر سدا بہار باغوں کی بشارت دی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ ... النَّعِیْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے اُن کے رب کے پاس نعمتوں والی جنتیں ہیں'' رب العزت نے دنیا کے باغ والوں کا تذکرہ کیا اور یہ بتایا کہ ان کی ناشکری اور بخیلی انہیں کہاں تک پہنچا گئی۔ ساتھ ہی یہاں پر حق پر چلنے والوں کے بارے میں وضاحت فرمائی کہ انہیں آخرت میں سدا بہار باغ ملیں گے۔

(2) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مومن پر کسی ایک نیکی کے معاملہ میں بھی ظلم نہیں کرے گا دنیا میں بھی اسے اس کا اجر دے گا اور آخرت میں بھی اس کا اجر دے گا اور رہا کافر تو جو نیک عمل اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے کیے ہوں گے ان کا پورا صلہ اسے دنیا ہی میں مل جائے گا۔ پھر جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی کہ جس کا اسے بدلہ دیا جائے۔'' (مسلم:7089)

(3)﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ (۱۵) اٰخِذِیْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ (۱۶)﴾ ''یقیناً پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ لینے والے ہیں جو کچھ اُن کا رب اُنہیں دے گا، یقیناً وہ اس سے پہلے ہی نیکی کرنے والے تھے۔'' (الذٰریٰت:15،16)

(4)﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا (۳۱) حَدَآىِٕقَ وَاَعْنَابًا (۳۲) وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا (۳۳) وَّكَاْسًا دِهَاقًا (۳۴) لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا (۳۵)﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ سے ڈر جانے والوں کے لیے کامیابی کا ایک مقام ہے۔ باغات اور انگور ہیں۔ اور نوخیز ہم عمر لڑکیاں ہیں۔ اور چھلکتے ہوئے جام اُس میں نہ وہ کوئی لغو سنیں گے اور نہ کوئی جھوٹ۔'' (النباء:31-35)

﴿اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ كَالْمُجْرِمِیْنَ﴾

''تو کیا ہم فرماں برداروں کو مجرموں کی طرح کر دیں گے؟''(35)

سوال: ﴿اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ كَالْمُجْرِمِیْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ كَالْمُجْرِمِیْنَ﴾ ''تو کیا ہم فرماں برداروں کو مجرموں کی طرح کر دیں گے؟''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ رب العزت نے فرمایا: اے لوگو! کیا میں آخرت کے اعزاز اور ان نعمتوں میں ان لوگوں کو جنہوں نے دل کے پورے جھکاؤ کے ساتھ اطاعت کی اور میرے اوامر ونواہی کے سامنے جھک گئے اور وہ لوگ جنہوں نے گناہ کمائے اور نافرمانیوں پر تلے رہے اور میرے اوامر ونواہی کی مخالفت کی ان کو ایک برابر کر دوں؟ ہرگز نہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ کی حکمت تقاضا نہیں کرتی کہ فرماں بردار اور مجرم جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والوں کے ساتھ جنگ کی، ان کو برابر کر دیں۔

(3) انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ اطاعت کرنے والوں کو سدا بہار جنتیں دی جائیں جن کی بہاریں کبھی فنا نہیں ہوں گی اور نافرمانوں کو جہنم رسید کر دیا جائے۔

﴿مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ﴾

''تمہیں کیا ہے، تم کیسے فیصلہ کرتے ہو؟'' (36)

سوال: ﴿مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ﴾ ''تمہیں کیا ہے، تم کیسے فیصلہ کرتے ہو؟'' یعنی تم کیسے یہ حکم صادر کرتے ہو؟ تمہاری کیا حجت اور کیا دلیل ہے؟

(2) فرمانبرداروں اور مجرموں کو برابر قرار نہ دو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ برابر نہیں ہیں۔

(3) فرماں بردار کے لیے ہمیشہ کا اعزاز ہے اور نافرمان کے لیے ہمیشہ کی رسوائی ہے۔ (جامع البیان: 39/29)

(4) جو کوئی یہ رائے دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو اجر میں برابر کر دے گا اس نے برا فیصلہ کیا ہے، اس کی رائے باطل ہے۔

﴿اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ﴾

''یا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو؟'' (37)

سوال: ﴿اَمْ ... تَدْرُسُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ﴾ ''یا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو؟'' یعنی کیا تمہارے پاس کسی الہامی کتاب کی سند ہے جسے تم پڑھتے اور اس کی تلاوت کرتے ہو۔

(2) یعنی کیا تم ایسی کتاب پاتے ہو جس میں نافرمان اور فرماں بردار برابر ہو جائیں۔ (قرطبی: 184/9)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ﴾

''کہ بلاشبہ تمہارے لیے اُس میں وہی ہوگا جو تم پسند کرتے ہو''(38)

سوال: ﴿اِنَّ ... تَخَيَّرُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ﴾ ''کہ بلاشبہ تمہارے لیے اُس میں وہی ہوگا جو تم پسند کرتے ہو'' یعنی کیا تم اس کتاب میں وہ پاتے ہو جو تم چاہتے ہو تو اس کا جواب نفی میں ہے۔

(2) تمہیں جو کتاب ملی ہے وہ بزرگوں سے ملی ہے جس میں تمہارے خیالات کے مطابق من مانی باتیں ہیں۔

﴿اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ

''یا تمہارے لیے ہمارے ذمے کوئی عہد ہیں، جو قیامت کے دن تک پہنچنے والے ہیں کہ تمہارے لیے یقیناوہی ہوگا

لَمَا تَحْكُمُوْنَ﴾

جس کا تم فیصلہ کرو گے''(39)

سوال: ﴿اَمْ ... تَحْكُمُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ ''یا تمہارے لیے ہمارے ذمے کوئی عہد ہیں، جو قیامت کے دن تک پہنچنے والے ہیں'' یعنی کیا ہم نے تم سے پختہ عہد لے رکھا ہے کہ معاملات تمہارے گمان کے مطابق ہی پیش آئیں گے؟

(2) اللہ تعالیٰ کے ہاں قیامت تک ان کے لیے اس بات کا کوئی عہد ہے نہ حلف کہ ان کے لیے وہ سب کچھ ہو جس کا وہ فیصلہ کریں اور جو کچھ وہ طلب کرتے ہیں، اس کے حصول میں ان کے کوئی شریک اور معاون بھی نہیں ہیں۔ اگر ان کے شرکاء اور معاون و مددگار ہیں تو ان کو لائیں اگر وہ سچے ہیں۔ یہ بات معلوم ہے کہ یہ سب کچھ بہت بعید ہے، ان کے پاس کوئی کتاب ہے نہ نجات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے لیے کوئی عہد ہے اور نہ ان کے شریک ہیں جو ان کی مدد کریں، پس معلوم ہوا کہ ان کا دعویٰ باطل اور فاسد ہے۔ (تفسیر سعدی:2823/3)

(3)﴿اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ﴾ ''کہ تمہارے لیے یقیناوہی ہوگا جس کا تم فیصلہ کرو گے'' یعنی جو تمہارے نفس تمہارے لئے چاہیں گے ہم تمہیں وہ عطا کر دیں گے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ﴾

''ان سے پوچھیے کہ اُن میں سے کون اس کا ضامن ہے؟''(40)

سوال: نافرمانوں کے لیے جنت کا کون ضامن ہے، اس کی وضاحت ﴿سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: ﴿سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ﴾ ''ان سے پوچھیے کہ اُن میں سے کون اس کا ضامن ہے؟'' آپ ﷺ ان سے پوچھیں کون اس بات کا ذمہ دار ہے جس کا باطل ہونا واضح ہے کہ ان کے لیے جنت ہے جبکہ رب العزت نے ان کے لئے جہنم مقرر کر رکھی ہے۔

﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ﴾

''یا اُن کے کچھ شریک ہیں تو وہ اپنے شریکوں کو لے آئیں اگر سچے ہیں''(41)

سوال: ﴿اَمْ لَهُمْ ... صٰدِقِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ﴾ ''یا اُن کے کچھ شریک ہیں تو وہ اپنے شریکوں کو لے آئیں اگر سچے ہیں'' یعنی کیا ان کے لئے شرکاء ہیں جو ان کی موافقت کریں کہ وہ ان کی کفالت کریں گے تو وہ انہیں لے آئیں گے اگر اس بارے میں سچے ہیں۔

(2) یعنی جھوٹے شریکوں سے ہی کہلوا دیں کہ ہم جنت دلوا دیں گے اور اگر وہ کہیں تو ان کا دعویٰ بھی باطل ہے۔

﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ﴾

''جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور وہ سجدوں کے لیے بلائے جائیں گے تو وہ استطاعت نہیں رکھیں گے''(42)

سوال: کشف ساق کی تفسیر ﴿يَوْمَ ... يَسْتَطِيْعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾ ''جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی'' یعنی جب قیامت کا دن ہوگا اور ایسے ایسے زلزلے اور ہولناکیاں ظاہر ہوں گی جو وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتیں، باری تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلے کرنے اور ان کو جزا و سزا دینے کے لیے تشریف لائے گا۔ پس وہ اپنی مکرم پنڈلی کو ظاہر کرے گا جس سے کوئی چیز مشابہت نہیں رکھتی، لوگ اللہ تعالیٰ کا جلال وعظمت دیکھیں گے جس کی تعبیر ممکن نہیں۔ (تفسیر سعدی: 2824/3)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2) اللہ تعالیٰ کی پنڈلی ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے اس لیے ہم بلا کیف اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ (تفسیر ترجمان القرآن: 515/3)

(3) یعنی نیک لوگوں کو سدا بہار جنتیں اس دن دی جائیں گی جب پنڈلی کھول دی جائے گی۔

(4) ﴿وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ﴾ ''اور وہ سجدوں کے لیے بلائے جائیں گے تو وہ استطاعت نہیں رکھیں گے'' اس دن ان کے امتحان کے طور پر انہیں سجدے کے لئے بلایا جائے گا کہ ان میں سے کون ایمان اور اخلاص کے ساتھ سجدے کرتا ہے اور وہ کون ہے جو نفاق اور ریاکاری کے لئے سجدے کرتا ہے؟

(5) منافق اور کافر سجدہ کرنے کی کوشش کریں گے لیکن وہ سجدہ نہ کر سکیں گے، ان کی پیٹھ تختے کی طرح ہو جائے گی۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''ہمارا رب قیامت کے دن اپنی پنڈلی کھولے گا اس وقت ہر مومن اور ہر مومنہ عورت اس کے لئے سجدہ میں گر پڑیں گے، صرف وہ باقی رہ جائیں گے جو دنیا میں دکھاوے اور ناموری کے لئے سجدہ کرتے تھے۔ جب وہ سجدہ کرنا چاہیں گے تو ان کی پیٹھ تختہ ہو جائے گی اور وہ سجدہ کے لئے نہ مڑ سکیں گے۔'' (صحیح بخاری: 4919)

﴿خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ

''اُن کی نگاہیں جھکی ہوں گی، ذلت اُن پر چھا رہی ہوگی، حالانکہ بلاشبہ انہیں سجدوں کے لئے بلایا جاتا تھا

وَهُمْ سٰلِمُوْنَ﴾

جب کہ وہ صحیح سالم تھے'' (43)

سوال: نماز نہ پڑھنے پر رب العزت نے وعید دی ہے، اس کی وضاحت ﴿خَاشِعَةً ... سٰلِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ﴾ ''اُن کی نگاہیں جھکی ہوں گی'' دنیا میں نماز نہ پڑھنے والے مغرور لوگوں کی نگاہیں خوف کی شدت کی وجہ سے جھکی ہوئی ہوں گی۔

(2) ﴿تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ﴾ ''ذلت اُن پر چھا رہی ہوگی'' ذلت ان کو ڈھانپ لے گی اور وہ شدید حسرت وندامت میں ہوں گے۔

(3) ﴿وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ﴾ ''حالانکہ بلاشبہ انہیں سجدوں کے لئے بلایا جاتا تھا جب کہ وہ صحیح سالم تھے'' یعنی دنیا میں انہیں نماز کے لئے بلایا جاتا تھا جب کہ وہ صحیح سالم تھے۔ وہ تکبر کی وجہ سے سجدہ نہیں کرتے تھے۔ وہ نمازوں سے جی چراتے تھے۔ قیامت کے دن انہیں سجدہ نصیب نہیں ہوگا کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ ان پر سخت ناراض ہوگا اور ان کے سارے اسباب کٹ جائیں گے۔ اس دن ندامت اور عذر کام نہیں آئیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿فَذَرْنِیْ وَمَنْ یُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾

''چنانچہ مجھے اور اس کو چھوڑ دو جو اس کلام کو جھٹلاتا ہے، ہم ضرور انہیں آہستہ آہستہ لے جائیں گے جہاں سے وہ نہیں جانیں گے'' (44)

سوال: قرآن وحدیث کی مخالفت کرنے والوں کے لیے استدراج ہے، اس کی وضاحت ﴿فَذَرْنِیْ ... لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَذَرْنِیْ وَمَنْ یُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ﴾ ''چنانچہ مجھے اور اس کو چھوڑ دو جو اس کلام کو جھٹلاتا ہے'' اس آیت میں قرآن وحدیث کی مخالفت کرنے والوں کے لیے بڑی وعید ہے کہ آپ انہیں مجھ پر چھوڑ دیں میں خود ان سے نمٹ لوں گا۔

(2) ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ ''ہم ضرور انہیں آہستہ آہستہ لے جائیں گے جہاں سے وہ نہیں جانیں گے'' آپ تو دیکھتے ہیں کہ میں کس طرح آہستہ آہستہ انہیں پکڑتا ہوں ان کی روز بروز سرکشی بڑھتی رہے گی اور میری مہلت کی مصلحت سے قطعی غافل رہیں گے۔ آخر ایک دن پاپ کا یہ گھڑا ٹوٹے گا اور ان کا بھانڈا پھوٹے گا۔ میں دفعتاً انہیں پکڑ لوں گا۔ جب گناہ پر گناہ کرنے کے باوجود انہیں ڈھیل ملے گی اور عیش وآرام اور مال ودولت میں برکتیں دیکھیں گے تو سمجھیں گے کہ ہمارے عقیدے اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہماری عزت ہے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ (۵۵) نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ﴾ ''کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اُنہیں مال اور بیٹوں سے مدد دے رہے ہیں؟ ہم اُنہیں بھلائیاں دینے میں سرگرمِ عمل ہیں؟ بلکہ وہ سمجھتے نہیں۔'' (المومنون: 56,55)

(4) ﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍ ؕ حَتّٰۤی اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ﴾ ''سو جب اُنہوں نے اُس نصیحت کو بھلا دیا جو اُنہیں کی گئی تھی تو ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے حتیٰ کہ جب وہ خود ان پر اترانے لگے جو وہ دیے گئے تو ہم نے اچانک اُن کو پکڑ لیا تو اچانک وہ مایوس تھے۔'' (الانعام: 44)

(5) اپنے دشمنوں کے خلاف اللہ تعالیٰ کی چال بڑی مضبوط ہے۔

﴿وَ اُمْلِیْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ﴾

''اور میں اُن کو مہلت دوں گا، یقیناً میری خفیہ تدبیر بہت مضبوط ہے'' (45)

سوال: ﴿وَ اُمْلِیْ ... مَتِیْنٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1)﴿وَاُمْلِیْ لَهُمْ﴾ ''اور میں اُن کو مہلت دوں گا'' یعنی ہم نے انہیں مہلت دے رکھی ہے۔ انہیں مال اور اولاد میں برکتیں دی ہیں۔ انہیں عیش وآرام میں وسعت دی ہے جس سے ان کے دماغ خراب ہو گئے ہیں اور وہ اکڑ گئے ہیں۔

(2)﴿اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ﴾ ''یقینا میری خفیہ تدبیر بہت مضبوط ہے'' یہ ایک تدبیر ہے۔ کید کا معنی کسی کام کو سرانجام دینے کے لیے خفیہ تدبیر کرنا۔ داؤ یا چال چلنا اور كَیْدَ سَاحِرٍ کے معنی جادوگر کے ہتھکنڈے۔ ایسی تدبیر کا مقصد اگر درست اور نیک ہو تو یہ جائز ہے اور اگر برا ہو تو یہ مذموم ہے۔ (تیسیر القرآن 506/4)

(3) یعنی اللہ تعالیٰ کی چال بڑی مضبوط ہے جو ان کو نقصان پہنچانے کے لئے کارگر ہے۔

(4) سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ظالم کو چند روز دنیا میں مہلت دیتا رہتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔'' راوی نے بیان کیا پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی ''اور تیرے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے ہیں بیشک اس کی پکڑ بڑی تکلیف دینے والی اور بڑی ہی سخت ہے۔'' (ہود:102)(بخاری:4686)(5) زمخشری نے کہا: صحت، رزق اور لمبی عمر اللہ تعالیٰ کا احسان اور اس کا فضل ہے جو شکر اور اطاعت کو واجب کرتا ہے۔ لیکن یہی ان کے اپنے اختیارات کی وجہ سے ان کے لئے کفر کا سبب بن جاتا ہے، جو انہیں آہستہ آہستہ ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے۔ (تفسیر قاسمی:167/16)

﴿اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ﴾

''یا آپ اُن سے کوئی اجرت مانگتے ہیں کہ وہ تاوان سے بوجھل ہیں؟'' (46)

سوال: کافروں کے پاس آپ ﷺ کو جھٹلانے کا کوئی سبب نہیں، اس کی وضاحت ﴿اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ ... مُّثْقَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا﴾ ''یا آپ اُن سے کوئی اجرت مانگتے ہیں'' یعنی کیا آپ ﷺ دعوت وتبلیغ کے کام پر ان سے کوئی اجرت مانگتے ہیں؟

(2)﴿فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ﴾ ''کہ وہ تاوان سے بوجھل ہیں؟'' یعنی کیا وہ تاوان دیتے ہیں جو ان پر بوجھ ہے۔

(3) آپ ﷺ تو ان کے نفع کے لیے انہیں تعلیم دیتے ہیں، آپ ﷺ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں۔ آپ ﷺ سے دور بھاگتے اور آپ ﷺ کی تصدیق نہ کرنے کا کوئی سبب ان کے پاس موجود نہیں ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَیْبُ فَهُمْ یَكْتُبُوْنَ﴾

''یا اُن کے پاس غیب ہے تو وہ لکھتے ہیں؟'' (47)

سوال: ﴿اَمْ ... یَكْتُبُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَیْبُ﴾ ''یا اُن کے پاس غیب ہے'' یعنی کیا ان کے پاس لوح محفوظ ہے؟

(2) ﴿فَهُمْ یَكْتُبُوْنَ﴾ ''تو وہ لکھتے ہیں؟'' یعنی جو وہ کہتے ہیں اس میں لکھا جاتا ہے۔

(3) ان کے پاس غیب کا علم نہیں کہ وہ اس بات کو پا چکے ہوں کہ وہ حق پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ثواب سے بہرہ ور ہوں گے۔ یہ معاملہ جیسا بھی ہے، ان کا حال تو ایک معاند اور ظالم کا سا ہے، پس اس کے سوا کچھ باقی نہیں کہ ان کی ایذا رسانیوں پر صبر کیا جائے اور جو کچھ ان سے صادر ہو رہا ہے اس پر تحمل کا مظاہرہ کیا جائے اور ان کو بار بار دعوت دی جائے۔ (تفسیر سعدی: 2825/3)

﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ﴾

''چنانچہ آپ اپنے رب کے حکم تک صبر کرو اور مچھلی والے کی مانند نہ ہو جاؤ، جب اُس نے دُعا کی حالانکہ وہ غم سے بھرا ہوا تھا'' (48)

سوال: صبر کرنے اور مچھلی والے کی طرح جلدی نہ کرنے کے حکم کی وضاحت ﴿فَاصْبِرْ ... مَكْظُوْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ﴾ ''چنانچہ آپ اپنے رب کے حکم تک صبر کرو'' اے رحمت عالم ﷺ! آپ اپنی قوم کی اذیتوں پر، ان کے جھٹلانے پر صبر سے کام لیں۔ وہ وقت جلد آنے والا ہے جب آپ ﷺ کا اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کا انجام بخیر ہوگا۔ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو غلبہ دیں گے اور آخرت میں بھی سدا بہار جنتیں اور نہ ختم ہونے والی نعمتیں ہوں گی۔

(2) یعنی اللہ تعالیٰ نے شرعاً اور قدراً جو فیصلہ کیا ہے اس پر صبر کیجئے۔ حکم قدری یہ ہے کہ ایذا پر صبر کیا جائے، ناراضی اور بے صبری کے ساتھ ان کا سامنا نہ کیا جائے، حکم شرعی کو قبول کیا جائے، اس کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے اور اس کے امر کی اطاعت کی جائے۔ (تفسیر سعدی: 2826/3)

(3) ﴿وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ﴾ ''اور مچھلی والے کی مانند نہ ہو جاؤ'' مچھلی والے نبی سے مراد سیدنا یونس علیہ السلام ہیں جو اپنی قوم سے ناراض ہو کر نکلے تو کشتی پر سوار ہوئے۔ کشتی جب بھنور میں پھنس گئی تو لوگوں نے کہا: کوئی شخص ہے جو مالک کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نافرمان ہے انہوں نے کہا: میں ہی ہوں۔ قرعہ ڈالنے پر ان ہی کا نام نکلا، کشتی والوں نے انہیں سمندر میں پھینک دیا ایک مچھلی نے انہیں نگلا اور سمندر کی تہہ میں جا کر بیٹھ گئی۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ﴾ ''چنانچہ اُس کو مچھلی نے نگل لیا اور اس حال میں کہ وہ ملامت زدہ تھا۔'' (الصافات:142)

(4) ﴿وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ﴾ ''اور مچھلی والے کی مانند نہ ہو جاؤ'' یعنی ان کی طرح عجلت اور غضب میں نہ آنا۔ (جامع البیان: 47/29) (5) ﴿إِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ﴾ ''جب اُس نے دُعا کی حالانکہ وہ غم سے بھرا ہوا تھا۔'' مَكْظُوم۔ كظم سانس کی نالی کو کہتے ہیں اور كظيم السقا بمعنی مشک کو پانی سے لبالب بھر کر اس کا منہ بند کر دینا۔ اور كظيم اور مكظوم اس شخص کو کہتے ہیں جو غم یا غصہ سے سانس کی نالی تک بھرا ہوا ہو مگر اس کا اظہار نہ کرے اور اسے دبا جائے۔ (تیسیر القرآن:4/506)

(6) یعنی غم اور غصے نے سیدنا یونس علیہ السلام کو بوجھل کر دیا تھا۔ (جامع البیان:47/29)

(7) سیدنا یونس علیہ السلام نے وہاں سمندر اور سمندر کی مچھلیوں کو اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہوئے پایا تو پکار اٹھے ﴿لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ پاک ہیں، یقیناً میں ہی ظالموں میں سے تھا۔'' (الانبیاء:87) اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں مچھلی کے پیٹ سے نجات عطا فرمائی۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''چنانچہ ہم نے اُس کی دُعا قبول کی اور ہم نے اسے غم سے نجات دی اور ہم مومنوں کو اسی طرح نجات دیتے ہیں۔'' (الانبیاء:88)

(8) یعنی انہوں نے پکارا جبکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے اور ان پر دروازہ بند کر دیا گیا تھا یا یہ کہ انہوں نے پکارا اور وہ ہم و غم سے لبریز تھے، چنانچہ کہا: ﴿لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ پاک ہیں، یقیناً میں ہی ظالموں میں سے تھا۔'' اللہ تعالیٰ نے سیدنا یونس علیہ السلام کی دعا قبول فرمالی، چنانچہ مچھلی نے انہیں، جب کہ وہ بیمار تھے، چٹیل میدان میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کدو کی بیل اگا دی۔ (تفسیر سعدی:2826/3)

﴿لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ﴾

''اگر اس کے رب کی نعمت نے اسے سنبھال نہ لیا ہوتا تو وہ مذمت کیا ہوا چٹیل زمین میں پھینک دیا جاتا'' (49)

سوال: ﴿لَوْلَآ ... مَذْمُوْمٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾ ''اگر اس کے رب کی نعمت نے اسے سنبھال نہ لیا ہوتا'' یعنی اگر رب

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی رحمت نے انہیں ڈھانپ نہ دیا ہوتا۔

(2)﴿لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ﴾ ''تو وہ مذمت کیا ہوا چٹیل زمین میں پھینک دیا جاتا'' یعنی انہیں چٹیل میدان میں پھینک دیا جاتا مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ان کا حصار کر لیا اور انہیں اس حال میں پھینکا گیا کہ وہ محمود تھے اور ان کی حالت بہتر ہو گئی۔

﴿فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ﴾

''پھر اُس کے رب نے اُسے منتخب کیا، پس اسے نیک لوگوں میں شامل کر دیا'' (50)

سوال: ﴿فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ﴾ ''پھر اُس کے رب نے اُسے منتخب کیا'' یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے انہیں منتخب کر لیا اور انہیں کدورت سے پاک کر دیا۔

(2) قاشانی نے کہا: ان کی فطرت کی سلامتی اور ان کے نور کی استعداد کو باقی رکھا اور غضب کے برے اثرات سے بچایا اور نفس کی زیادتی سے توبہ کی توفیق دی پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے قریب کر لیا۔ (تفسیر قاسمی: 268/16)

(3)﴿فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ﴾ ''پس اسے نیک لوگوں میں شامل کر دیا'' یعنی انہیں نبوت اور رسالت عطا فرمائی۔

(4) یعنی انہیں نیکی میں کامل کر دیا، انہیں گناہ سے بچا لیا اور انہیں نبوت لوٹا دی اور ان کی شفاعت ان کے اپنے حق میں اور ان کی قوم کے حق میں قبول کی اور انہیں ایک لاکھ یا اس سے زائد لوگوں کی طرف بھیجا۔ (فتح القدیر: 339/5)

(5) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی شخص کے لیے یہ لائق نہیں کہ وہ مجھے یونس بن متی سے بہتر قرار دے۔'' (بخاری: 3416,3413)

﴿وَاِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ

''اور قریب ہے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا آپ کو اپنی نگاہوں سے ضرور ہی پھسلا دیں، جب وہ ذکر سنتے ہیں

وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ﴾

اور کہتے ہیں: ''یقیناً یہ تو بالکل دیوانہ ہے'' (51)

سوال: نظر کی تاثیر کی وضاحت ﴿وَاِنْ یَّكَادُ ... لَمَجْنُوْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَاِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ﴾ ''اور قریب ہے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا آپ کو اپنی نگاہوں سے ضرور ہی پھسلا دیں، جب وہ ذکر سنتے ہیں'' یعنی کافر آپ ﷺ سے بغض رکھتے ہیں اسی وجہ سے گھور گھور کر نظر لگانا چاہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی حمایت اور اس کی پناہ نہ ہو تو یہ آپ کو پھسلا دیں۔ معلوم ہوا کہ نظر کی تاثیر اور اس کا لگ جانا برحق ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہوتا ہے۔

(2) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نظر حق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کرنے والی ہوتی تو نظر کر جاتی، بہرحال جب تم سے (نظر بد کی وجہ سے) غسل کروایا جائے تو غسل کر لیا کرو۔'' (مسلم:5702)

(3) سیدنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سہل بن حنیف (ان کے باپ) نہا رہے تھے کہ سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ ادھر سے گزرے۔ انہوں نے کہا: میں نے تو ایسا آدمی نہیں دیکھا۔ پردہ والی عورت کا بھی بدن ایسا نہیں دیکھا۔ تھوڑی دیر گزری کہ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ گر پڑے (عامر کی نظر سے)۔ لوگ ان کو نبی ﷺ کے پاس لائے اور عرض کیا: سہل کی خبر لیجیے۔ وہ گر پڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا گمان کس پر ہے (یعنی کس کی نظر لگی ہے اس کو)؟'' انہوں نے کہا: عامر پر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بھلا یہ کیا بات ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے (بدنظر سے)۔ جب کوئی تم میں سے اپنے بھائی میں وہ بات دیکھے جو اس کو پسند آئے تو برکت کی دُعا کرے۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کے لیے پانی منگوایا اور عامر کو وضو کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اپنا منہ دھویا اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک اور دونوں گھٹنے اور اپنے تہبند کے اندر کا بدن۔ آپ ﷺ نے وہ پانی سہل پر ڈالنے کا حکم دیا۔ سفیان نے کہا، معمر نے زہری سے یوں روایت کی کہ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ برتن سہل کے پیچھے سے ان پر اوندھا دیا جائے۔ (ابن ماجہ:3509)

(4) سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے محمد ﷺ! آپ ﷺ بیمار ہو گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' انہوں نے کہا: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِیْكَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ یُّؤْذِیْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَیْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ یَشْفِیْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِیْكَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے نام سے ہر اس چیز کے شر سے جو آپ ﷺ کو تکلیف دینے والی ہو اور ہر نفس یا حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے میں آپ ﷺ کو دم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو شفا دے گا۔ میں اللہ تعالیٰ کے نام سے آپ ﷺ کو دم کرتا ہوں۔'' (مسلم:5700)

(5) سیدنا عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! جعفر کے بچوں کو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نظر لگتی ہے۔ کیا میں ان کے لیے دم کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں اگر کوئی چیز تقدیر سے آگے ہو سکتی تو وہ نظر ہوتی۔“ (ابن ماجہ:3510، ترمذی:2059) (6) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ نظر لگ جانے کی وجہ سے دم کروالیا کریں۔ (بخاری:5738)

(7) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نظر بد لگانے والے کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ وضو کرے پھر جسے نظر لگی ہوتی اس پانی سے غسل کرتا۔ (ابوداؤد:3880)

(8) نبی ﷺ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتے تھے۔ ﴿اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّآمَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَا مَّةٍ﴾ ”میں تمہیں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ ہر شیطان اور زہریلے جانور سے اور ہر لگ جانے والی نظر سے (اللہ کی) پناہ میں دیتا ہوں۔“ (بخاری:3371)

(9) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما پر یہ کلمات پڑھ کر جھاڑ پھونک کرتے تھے: ﴿اُعِيذُ كُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّآمَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ﴾ ”میں تمہارے لیے اللہ کے مکمل اور پورے کلمات کے وسیلے سے ہر شیطان اور ہلاک کرنے والے زہریلے کیڑے اور نظر بد سے پناہ مانگتا ہوں“، اور آپ فرماتے تھے: ”اسماعیل اور اسحاق کے لیے اسی طرح ابراہیم علیہ السلام پناہ مانگتے تھے۔“ (ترمذی:2060)

(10) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنوں کی نظر بد سے، پھر آدمیوں کی نظر بد سے پناہ مانگتے تھے، پھر جب معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) نازل ہوئیں، تو آپ ﷺ نے ان کو پڑھنا شروع کیا، اور باقی تمام چیزیں چھوڑ دیں۔ (ابن ماجہ:3511)

(11) ﴿وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ﴾ ”اور کہتے ہیں: ”یقیناً یہ تو بالکل دیوانہ ہے“ آپ ﷺ سے حسد کرتے ہوئے نہ صرف آپ ﷺ کو گھورتے ہیں بلکہ زبان درازی بھی کرتے ہیں، ذاتیات پر حملے کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن پیش کرنے والے آپ دیوانے ہو۔

﴿وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ 2 ع 19 4

”حالانکہ وہ تمام جہانوں کے لیے نصیحت کے علاوہ کچھ نہیں“ (52)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال:قرآن مجید تمام جہان والوں کے لئے نصیحت ہے،اس کی وضاحت ﴿وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ﴾ ”حالانکہ وہ نصیحت کے علاوہ کچھ نہیں“ قرآن حکیم سارے جہان والوں کے لئے نصیحت کے سوا کچھ نہیں۔اسی کے ذریعے ایمان لانے والے دینی اور دنیاوی معاملات میں نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

(2)﴿لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ ”تمام جہانوں کے لیے“یعنی جنوں اور انسانوں کے لئے نصیحت ہے۔

(3)قرآن مجید انسانی زندگی کی راہ نمائی کی کتاب ہے۔اس میں انسان کو شعوری غلطیوں اور غلط فہمیوں سے بچانے کی کوشش کی گئی ہے یعنی شرک،کفر،نفاق اور فسق سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دلائل دیئے،طرح طرح سے سمجھا کر نصیحت کا حق ادا کیا ہے تا کہ انسان کا شعور پاک ہوجائے اور عقل درست کام کرنے کے قابل ہوجائے۔

(4)قرآن مجید نے دنیا کی زندگی کی حقیقت کو مثالوں سے ایسے سمجھایا ہے کہ انسان اپنی زندگی کا سچا مقصد پا کر اسے پورا کرنے کی کوشش کرسکتا ہے۔

(5)قرآن مجید انسان کو جنت کی منزل کے لئے محنت کرنے کے لئے تیار کرتا ہے،خیر خواہی سے ترغیبات دلاتا ہے۔

(6)قرآن مجید میں انسان کو برائیوں سے بچنے کے لئے اور جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے طرح طرح سے سمجھایا ہے۔

(7)قرآن مجید میں انسانی زندگی کی راہ نمائی کے لئے واضح پروگرام دیا گیا۔زمین پر رہنے والوں کی انفرادی اور اجتماعی اصلاح کے لئے دل لگتے دلائل،گزشتہ قوموں کی ہلاکت اور آخرت کے انجام سے اللہ تعالیٰ نے قبول کرنے کے لئے تیار کیا ہے۔یوں ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید جہان والوں کے لئے نصیحت اور خیر خواہی ہے۔

اٰیَاتُهَا 52 — 69 - سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ مَكِّيَّةٌ - 78 — رُكُوْعَاتُهَا 2

سوال1:یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟اس کے کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب:یہ سورت مکی ہے۔اس میں دو رکوع اور 52 آیات ہیں۔

سوال2:مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب:مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 69 ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 78 ہے۔

سوال3:اس سورت کی کیا فضیلت ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فجر کی نماز میں سورہ الحاقہ اور اس جیسی دوسری سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ (شوکانی) (اشرف الحواشی:676/1)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اَلْحَآقَّةُ﴾

''حق ثابت ہونے والی'' (1)

سوال: ﴿اَلْحَآقَّةُ﴾ قیامت کے نام ''الحاقہ'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلْحَآقَّةُ﴾ ''حق ثابت ہونے والی'' قیامت کا نام ہے۔ وہ ایسا دن ہوگا جو ثابت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے وعدے اور وعیدیں پوری ہوں گی۔ (2) قیامت کو اَلْحَآقَّةُ اس لیے کہا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو واقع ہو کر رہنا ہے۔ (3) اس دن تمام چیزوں کی حقیقت واضح ہو جائے گی اور سینوں کے بھید کھولے جائیں گے۔

(4) رب العزت نے اس دن کے بارے میں فرمایا: ﴿اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (۱) لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ (۲)﴾ ''جب واقع ہونے والی واقع ہو جائے گی۔ اُس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔'' (الواقعہ:2,1)

﴿مَا الْحَآقَّةُ﴾

''کیا ہے حق ثابت ہونے والی'' (2)

سوال: ﴿مَا الْحَآقَّةُ﴾ دوبارہ الحاقہ کے بارے میں سوال کی حکمت واضح کریں؟

جواب: ﴿مَا الْحَآقَّةُ﴾ ''کیا ہے حق ثابت ہونے والی'' اس سوال کو دوبارہ اس مقصد کے لیے کیا گیا تا کہ قیامت کی عظمت کو ثابت کیا جائے۔

﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ﴾

''اور کس چیز نے آپ کو خبر دی کہ کیا ہے حق ثابت ہونے والی؟'' (3)

سوال: ﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ﴾ اس سوال سے اللہ تعالیٰ نے کس طرف توجہ دلائی ہے؟

جواب: (1) ﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ﴾ ''اور کس چیز نے آپ کو خبر دی کہ کیا ہے حق ثابت ہونے والی؟'' یعنی تمہیں کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلوم کہ وہ کتنی عظیم ہے۔اس کی پوری کیفیت تمہیں معلوم نہیں۔

(2)اللہ تعالیٰ نے انسان کے علم کی نفی کی ہے کیونکہ انسان نے اس کی ہولناکیوں کو نہیں دیکھا۔

(3)انسان اپنے حواس کو استعمال کر کے قیامت کی حقیقت کو نہیں جان سکتا۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے کہ یہ واقعہ جو ثابت شدہ ہے مخلوقات کے علم سے باہر ہے۔

﴿كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ﴾

''ثمود اور عاد نے کھٹکھٹانے والی (قیامت) کو جھٹلایا تھا''(4)

سوال: قوم ثمود اور قوم عاد نے قیامت کو جھٹلانے کے جرم کا ارتکاب کیا، اس کی وضاحت ﴿كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ﴾''ثمود نے (قیامت) کو جھٹلایا تھا''ثمود ایک مشہور قبیلہ ہے جن کی طرف سیدنا صالح علیہ السلام کو رسول بنا کر مبعوث کیا گیا۔ان کا علاقہ حجر تھا۔ثمود کو سیدنا صالح علیہ السلام توحید کا حکم دیتے تھے،انہیں شرک سے روکتے تھے اور آخرت کی جواب دہی کے بارے میں خوف دلاتے تھے۔(2)قوم ثمود نے سیدنا صالح علیہ السلام کی دعوت کو جھٹلا دیا۔

(3)﴿وَعَادٌ﴾''اور عاد نے'' عاد حضر موت کے باشندے تھے۔ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ہود علیہ السلام کو بھیجا۔سیدنا ہود علیہ السلام نے بھی توحید اور آخرت کی جواب دہی کی تعلیم دی اور ان کو شرک سے روکا، قوم عاد نے سیدنا ہود علیہ السلام کو جھٹلا دیا۔

(4)﴿بِالْقَارِعَةِ﴾''کھٹکھٹانے والی (قیامت)''قَارِعَةٌ:قَرَعَ بمعنی ایک چیز کو دوسری پر اس طرح مارنا کہ اس سے آواز پیدا ہو۔اور''قرع الباب'' بمعنی اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور قَارِعَةٌ کے معنی کھڑکھڑانے والی،اور ابن الفارس کے نزدیک قَارِعَةٌ ہر وہ چیز ہے جو انسان پر شدت کے ساتھ نازل ہو۔نیز قَارِعَةٌ قیامت کا صفاتی نام ہے۔(تیسیر القرآن:4/508)

(5)قیامت کو اس لیے کھٹکھٹانے والی کہا گیا کیونکہ وہ اپنی ہولناکیوں سے سب کے شعور کو ہلا دے گی۔

(6)قوم عاد اور قوم ثمود نے قیامت کو جھٹلا دیا۔

﴿فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ﴾

''سو جو ثمود تھے انہیں ایک حد سے بڑھی ہوئی آواز سے ہلاک کیا گیا''(5)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: قومِ ثمود کو ان کے گناہوں کی وجہ سے کیسے ہلاک کیا گیا، اس کی وضاحت ﴿فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ﴾ ''سو جو ثمود تھے انہیں ایک حد سے بڑھی ہوئی آواز سے ہلاک کیا گیا'' ثمود کو ایک دلدوز چیخ نے ہلاک کر دیا۔ وہ ایک زبردست چنگھاڑ تھی جس سے ان کے جگر پاش پاش ہو گئے۔

(2) اوپر سے چنگھاڑ اور نیچے سے ہیبت ناک زلزلے نے ان کے چھکے چھڑا دیئے اور دیکھتے ہی دیکھتے سب مر گئے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَآ﴾ ''ثمود نے اپنی سرکشی کی بنا پر جھٹلایا۔'' (الشمس:11)

(4) بقول سیدنا قتادہ طَاغِيَةِ کے معنی چنگھاڑ کے ہیں۔ (ابن کثیر:414)

(5) جب ثمود کی روحیں پرواز کر گئیں تو ہر طرف ان کی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔

﴿وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ﴾

''اور جو عاد تھے تو وہ سخت ٹھنڈی، تند و تیز آندھی سے ہلاک کر دیے گئے جو قابو سے باہر ہونے والی تھی'' (6)

سوال: قومِ عاد کو ان کے گناہوں کی وجہ سے کیسے ہلاک کیا گیا، اس کی وضاحت ﴿وَاَمَّا ... عَاتِيَةٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ﴾ ''اور جو عاد تھے تو وہ سخت ٹھنڈی، تند و تیز آندھی سے ہلاک کر دیے گئے جو قابو سے باہر ہونے والی تھی'' یعنی عاد کو تیز آندھی سے ہلاک کر دیا گیا۔ سخت ٹھنڈی اور تند و تیز ہوا نے قوم عاد کو کھجور کے کھوکھلے تنوں کی طرح زمین پر گرا دیا۔ (2) اللہ تعالیٰ نے متواتر 8 دن اور 7 راتیں ان پر بے خیر طوفانی ہوا کو مسلط رکھا۔

(3) نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری مدد پر وا ہوا سے کی گئی اور عادی پچھوا ہوا سے تباہ ہوئے۔'' (بخاری، مسلم)

﴿سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا

''اس نے اسے سات راتیں اور آٹھ دن ان پر جڑ کاٹ دینے کے لیے مسلسل چلائے رکھا، سو آپ دیکھیں گے وہ اس طرح

صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ﴾

پچھاڑے گئے گویا گری ہوئی کھجور کے کھوکھلے تنے ہیں'' (7)

سوال 1: عاد پر بھیجی جانے والی ہوا کی وضاحت ﴿سَخَّرَهَا ... حُسُوْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا﴾"اس نے اسے سات راتیں اور آٹھ دن ان پر جڑ کاٹ دینے کے لیے مسلسل چلائے رکھا"یعنی اللہ تعالیٰ نے ان پر سات راتیں اور آٹھ دن ہوا کو مسلط رکھا۔وہ ہوا رحمت اور برکت سے خالی تھی۔(2)قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے:وہ ہوا ایسی تھی جس میں کوئی وقفہ نہیں آیا،لگا تار چلتی رہی۔(جامع البیان:51/29)

(3)حسوما کے معنی"برابر"یعنی لگا تار اور"منحوس"دونوں ہی ہو سکتے ہیں۔(اشرف الحواشی:676/1)

سوال2:عذاب کے نتیجے میں قوم عاد کے انجام کی وضاحت﴿فَتَرَى الْقَوْمَ ... خَاوِيَةٍ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ﴾"سو آپ دیکھیں گے وہ اس طرح پچھاڑے گئے گویا گری ہوئی کھجور کے کھوکھلے تنے ہیں"یعنی آپ دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ ہلاک ہو کر مردہ پڑے ہیں۔یعنی گویا کہ وہ کھجوروں کے کھوکھلے تنے ہیں جن کے سروں کو کاٹ دیا گیا ہے اور وہ ایک دوسرے پر گرے پڑے ہیں۔(تفسیر سعدی:2828/3)

(2)خاویہ خراب سڑا ہوا،گلا ہوا،گرا ہوا یعنی ہواؤں نے عادیوں کو زمین سے اٹھا اٹھا کر زمین پر دے پٹخا جس سے ان کے سر دھڑ سے الگ ہو کر دور جا پڑے اور دھڑ کھجوروں کے پرانے تنوں کی طرح پڑے ہی رہ گئے۔(السراج المنیر:2115/2)

﴿فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ﴾

"کیا آپ اُن میں کوئی بھی باقی رہنے والا دیکھتے ہو؟"(8)

سوال:﴿فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ﴾کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ﴾"کیا آپ اُن میں کوئی بھی باقی رہنے والا دیکھتے ہو؟"یعنی کیا ان میں سے کوئی زندہ دکھائی دیتا ہے؟ان کی نسلوں میں کچھ بھی باقی نہ بچا وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

(2)اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی بھی بچ نہ سکا،سب فنا ہو گئے اور ان کی نسل کٹ گئی۔

﴿وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ﴾

"اور فرعون نے اور جو اُس سے پہلے تھے اور اُلٹائی گئی بستیوں نے بھی گناہوں کا ارتکاب کیا تھا"(9)

سوال:﴿وَجَآءَ ... بِالْخَاطِئَةِ﴾کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ﴾"اور فرعون نے اور جو اُس سے پہلے تھے"یعنی قوم نوح،قوم عاد،اور قوم ثمود۔رب العزت نے فرمایا:﴿وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۠ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْاَمْثَالَ ۪ وَ كُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا (۳۹)﴾ ''اور عاد اور ثمود کو اور کنوئیں والے اور اس کے درمیان بہت سے زمانے کے لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا۔ اور ہر ایک کے لیے ہم نے مثالیں بیان کیں اور ہر ایک کو ہم نے برباد کر دیا بری طرح تباہ و برباد کرنا۔'' (الفرقان:38،39)

(2) ان دو سرکش قوموں عاد اور ثمود کے علاوہ اور بھی نافرمان لوگ آئے۔ مثلاً فرعون جس نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے سامنے تکبر کیا اور انہیں جھٹلا دیا۔

(3) ﴿وَالْمُؤْتَفِكٰتُ﴾ ''اور اُلٹائی گئی بستیوں نے بھی'' یعنی سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیاں جو ایسے گناہ کے کام کرتے تھے جو ان سے پہلے کسی نے نہیں کیے۔

(4) ﴿بِالْخَاطِئَةِ﴾ ''گناہوں کا ارتکاب کیا تھا'' یعنی جو کفر، ظلم، عناد، سرکشی، فسق اور نافرمانی کے کام کرتے تھے۔

﴿فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً﴾

''پس انہوں نے اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی سخت گرفت میں پکڑا'' (10)

سوال: ﴿فَعَصَوْا ... رَّابِيَةً﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ﴾ ''پس انہوں نے اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی'' یعنی ان سب قوموں نے اپنے رسول کو جھٹلایا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ﴾ ''اُن سب لوگوں نے ہی رسولوں کو جھٹلایا تو میرا عذاب واقع ہو گیا۔'' (ص:14)

(2) انہوں نے رسول کے راستے میں روڑے اٹکائے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ﴾ ''اور اہل ایکہ اور قوم تبع نے، ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو میری وعید سچ ثابت ہوئی۔'' (ق:14)

(3) ﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ﴾ ''نوح کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔'' (الشعراء:105)

(4) ﴿كَذَّبَتْ عَادُ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ﴾ ''عاد نے رسولوں کو جھٹلایا۔'' (الشعراء:123)

(5) ﴿كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ ''ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا۔'' (الشعراء:141)

(6) ﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ﴾ ''قوم لوط نے رسولوں کو جھٹلایا۔'' (الشعراء:160)

(7) ﴿فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً﴾ ''تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی سخت گرفت میں پکڑا'' اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے پکڑا کہ اس کی گرفت سے وہ تباہ برباد ہو گئے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِی الْجَارِیَةِ﴾

''بے شک جب پانی حد سے گزر گیا تو ہم ہی نے تمہیں کشتی میں سوار کر دیا'' (11)

سوال: ﴿اِنَّا لَمَّا ... فِی الْجَارِیَةِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ﴾ ''بے شک جب پانی حد سے گزر گیا'' یعنی سیدنا نوح علیہ السلام کی بددعا سے ایسا ہمہ گیر طوفان آیا اور پانی اپنی حد سے گزر گیا۔ (2) یعنی دنیا کے اونچے اونچے پہاڑوں سے وہ پانی پندرہ گز اونچا تھا۔ (الدر المنثور) (3) آسمان نے لگا تار بارش برسائی اور زمین نے اپنا پانی اگل دیا۔ اس وقت رب العزت نے عظیم سیلاب میں کشتی پر سوار کر کے نجات عطا فرمائی۔

(4) ﴿حَمَلْنٰكُمْ فِی الْجَارِیَةِ﴾ ''تو ہم ہی نے تمہیں کشتی میں سوار کر دیا'' سیدنا نوح علیہ السلام کی سرکش قوم کے غرق ہونے کے بعد جو مخلوق موجود تھی اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے احسان کا ذکر فرمایا کہ ان کو سوار کیا۔ ﴿فِی الْجَارِیَةِ﴾ جب کہ یہ اپنے باپوں اور ماؤں کی صلب میں تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے طوفان سے نجات دی تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرو، اس کا شکر کرو جس نے تمہیں اس وقت نجات دی جب اس نے سرکش لوگوں کو ہلاک کر ڈالا اور اس کی آیات سے عبرت حاصل کرو جو اس کی توحید پر دلالت کرتی ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2829,2828/3)

﴿لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ﴾

''تا کہ ہم اُس کو تمہارے لیے نصیحت بنا دیں اور یاد رکھنے والے کان اُس کو یاد رکھیں'' (12)

سوال: ﴿لِنَجْعَلَهَا ... وَّاعِيَةٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً﴾ ''تا کہ ہم اُس کو تمہارے لیے نصیحت بنا دیں'' یعنی سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی کو تمہارے لیے عبرت اور نصیحت بنا دیں۔

(2) ﴿لِنَجْعَلَهَا﴾ ''تا کہ ہم اُس کو بنا دیں'' یعنی کشتی کو اور اس سے مراد اسم جنس ہے، تمہارے لیے ﴿تَذْكِرَةً﴾ جو تمہیں اولین کشتی کی صنعت اور اس کے قصے کی یاد دلاتی ہے کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے اس کشتی پر سوار ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے اور اپنے رسول کی اتباع کی اور روئے زمین کے دیگر تمام لوگوں کو ہلاک کر ڈالا، کیونکہ اشیاء کی جنس اپنی اصل کی یاد دلاتی ہے۔ (تفسیر سعدی: 2829/3)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3) پہلی کشتی کا بنانا اور ان پر ایمان والوں کو اور ہر طرح کے جانوروں کو سوار کرانا یہ یاد دلاتا ہے کہ کیسے رب العزت نے ایمان والوں کو نجات دی اور باقی تمام لوگوں کو ہلاک کر ڈالا۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ (۴۱) وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ (۴۲) وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ (۴۳) اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ (۴۴)﴾ ''اور اُن کے لیے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ہم نے اُن کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔ اور ہم نے اُن کے لیے اس جیسی اور چیزیں پیدا کی ہیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو اُنہیں غرق کر دیں پھر نہ ہی ان کا کوئی فریادرس ہوگا اور نہ ہی وہ بچائے جائیں گے۔ مگر یہ ہماری طرف سے رحمت ہے اور ایک خاص وقت تک فائدہ دینا ہے۔'' (یٰس:41۔44)

(5) ﴿وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ﴾ ''اور یاد رکھنے والے کان اُس کو یاد رکھیں'' یعنی عقل مند لوگ اس کو یاد رکھتے ہیں اور نشانی اور معجزے کی وجہ معلوم کرتے ہیں۔ غافل لوگوں کا معاملہ بالکل برعکس ہے کیونکہ وہ آیات میں غور و فکر نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی آیات سے کوئی نفع اٹھانے کے قابل نہیں۔

(6) یعنی اللہ تعالیٰ کے احسانات پر شکر ادا کرو۔ صحیح سمجھ رکھنے والوں کے لیے یہ نعمت نصیحت بن گئی۔

﴿فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ﴾

''چنانچہ جب صور میں پھونکا جائے گا، ایک بار پھونکنا'' (13)

سوال: قیامت کے دن کی ہولناکیوں کی وضاحت ﴿فَاِذَا ... وَّاحِدَةٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ﴾ ''چنانچہ جب صور میں پھونکا جائے گا، ایک بار پھونکنا'' قیامت سے پہلے کے ہولناک واقعے کا تذکرہ ہے۔

(2) جب اسرافیل پہلی بار صور پھونکیں گے تو سب لوگ گھبراہٹ میں مبتلا ہوں گے۔ جب دوسرا صور پھونکیں گے تو سب زمین و آسمان والے بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر تیسرا صور اللہ تعالیٰ کے آگے کھڑا ہونے کے لیے پھونکا جائے گا جس سے مردے اپنی قبروں سے نکل کر کھڑے ہو جائیں گے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ﴾ ''اور جس دن صور میں پھونک ماردی جائے گی تو سب گھبرا اُٹھیں گے جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں مگر وہ جسے اللہ تعالیٰ چاہے گا، اور سب اُس کے پاس ذلیل ہو کر چلے آئیں گے۔'' (النمل:87)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىٕذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ﴾ ''پھر جب صور میں پھونکا جائے گا تو اُس دن اُن کے درمیان کوئی قرابت داریاں نہ رہیں گی اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔'' (المومنون:101)

(4)﴿وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ﴾ ''اور صُور میں پھونکا جائے گا تو وہ بے ہوش ہو کر گر جائے گا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے مگر جسے اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر اس میں دوسری بار صُور پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔'' (الزمر:68) (5) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک گنوار نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا صور کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک نرسنگا ہے جس میں قیامت کے دن پھونکا جائے گا۔'' (ترمذی:2430)

(6) سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں کیونکر آرام کروں جب کہ صور والے اسرافیل علیہ السلام منہ میں صور لئے ہوئے اس حکم پر کان لگائے ہوئے ہیں کہ کب پھونکنے کا حکم صادر ہو اور اس میں پھونک ماری جائے۔'' یہ امر اصحاب رسول پر سخت گزرا، پس آپ ﷺ نے فرمایا تم کہو: ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا﴾ ''یعنی اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کافی ہے، کیا ہی اچھا کارساز ہے وہ، اللہ تعالیٰ ہی پر ہم نے توکل کیا۔'' (ترمذی:2431)

﴿وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً﴾

''اور زمین اور پہاڑوں کو اُٹھایا جائے گا اور دونوں ٹکرا دیے جائیں گے، ایک ہی بار ٹکرا دینا'' (14)

سوال: قیامت کے دن زمین اور پہاڑ اٹھا کر ٹکرا دیے جائیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ ... وَّاحِدَةً﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ﴾ ''اور زمین اور پہاڑوں کو اُٹھایا جائے گا'' یعنی زمین اور پہاڑ اپنی جگہ سے اٹھا لیے جائیں گے۔

(2)﴿فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً﴾ ''اور دونوں ٹکرا دیے جائیں گے، ایک ہی بار ٹکرا دینا'' یعنی وہ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے۔ انہیں ڈھا کر زمین کو برابر کر دیا جائے گا۔ زمین اس طرح ہموار میدان بنا دی جائے گی کہ اس میں کوئی نشیب و فراز نظر نہیں آئے گا۔ زمین اور اس کے رہنے والوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۙ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۙ﴾ ''جب زمین سخت ہلا دی جائے گی۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے، خوب ریزہ ریزہ کیا جانا۔ چنانچہ وہ اڑتا ہوا غبار بن کر رہ جائیں گے۔'' (الواقعہ:4-6)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا(۱۰۵)فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا(۱۰۶)لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا(۱۰۷)﴾ ''اور وہ تم سے پہاڑوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں، چنانچہ آپ کہہ دیں میرا رب انہیں اڑا کر بکھیر دے گا۔ پھر انہیں چٹیل میدان بنا کر چھوڑ دے گا۔ آپ اس میں نہ کوئی ٹیڑھ دیکھیں گے اور نہ کوئی ٹیلہ۔'' (طٰہٰ:105-107)

﴿فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ﴾

''تو اُس دن واقع ہونے والی واقع ہو جائے گی'' (15)

سوال: ﴿فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ﴾ ''تو اُس دن واقع ہونے والی واقع ہو جائے گی'' یعنی اس طرح قیامت قائم ہو جائے گی اور زمین نئی ہو جائے گی۔

﴿وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ﴾

''اور آسمان پھٹ جائے گا تو اُس دن وہ کمزور، بھربھرا ہوگا'' (16)

سوال: قیامت کے دن آسمان پھٹ کر بھربھر جائے گا، اس کی وضاحت ﴿وَانْشَقَّتِ ... وَّاهِيَةٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ﴾ ''اور آسمان پھٹ جائے گا تو اُس دن وہ کمزور، بھربھرا ہوگا'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آسمان کہکشاں سے پھٹ جائے گا۔ (ابن ابی حاتم)

(2) آسمان کا رنگ بدل جائے گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ﴾ ''تو وہ سُرخ چمڑے جیسا سُرخ ہو جائے گا۔'' (الرحمن:37)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا﴾ ''اور آسمان کھول دیا جائے گا تو وہ دروازے دروازے ہو جائے گا۔'' (النباء:19)

(4) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آسمان میں سوراخ اور دراڑیں پڑ جائیں گی اور شق ہو جائے گا۔ عرش اس کے سامنے ہوگا۔ فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے جو کنارے اب تک ٹوٹے نہ ہوں گے اور دروازوں پر ہوں گے۔ آسمان کی لمبائی میں پھیلے ہوئے ہوں گے اور زمین والوں کو دیکھ رہے ہوں گے۔ (ابن کثیر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) آسمان کمزور پڑ جائے گا جو کہ قیامت کے عظیم واقعے کی وجہ سے ہوگا۔

﴿وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآىِٕهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ ثَمٰنِيَةٌ﴾

''اور فرشتے اُس کے کناروں پر ہوں گے اور اُس دن تیرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتے اپنے اوپر اُٹھائیں گے'' (17)

سوال: ﴿وَّالْمَلَكُ ... ثَمٰنِيَةٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّالْمَلَكُ﴾ ''اور فرشتے'' اور معزز فرشتے۔ (2) ﴿عَلٰٓى اَرْجَآىِٕهَا﴾ ''اُس کے کناروں پر ہوں گے'' یعنی فرشتے آسمان کے کناروں پر اپنے رب کی عظمت کے آگے جھکے ہوئے ہوں گے۔

(3) ﴿وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ ثَمٰنِيَةٌ﴾ ''اور اُس دن تیرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتے اپنے اوپر اُٹھائیں گے'' یعنی فرشتوں کی آٹھ صفیں ہوں گی اور ان کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (جامع البیان: 62/29)

(4) جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان عدل سے فیصلے کرنے کے لیے آئے گا تو آٹھ فرشتے اللہ تعالیٰ کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ (5) سورہ المومن میں فرشتوں کے عرش اٹھانے کا ذکر ملتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ﴾ ''جو (فرشتے) عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں'' (المومن: 7)

(6) سورہ الزمر میں فرمایا: ﴿وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ﴾ ''اور آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے گرد حلقہ بنائے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں۔'' (الزمر: 75)

(7) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے کہا گیا ہے کہ میں تمھیں عرش اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کے متعلق بتاؤں۔ تو بلاشبہ اس کے کانوں کی لو سے اس کے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال کے سفر کے برابر ہے۔'' (ابوداؤد: 4727)

﴿يَوْمَىِٕذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ﴾

''اُس دن تم پیش کیے جاؤ گے، تم سے کوئی چھپی ہوئی چیز چھپی نہ رہ جائے گی'' (18)

سوال 1: ﴿يَوْمَىِٕذٍ ... خَافِيَةٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يَوْمَىِٕذٍ تُعْرَضُوْنَ﴾ ''اُس دن تم پیش کیے جاؤ گے'' یہ پیشی اس مقصد کے لیے ہوگی کہ انسانوں پر حجت قائم ہو جائے۔

(2) ﴿لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ﴾ ''تم سے کوئی چھپی ہوئی چیز چھپی نہ رہ جائے گی'' تمہارے جسم اور اعمال چھپ نہیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سکیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ غیب اور حاضر کا علم رکھتا ہے۔رب العزت نے فرمایا:﴿لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْهُمْ شَیْءٌ﴾ ''اللہ تعالیٰ سے اُن کی کوئی چیز پوشیدہ نہ ہوگی۔'' (المومن:16)

(3) تمام انسان ننگے بدن، ننگے پاؤں، غیر مختون حالت میں ایک ہموار میدان میں جمع کیے جائیں گے۔پکارنے والے کی آواز ان تک پہنچے گی اور ان سب تک نگاہ پہنچے گی۔اس وقت اللہ تعالیٰ اعمال کی جزا دے گا۔

(4) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگو! حساب لیے جانے سے پہلے اپنا حساب لے لو۔وزن اعمال سے پہلے اپنے نفس تول لو اور بڑی پیشی کے لیے تیار ہو جاؤ۔آج کے حساب سے تمہارے لیے کل قیامت کے دن والے حساب میں آسانی ہو جائے گی۔ (ابن ابی الدنیا)

سوال:2 پیشی کا دن کیسا ہوگا؟

جواب: پیشی کا دن ہولناک ہوگا، اس دن انسان کا کوئی راز چھپا نہ رہ جائے گا۔

﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ﴾

''سو جس کو اُس کا نامۂ اعمال اُس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو وہ کہے گا: ''لو! میرا نامۂ اعمال پڑھو'' (19)

سوال: دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملنے والوں کی خوشی کیسی ہوگی، اس کی وضاحت ﴿فَاَمَّا ... كِتٰبِیَهْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ﴾ ''سو جس کو اُس کا نامۂ اعمال اُس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا'' ان خوش نصیب لوگوں کا تذکرہ ہے جن کے اعمال نامے ان کی شان بلند کرنے کے لیے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ اس سے انہیں بہت خوشی ہوگی۔

(2) ﴿فَیَقُوْلُ﴾ ''تو وہ کہے گا:'' یعنی وہ خوشی سے جس سے ملیں گے مسکرا کر کہیں گے۔

(3) ﴿هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ﴾ ''لو! میرا نامۂ اعمال پڑھو'' میرا اعمال نامہ تو پڑھیے۔یہ جنت کی بشارت ہے، یہ مغفرت اور عیبوں کو ڈھانپنے کی خبر ہے۔اس میں برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئی ہیں اور جس چیز نے مجھے یہاں تک پہنچایا وہ قیامت اور حساب کتاب پر ایمان ہے۔اس ایمان کی وجہ سے مجھے قیامت کے دن کی تیاری کے لیے توفیق ملی۔

(4) دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملنا نجات اور کامیابی کی دلیل ہوگا۔ (تفسیر الماوردی:6/83)

(5) ﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ﴿۷﴾ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۙ﴿۸﴾ وَّیَنْقَلِبُ اِلٰۤی اَهْلِهٖ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَسْرُوْرًا(۹)﴾ ''لہٰذا جس شخص کو اُس کا نامۂ اعمال اُس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا۔ تو جلد ہی اُس سے آسان حساب لیا جائے گا۔ اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوش خوش لوٹے گا۔'' (الانشقاق:7-9)

(6)﴿یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ یَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا﴾ ''جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے پھر جس کو اس کی کتاب اس کے دائیں ہاتھ میں دی گئی تو یہ لوگ اپنی کتاب پڑھیں گے اور ان پر کھجور کی گٹھلی کے دھاگے برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔'' (بنی اسرائیل:71)

﴿اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ﴾

''یقیناً میں یقین رکھتا تھا کہ بلاشبہ میں اپنے حساب سے ملنے والا ہوں'' (20)

سوال: ﴿اِنِّیْ ... حِسَابِیَهْ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ﴾ ''یقیناً میں یقین رکھتا تھا کہ بلاشبہ میں اپنے حساب سے ملنے والا ہوں'' ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: قرآن میں جہاں لفظ ظن مومن کی طرف منسوب ہوا ہے وہاں اس کے معنی یقین کے ہیں اور جہاں کافر کی طرف ہوا ہے اس سے مراد شک ہے۔ (اشرف الحواشی:677/1)

(2) یہاں ظن یقین کے معنوں میں ہے۔ اور جس چیز نے مجھے اس مقام پر پہنچایا وہ قیامت اور حساب کتاب پر ایمان ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نوازا اور ایسے اعمال کے ذریعے سے قیامت کے دن کے لیے تیاری کی توفیق دی، جو امکان اور استطاعت میں ہیں۔ (تفسیر سعدی:2831,2830/3)

(3) دنیا میں مجھے یقین تھا کہ یہ دن ایک نہ ایک دن آنے والا ہے۔ (المصباح المنیر:306/6)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ ''جو یقین رکھتے ہیں کہ بلاشبہ وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں اور یقیناً وہ اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔'' (البقرۃ:46)

﴿فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ﴾

''پھر وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا'' (21)

سوال: جن کو دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا ان کو کیسی زندگی بسر کروائی جائے گی، اس کی وضاحت ﴿فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ﴾ ''پھر وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا'' یعنی وہ دل خوش کن اور من پسند زندگی پائیں گے۔(2)یعنی جوان تمام چیزوں پر مشتمل ہوگی جن کی نفس خواہش کریں گے اور آنکھیں لذت حاصل کریں گی، ان کا حال یہ ہوگا کہ وہ اس زندگی سے راضی ہوں گے اور اس کے بدلے کسی اور چیز کو منتخب نہیں کریں گے۔(تفسیر سعدی:2831/3)

﴿فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ﴾

''عالی مقام جنت میں''(22)

سوال: دائیں ہاتھ والوں کے گھر کہاں ہوں گے، اس کی وضاحت ﴿فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ﴾ ''عالی مقام جنت میں'' یعنی دائیں ہاتھ والوں کے گھر بلند و بالا سدا بہار جنتوں میں ہوں گے، ان کے محل اونچے ہوں گے۔

(2)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیے ہیں، ان کے دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین میں ہے۔''(بخاری:2790)

﴿قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ﴾

''جس کے پھل قریب ہوں گے''(23)

سوال: جنت کے پھلوں کی وضاحت ﴿قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ﴾ ''جس کے پھل قریب ہوں گے'' یعنی جنت کے درختوں کی شاخیں پھلوں سے جھکی ہوئی ہوں گی اور اہل جنت کے اتنے قریب ہوں گی کہ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے ہر حالت میں ان کو حاصل کر سکیں گے۔

(2)براء بن عازب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنت کے پھل اس قدر قریب ہوں گے کہ جنتی اپنے تخت پر لیٹے ہوئے انہیں بہت سہولت اور آسانی سے پکڑ سکے گا۔(ابن کثیر)

﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ﴾

''مزے سے کھاؤ پیو اپنے ان اعمال کے بدلے میں جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجے تھے''(24)

سوال: ﴿كُلُوْا ... الْخَالِیَةِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا﴾ ''مزے سے کھاؤ پیو'' عزت اور احترام سے اہل جنت سے کہا جائے گا جو جی چاہے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لذیذ کھانے کھاؤ اور مزے دار مشروب پیو۔(2)﴿هَنِيْٓـًٔا﴾ ''مزے سے'' یعنی ناگواری کے بغیر مزے سے کھاؤ پیو۔

(3)﴿بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ﴾ ''اپنے ان اعمال کے بدلے میں جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجے تھے'' جو اعمال تم نے دنیا میں کیے یعنی نماز، روزہ،، صدقات، ذکر الٰہی، رجوع الی اللہ، مخلوق کے ساتھ حسن سلوک، یہ اعمال تمہارے جنت میں داخلے کا سبب بنے ہیں۔ان نعمتوں کو تمہارے اعمال کی وجہ سے تمہارے لیے مقدر کیا گیا ہے۔

(4)سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میانہ روی اختیار کرو اور قریب قریب رہو اور خوش رہو، جان رکھو کہ کوئی بھی اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جائے گا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ بھی نہیں؟ فرمایا: ''(ہاں!) میں بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی مغفرت اور رحمت میں ڈھانپ لے۔'' (بخاری:6467)

﴿وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ﴾

''لیکن جس کو اُس کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا: ''اے کاش! میرا نامۂ اعمال مجھے نہ دیا جاتا!'' (25)

سوال: بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ پانے والوں کو کیسی ندامت ہوگی، اس کی وضاحت ﴿وَاَمَّا ... كِتٰبِيَهْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ﴾ ''لیکن جس کو اُس کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا'' جب بدبخت لوگوں کے بائیں ہاتھ میں اعمال نامے دیئے جائیں گے۔

(2)بائیں ہاتھ میں اعمال نامے دینے کا مقصد ان کی رسوائی ہوگا۔

(3)﴿فَيَقُوْلُ﴾ ''تو وہ کہے گا'' وہ غم اور حزن سے کہے گا۔

(4)﴿يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ﴾ ''اے کاش! میرا نامۂ اعمال مجھے نہ دیا جاتا!'' وہ اپنے اعمال نامے کو نہایت افسوس کے ساتھ دیکھ کر کہیں گے کاش! ہمیں اعمال نامہ دیا ہی نہ جاتا۔یہ کتاب تو ابدی خسارے کی خبر دیتی ہے۔

(5) رب العزت نے فرمایا:﴿وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ(۱۰) فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا(۱۱) وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا(۱۲)﴾ ''مگر جس کو اُس کا نامۂ اعمال اُس کے پیٹھ پیچھے سے دیا گیا۔تو عنقریب وہ بڑی ہلاکت کو پکارے گا۔اور بھڑکتی آگ میں داخل ہوگا۔'' (الانشقاق:10-12)

﴿وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ﴾

''اور میں نہ جان پاتا کہ میرا حساب کیا ہے؟'' (26)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ﴿وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ﴾ ''اور میں نہ جان پاتا کہ میرا حساب کیا ہے؟'' کاش میں بھولی بسری داستان بن جاتا۔ (2) کاش مجھے دوبارہ زندہ نہ کیا جاتا، نہ مجھ سے حساب کتاب لیا جاتا۔

﴿يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ﴾

''اے کاش! وہی موت فیصلہ کن ہوتی!'' (27)

سوال: ﴿يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ﴾ ''اے کاش! وہی موت فیصلہ کن ہوتی!'' کاش میری موت کے بعد زندہ نہ کیا جاتا۔ (2) وہ موت کی تمنا کرے گا حالانکہ دنیا میں موت سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی چیز نہیں تھی۔ (جامع البیان: 66/29)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّاۤ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا﴾ ''یقیناً ہم نے تمہیں اُس عذاب سے خبردار کر دیا ہے جو قریب ہی ہے، جس دن انسان وہ دیکھ لے گا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا، اور کافر کہے گا: ''اے کاش میں مٹی ہوتا!'' (النبا: 40)

﴿مَاۤ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ﴾

''میرا مال میرے کام نہ آیا'' (28)

سوال: ﴿مَاۤ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿مَاۤ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ﴾ ''میرا مال میرے کام نہ آیا'' آج میرا مال مجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ میں مال دے کر اپنی جان کو نہیں چھڑا سکا جیسا کہ دنیا میں مال کی وجہ سے انسان کو یقین ہوتا ہے کہ میری جان بخشی ہو سکتی ہے۔

(2) اس مال سے دنیا میں مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ میں اس کو اپنی نجات کے لیے آگے نہیں بھیج سکا اور اب اس کے نفع مند ہونے کا وقت گزر گیا ہے۔

﴿هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ﴾

''میری حکومت مجھ سے برباد ہو گئی'' (29)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ﴿هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ﴾ ''میری حکومت مجھ سے برباد ہوگئی'' یعنی میری قوت اور حجت جاتی رہی۔ (ایسر التفاسیر:1673) (2) سلطان سے مراد دلیل و حجت اور دولت و حکومت ہوسکتی ہے۔ مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ اقتدار ہے جو ہر شخص کو اپنے ہاتھ پاؤں پر ہوتا ہے۔ چنانچہ قیامت کے روز جب کافر کے ہاتھ پاؤں اس کے خلاف گواہی دیں گے تو وہ کہے گا ''هلك عني سلطانيه'' آج میرا اقتدار مجھ سے جاتا رہا۔ (اشرف الحواشی:678/1)

(3) ﴿سُلْطٰنِيَهْ﴾ سلطان کا لفظ بادشاہی اور اقتدار کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اس صورت میں اس سے مراد وہ علاقہ ہے جو کسی شخص یا ادارہ یا سلطان کے زیر نگیں ہو اور اس پر اس کا تسلط ہو۔ سلطان کا دوسرا معنی حجت، دلیل اور برہان ہے۔ اس لحاظ سے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جتنی دلیلیں آخرت کے انکار پر دیا کرتا تھا آج ان میں سے کوئی دلیل بھی مجھے یاد نہیں رہی۔ (تیسیر القرآن:512/4)

(4) (i) اس سے مراد ہے کہ میرا غلبہ، میرا اقتدار مجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکا جیسا کہ دنیا میں غلبے کی وجہ سے انسان بہت ساری مصیبتوں سے بچ جاتا ہے۔ (ii) آج نہ میرا مال مجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھڑا سکا ہے نہ میرا غلبہ۔ اب میں اکیلا ہی اللہ تعالیٰ کے عذاب کو بھگتنے کے لیے رہ گیا ہوں۔

﴿خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ﴾

''پکڑو اسے، اُسے طوق ڈال دو'' (30)

سوال: ﴿خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ﴾ یہ حکم کس کو دیا جائے گا؟

جواب: (1) ﴿خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ﴾ ''پکڑو اسے، اُسے طوق ڈال دو'' اللہ تعالیٰ داروغہ جہنم کو حکم دیں گے کہ انہیں سختی سے پکڑو اور ان کے گلے میں طوق ڈال دو۔ (2) یہ طوق اس کا گلا گھونٹ دے گا۔

﴿ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ﴾

''پھر اُسے جہنم میں جھونک دو'' (31)

سوال: ﴿ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ﴾ ''پھر اُسے جہنم میں جھونک دو'' یعنی اسے جہنم کی طرف گھسیٹ لاؤ۔ اس کے انگاروں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور شعلوں پر اسے دھکا دے دو۔

﴿ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ﴾

''ایک ایسی زنجیر میں جس کی پیائش ستر ہاتھ ہے اس کو جکڑ دو'' (32)

سوال: اہل جہنم کے لیے لمبی اور بھاری زنجیریں ہوں گی، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ ... فَاسْلُكُوْهُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ﴾ ''ایک ایسی زنجیر میں جس کی پیائش ستر ہاتھ ہے اس کو جکڑ دو'' یعنی اہل جہنم کو ایسی لمبی لمبی زنجیروں میں جکڑ دیا جائے گا جس کے ہر حلقے میں دنیا کا تمام لوہا آجائے گا۔ (کعب احبار) یہ زنجیریں فرشتوں کے ہاتھوں سے ستر ہاتھ لمبی ہوں گی۔ (ابن عباس) زنجیروں کو منہ اور دبر (پیٹھ) سے نکال کر ان میں اس طرح پرو دیئے جائیں گے جیسے گوشت سلاخ میں بھوننے کے لیے پرویا جاتا ہے۔ (ابن عباس) ایک روایت میں ہے کہ مقعد میں ڈال کر نتھنوں سے نکال لی جائیں گی تاکہ پیروں پر کھڑا نہ ہوا جائے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَا وَاَغْلٰلًا وَّسَعِیْرًا﴾ ''یقیناً ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔'' (الدھر:4)

(3) ﴿اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ یُسْحَبُوْنَ (۷۱) فِی الْحَمِیْمِ ۙ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ (۷۲)﴾ ''جب طوق اور زنجیریں اُن کی گردنوں میں ہوں گے، وہ گھسیٹے جا رہے ہوں گے۔ کھولتے ہوئے پانی میں، پھر وہ آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔'' (المومن:72,71)

﴿اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ﴾

''وہ عظیم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتا تھا'' (33)

سوال: جہنم میں جانے والے پر کیا فردِ جرم عائد کی جائے گی، اس کی وضاحت ﴿اِنَّهٗ ... الْعَظِیْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّهٗ كَانَ﴾ ''یقیناً وہ'' یعنی دنیا میں۔

(2) ﴿لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ﴾ ''عظیم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتا تھا'' یعنی دنیا میں وہ اپنے رب پر، اس کے رسولوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر اور جو وہ لے کر آئے اس پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔

(3) جہنم میں جانے والے کا سب سے بڑا جرم بتایا جائے گا کہ وہ اللہ عظمت والے پر ایمان نہیں لاتا تھا۔

﴿وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ﴾

''اور نہ ہی مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا'' (34)

سوال: جہنم میں جانے والے کا دوسرا جرم کیا تھا، اس کی وضاحت ﴿وَلَا ... الْمِسْكِيْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ﴾ ''اور نہ ہی مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا'' جہنم میں جانے والے کا دوسرا جرم یہ بتایا جائے گا کہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہ دیتا تھا۔

(2) مسکین کو کھانا کھلانا وہ اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اس کے حقوق ادا کرتا ہے اور حقوق العباد کے بارے میں اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتا ہے۔

(3) یعنی اس کے دل میں رحم نہیں تھا کہ اس بنا پر فقرا اور مساکین پر رحم کرتا۔ وہ اپنے مال میں سے ان کو کھانا کھلاتا نہ دوسروں کو ترغیب دیتا تھا کہ وہ ان کو کھانا کھلائیں کیونکہ اس کا دل ملامت کرنے والے ضمیر سے خالی تھا۔ سعادت اور اس کے مادے کا دارومدار دو امور پر ہے: (i) اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص جس کی بنیاد ایمان باللہ ہے۔ (ii) احسان کی تمام اقسام کے ذریعے سے مخلوق پر احسان کرنا جن میں سے سب سے بڑا احسان محتاجوں کو کھانا کھلا کر ان کی ضرورت پوری کرنا ہے۔ مگر ان لوگوں کے پاس اخلاص ہے نہ احسان، اس لیے وہ اسی چیز کے مستحق ہیں جس کا استحقاق انہوں نے ثابت کیا ہے۔ (تفسیر سعدی: 3/2832,2833)

(4) اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ صرف اور صرف اس کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، لوگوں کے ساتھ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں مدد کریں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نماز قائم کرنے کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ ادا کرنے کا بھی حکم دیا ہے اور نبی ﷺ نے وفات کے وقت فرمایا تھا: ﴿الصَّلَاةَ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ ''نماز اور اپنے ماتحتوں کا خیال رکھو'' (ابن ماجہ: 1625) (المصباح المنیر: 30916)

﴿فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ﴾

''سو آج یہاں اُس کا کوئی غم خوار دوست نہیں'' (35)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: جہنم کی تنہائیوں اور اکیلے پن کی وحشت کو اللہ تعالیٰ نے کیسے بیان فرمایا ہے، اس کی وضاحت ﴿فَلَيْسَ ... حَمِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ﴾ ''سو آج یہاں اُس کا کوئی غم خوار دوست نہیں''، یعنی قیامت کے دن کوئی دوست اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں چھڑا سکے گا نہ دوست، نہ رشتے دار، نہ وہ جن کی خاطر ساری زندگی لگا دی۔

(2) (i) غم خوار دوستوں کی وجہ سے انسان کا غم ہلکا ہو جاتا ہے۔ (ii) انسان کو غم دور کرنے میں مدد مل جاتی ہے۔ (iii) انسان اکیلا نہیں رہتا، تنہائی بذات خود بڑا عذاب ہے۔ اور انسان بعض اوقات انسانوں کی بھیڑ میں بھی تنہا ہو جاتا ہے۔ (iv) انسان کے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ﴾ ''اور آپ اُنہیں قریب آنے والی قیامت کے دن سے ڈرائیں جب دل حلق کے پاس غم سے بھرے ہوں گے اور ظالموں کا نہ کوئی جگری دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی، جس کی بات مانی جائے۔'' (المؤمن:18)

﴿وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ﴾

''اور نہ پیپ کے سوا اُس کے لیے کوئی کھانا ہے'' (36)

سوال: جہنم کے کھانے غسلین کی وضاحت ﴿وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ﴾ ''اور نہ پیپ کے سوا اُس کے لیے کوئی کھانا ہے'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: غسلین وہ خون اور پانی ہے جو جہنمیوں کے گوشت سے بہے گا۔ (السراج المنیر: 2119/2)

(2) سیدنا ضحاک رحمہ اللہ اور سیدنا ربیع رحمہ اللہ کہتے ہیں: وہ ایک درخت ہے جسے دوزخی کھائیں گے۔ سیدنا قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: وہ ایک بدترین قسم کا کھانا ہے۔ سیدنا ابن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کی اور زقوم کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ (شوکانی) (اشرف الحواشی: 678/1) (3) اہل جہنم کی پیپ اپنی بدبو، ذائقے اور کراہت میں اپنی انتہا پر ہوگی۔

﴿لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخٰطِـُٔوْنَ﴾

''جسے خطا کاروں کے سوا کوئی نہیں کھاتا'' (37)

ع 1 37 5

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: جہنم کا کھانا کن لوگوں کے لیے ہوگا، اس کی وضاحت ﴿لَّا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخٰطِـُٔوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: ﴿لَّا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخٰطِـُٔوْنَ﴾ ''جسے خطا کاروں کے سوا کوئی نہیں کھاتا'' جہنم کا کھانا خطا کاروں کے لیے ہوگا جنہوں نے سیدھا راستہ چھوڑا اور جہنم کے راستے پر چلے۔

﴿فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ﴾

''پس نہیں میں قسم کھاتا ہوں اُن چیزوں کی بھی جنہیں تم دیکھتے ہو!'' (38)

سوال: ﴿فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ﴾ ''پس نہیں میں قسم کھاتا ہوں اُن چیزوں کی بھی جنہیں تم دیکھتے ہو!'' نزول وحی کے اثبات اور قرآن کی تعظیم کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کی قسم کھائی ہے جنہیں مخلوق دیکھ سکتی ہے۔

(2) انسان مادی چیزوں کو دیکھتا ہے جنہیں حواس سے محسوس کیا جاسکتا ہے۔

(3) اسماء وصفات پر دلالت کرنے والی کائنات کی نظر آنے والی اور نہ نظر آنے والی نشانیوں کی قسم کھا کر قرآن مجید کا یقین دلایا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

﴿وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ﴾

''اور اُن کی بھی جنہیں تم نہیں دیکھتے!'' (39)

سوال: ﴿وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ﴾ ''اور اُن کی بھی جنہیں تم نہیں دیکھتے!'' اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کی بھی قسم کھائی ہے جو مخلوق نہیں دیکھ سکتی۔ اس میں اس کا نفس مقدس بھی شامل ہے۔

(2) یعنی اس کی قدرت کے آثار تو تم دیکھ سکتے ہو لیکن اسرار نہیں دیکھ سکتے۔ (تفسیر مراغی: 192/10)

﴿اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ﴾

''یقیناوہ ایک معزز پیغام لانے والے کا قول ہے'' (40)

سوال: ﴿اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ﴾ ''یقیناوہ ایک معزز پیغام لانے والے کا قول ہے'' بزرگ رسول یعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد ﷺ۔(2) قرآن کو بزرگ رسول کا کلام مجازی طور پر کہا ہے کیونکہ آپ ﷺ اس کے مبلغ ہیں۔
(3) رسول کسی کا کلام پہنچاتا ہے اور جو پہنچاتا ہے وہ رسول کا نہیں ہوتا، گو رسول کی زبان سے ادا ہوتا ہے، لیکن ہوتا بھیجنے والے کا ہے، رسول تو نقل کرتا ہے۔ اسی وجہ سے تکویر میں اس کی نسبت ملکی رسول کی طرف کی گئی فرمایا: ﴿اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (19) ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ (20) مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ (21)﴾ ''بلاشبہ یقیناً یہ ایک معزز پیغام پہنچانے والے کا قول ہے۔ جو قوت والا ہے، عرش والے کے نزدیک بلند مرتبہ ہے۔ وہاں اُس کی بات مانی جاتی ہے، امانت دار ہے۔'' (التکویر:21,19)(مختصر ابن کثیر:2/2120)

(4) یہ قسم رسول اللہ ﷺ اور اس قرآن کی صداقت پر کھائی ہے جسے آپ لے کر آئے ہیں، نیز اس بات پر کہ رسول کریم ﷺ نے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچا دیا ہے۔ (تفسیر سعدی:3/2834)

﴿وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ﴾

''اور وہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے، تم لوگ بہت ہی کم ایمان لاتے ہو'' (41)

سوال: ﴿وَّمَا هُوَ ... تُؤْمِنُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ﴾ ''اور وہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو تمام بہتان طرازیوں سے پاک رکھا ہے۔ (جامع البیان:29/70)

(2) آپ ﷺ شاعر نہیں ہیں۔ آپ لوگ جو الزام لگاتے ہو وہ جھوٹ ہے۔ (ایسر التفاسیر:1675)

(3) ﴿قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ﴾ ''تم لوگ بہت ہی کم ایمان لاتے ہو'' تمہارا ایمان کم اور اس کا دائرہ تنگ ہے۔ اگر تمہارا ایمان وسعت والا ہوتا تو تم قرآن کو اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی وحی تسلیم کر لیتے اور وہ شعر کی جنس نہیں ہے۔ (ایسر التفاسیر:1675)

﴿وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾

''اور نہ کسی کاہن کا قول ہے، تم لوگ بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے ہو'' (42)

سوال: ﴿وَلَا ... تَذَكَّرُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ﴾ ''اور نہ کسی کاہن کا قول ہے'' یعنی قرآن کسی کاہن کا قول نہیں ہے۔ (ایسر التفاسیر:1674)

(2) ﴿قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ ''تم لوگ بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے ہو'' یعنی تم کم نصیحت قبول کرتے ہو۔ اگر زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نصیحت قبول کرتے تو تم جان لیتے کہ قرآن کاہن کا کلام نہیں ہے کیونکہ اس میں سچائی ہے، حق اور ہدایت ہے۔ جس نے آپ ﷺ کو کاہن کہا اس نے گناہ کیا اور جھوٹی بات کہی کیونکہ کاہنوں کا گوشت پوست جھوٹ کا ہوتا ہے اور جو وہ کہتا ہے، جھوٹ کہتا ہے۔ قرآن میں کاہنوں کا قول کہاں ہے؟ اور محمد رسول اللہ ﷺ کہاں سے کاہن ہیں؟

﴿تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

''یہ جہانوں کے رب کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے'' (43)

سوال: قرآن مجید کسی انسان کا نہیں بلکہ رب العالمین کا کلام ہے، اس کی وضاحت ﴿تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ ''یہ جہانوں کے رب کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے'' جو کچھ رسول اللہ ﷺ لے کر آئے ہیں وہ رب العالمین کا نازل کردہ ہے اور وہ کسی انسان کا کلام نہیں ہوسکتا بلکہ وہ ایسا کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت، اس کے جلال اور اس کے کمال اور اس کے عظیم اور اپنی مخلوق سے بلند ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

(2) قرآن مجید نہ شاعری ہے، نہ کہانت، نہ جادو کا کلام۔ رسول کی زبان سے ادا ہونے والا قول اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۱۹۲) نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ (۱۹۳) عَلٰی قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ (۱۹۴) بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ (۱۹۵)﴾ ''اور بلاشبہ یہ یقیناً جہانوں کے رب کا نازل کیا ہوا کلام ہے۔ اسے روح الامین لے کر اُترا ہے۔ آپ کے دل پر تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔ واضح عربی زبان میں۔'' (الشعراء: 192-195)

(4) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس گیا دیکھا کہ آپ ﷺ مسجد حرم میں پہنچ گئے ہیں، میں بھی گیا اور آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور آپ ﷺ نے سورہ الحاقہ شروع کی جسے سن کر مجھے اس کی پیاری نشست الفاظ اور بندش مضامین میں اور فصاحت و بلاغت پر تعجب آنے لگا۔ آخر میں میرے دل میں خیال آیا کہ قریش ٹھیک کہتے ہیں یہ شخص شاعر ہے۔ ابھی میں اسی خیال میں تھا کہ آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت کیں: یہ قول رسول کریم کا ہے شاعر کا نہیں تم میں ایمان ہی کم ہے، تو میں نے کہا اچھا شاعر نہ سہی کاہن تو ضرور ہے، ادھر آپ ﷺ کی تلاوت میں یہ آیت آئی کہ یہ کاہن کا قول بھی نہیں ہے تم نے نصیحت کم ہی لی ہے۔ اب آپ ﷺ پڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ آپ نے سورہ ختم کی، فرماتے ہیں یہ پہلا موقع تھا کہ میرے دل میں اسلام پوری طرح گھر کر گیا اور روئیں روئیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں اسلام کی سچائی گھس گئی۔(ابن کثیر:421)(مجمع الزوائد:272/7)

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ﴾

''اور اگر وہ ہم پر کوئی بات گھڑ کر لاتا''(44)

سوال: رسول اللہ ﷺ کے اللہ تعالیٰ پر بات گھڑ لانے سے کیا مراد ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَوْ ... الْاَقَاوِيْلِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ﴾''اور اگر وہ ہم پر کوئی بات گھڑ کر لاتا'' بات گھڑ لانے سے مراد قرآن میں کمی بیشی کرنا ہے۔

(2) یعنی اگر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ پر کوئی جھوٹی باتیں بنائی ہوتیں، رسالت میں کمی بیشی کی ہوتی تو ہم عبرت ناک سزا دیتے۔

﴿لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ﴾

''تو یقیناً ہم اُس کو اس کے دائیں ہاتھ سے پکڑتے''(45)

سوال: ﴿لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ﴾''تو یقیناً ہم اُس کو اس کے دائیں ہاتھ سے پکڑتے'' یعنی ہم قوت کے ساتھ اسے دائیں ہاتھ سے پکڑتے تاکہ اسے قتل کر دیں۔

(2) یہ دستور ہے گردن مارنے کا کہ جلاد اس کا ہاتھ پکڑ رکھتا ہے اپنے بائیں ہاتھ میں تاکہ سرک نہ جائے۔

(موضح)(اشرف الحواشی:678/1)

﴿ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ﴾

''پھر یقیناً ہم اُس کی رگِ جان کاٹ دیتے''(46)

سوال: ﴿ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ﴾'' پھر یقیناً ہم اُس کی رگِ جان کاٹ دیتے''﴿وَتِيْنٌ﴾ وہ رگ ہے جو دل کے قریب ہوتی ہے اگر وہ کٹ جائے تو انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔(تفسیر سعدی:2834/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) یعنی ہم ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کی شاہ رگ کاٹ ڈالتے جس سے دل کا سارا خون نکل جاتا۔ (مختصر ابن کثیر: 2121/2)

(3) یہ بات رسول اللہ ﷺ کی سچائی کو بیان کرنے کے لیے کہی گئی۔

﴿فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ﴾

''پھر تم میں سے کوئی بھی اُس سے روکنے والا نہ ہوتا'' (47)

سوال: ﴿فَمَا ... حٰجِزِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ﴾ ''پھر تم میں سے کوئی بھی اُس سے روکنے والا نہ ہوتا'' یعنی کوئی ہماری مزاحمت نہیں کر سکتا تھا اور نہ کوئی ہم سے چھڑا سکتا تھا۔ (السراج المنیر: 2121/2)

(2) یعنی کوئی اس پر قدرت نہیں رکھتا کہ وہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکتا۔

(3) پس جب اللہ تعالیٰ نے معجزات کے ذریعے سے اپنے رسول ﷺ کی مدد فرمائی اور جو کچھ لے کر وہ مبعوث ہوا اس کی صداقت پر واضح نشانیوں کے ساتھ دلائل و براہین دیے، اس کے دشمنوں کے خلاف اسے فتح و نصرت سے نوازا اور ان کی پیشانیاں اس کے قبضے میں دے دیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی رسالت پر سب سے بڑی گواہی ہے۔ یہاں سزا دینے کی بات ہی صداقت کی دلیل کے لیے کی گئی ہے۔ ﴿فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ﴾ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ہلاک کرنا چاہے تو آپ خود اس کی ہلاکت سے بچ سکتے ہیں نہ کوئی اس پر قدرت رکھتا ہے کہ وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکے۔ (تفسیر سعدی: 2835,2834/3)

(4) اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آگے، اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے آگے سب بے بس ہیں۔

﴿وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾

''اور یقیناوہ اُن کے لئے بلاشبہ ایک نصیحت ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہتے ہیں'' (48)

سوال: قرآن نصیحت ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّهٗ﴾ ''اور یقیناوہ'' یعنی یہ قرآن مجید۔

(2) ﴿لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ ''اُن کے لئے بلاشبہ ایک نصیحت ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہتے ہیں'' یعنی جو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے عذاب کے خوف سے اس کے روکے سے رک جاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ قرآن ان متقیوں کے لیے بڑی بھاری نصیحت ہے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ۭ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى﴾ ''آپ کہہ دیں کہ جو لوگ ایمان لاتے ہیں یہ (قرآن) ان کے لئے ہدایت اور شفا ہے، اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے یہ اُن کے کانوں میں بوجھ ہے اور وہ اُن کے حق میں اندھا پن ہے۔'' (فصلت:44)

(4) وہ اپنے دین و دنیا کے مصالح کے بارے میں اس سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔ پس وہ اس کی معرفت حاصل کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں، چنانچہ وہ ان کو عقائد دینیہ، اخلاق حسنہ اور احکام شرعیہ کی یاددہانی کراتا ہے۔ پس وہ علمائے ربانی، عباد عارفین اور ائمہ مہدیین بن جاتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:2835/3)

﴿وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ﴾

''اور یقیناً ہم ضرور جانتے ہیں کہ بلاشبہ تم میں سے کچھ لوگ جھٹلانے والے بھی ہیں'' (49)

سوال: ﴿وَاِنَّا ... مُّكَذِّبِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ﴾ ''اور یقیناً ہم ضرور جانتے ہیں کہ بلاشبہ تم میں سے کچھ لوگ جھٹلانے والے بھی ہیں'' قرآن تو ایسی کتاب ہے جو کمال درجے کی وضاحت کرنے والی ہے۔ اس کے باوجود بعض لوگ نہیں مانیں گے۔ (2) اس میں نبی ﷺ کو جھٹلانے والوں کے لیے وعید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عبرت ناک سزا دے گا۔ (3) جب بھی قرآنِ مجید کی دعوت دی جائے سب لوگ ایمان نہیں لاتے، کچھ لوگ انکار کرتے ہیں اور جھٹلاتے ہیں۔

﴿وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً وہ کافروں کے لیے پچھتاوا ہے'' (50)

سوال: قرآن مجید کی تکذیب باعث ندامت ہوگی، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً وہ کافروں کے لیے پچھتاوا ہے'' ابن جریر کہتے ہیں کہ قیامت کے دن تکذیب کافروں کے لیے حسرت بن جائے گی۔ (الاساس:1617/11)

(2) نسفی نے کہا: کافروں پر قرآن اس وقت حسرت بن جائے گا جب جھٹلانے والے تصدیق کرنے والوں کا اجر و ثواب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھیں گے۔(الاساس:1618/11)

(3)﴿رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِیْنَ﴾ ''جن لوگوں نے کفر کیا بسا اوقات وہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے!''(الحجر:2)

(4)جن لوگوں نے قرآن سے راہنمائی حاصل نہ کی اس کے احکامات کو نہ مانا وہ ثواب کھو بیٹھیں گے اور شدید عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

(5)جب اہلِ ایمان قرآنِ مجید کی وجہ سے اجر پائیں گے اُس وقت کافر حسرت میں مبتلا ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ کاش ہم نے اس کو نہ جھٹلایا ہوتا! کاش ہم نے دنیا میں اسے سمجھا ہوتا! اس پر عمل کیا ہوتا!

(6)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر جہنمی جنت میں اپنی جگہ دیکھتا ہے اور کہتا ہے کاش اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دیتا اور وہ اس کے لئے باعث حسرت بنے گا اور ہر جنتی جہنم میں اپنی جگہ دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت نہ دیتا تو میں اس جگہ ہوتا اور وہ دیکھنا اس کے لئے باعث شکر بنتا ہے۔'' پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰى﴾ قیامت کے روز کوئی آدمی یہ نہ کہے ''افسوس میری اس تقصیر پر جو میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں کرتا رہا۔''(سورہ الزمر:56) اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔(مستدرک حاکم)

﴿وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْیَقِیْنِ﴾

''اور یقیناوہ بالکل یقینی حق ہے''(51)

سوال:قرآن مجید یقینی حق ہے،اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْیَقِیْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْیَقِیْنِ﴾ ''اور یقیناوہ بالکل یقینی حق ہے'' یعنی یہ یقینی حق ہے جو ثابت شدہ ہے۔

(2)یعنی علم کا اعلیٰ ترین مرتبہ ہے کیونکہ علم کا بلند ترین مرتبہ یقین ہے اور یقین،علم ثابت کو کہا جاتا ہے جو کبھی متزلزل ہوتا ہے نہ زائل ہوتا ہے۔یقین کے تین مراتب ہیں ان میں سے ہر مرتبہ ماقبل مرتبے سے بلند تر ہے:اول:علم الیقین وہ علم ہے جو خبر سے مستفاد ہوتا ہے۔ثانی: عین الیقین وہ علم ہے جس کا ادراک حاسہ بصر سے ہوتا ہے۔ثالث:حق الیقین وہ علم جس کا ادراک حاسہ ذوق ولمس سے ہوتا ہے۔اس قرآن میں حق الیقین کا وصف پایا جاتا ہے کیونکہ اس میں جو علوم مذکور ہیں قطعی دلائل وبراہین سے ان کی تائید ہوتی ہے اور اس میں جو حقائق اور معارف ایمانی ہیں وہ اسے حاصل ہوتے ہیں جس نے حق الیقین کا ذائقہ چکھا ہے۔(تفسیر سعدی:2835/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی آنکھوں سے معاملہ دیکھنے والا اور صرف خبر سننے والا (بلحاظ اطمینان) برابر نہیں ہوتے۔'' (ابن حبان:6214، مستدرک حاکم:3250)

﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ﴾

''چنانچہ آپ اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کریں'' (52)

سوال: رب عظیم کے نام کی تسبیح کے حکم کی وضاحت ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ﴾ ''چنانچہ آپ اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کریں'' یعنی اللہ تعالیٰ کو ان اوصاف سے پاک جانیں جو اس کے جلال کے لائق نہیں اور اس کے اوصاف کا ذکر کر کے اس کی پاکی بیان کریں۔

(2) سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت کریمہ: ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ﴾ نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو رکوع میں پڑھا کرو'' اور جس وقت یہ آیت کریمہ: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى﴾ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو بحالت سجدہ پڑھا کرو۔'' (ابوداؤد:869)

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو بہت پسند ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور قیامت کے دن اعمال کے ترازو میں بوجھل باوزن ہونگے۔'' وہ کلمات مبارکہ یہ ہیں ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ﴾ (صحیح بخاری:7563)

(4) سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ البقرہ شروع فرمادی تو میں نے (دل میں) کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو آیات پر رکوع فرمائیں گے۔ پھر آپ آگے چلے، میں نے (دل) میں کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سورہ کو دو رکعتوں میں پوری فرمائیں گے۔ پھر آگے چلے میں نے (دل) میں کہا کہ آپ اس ایک پوری سورت پر رکوع فرمائیں گے۔ (اس کے بعد) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نساء شروع فرمادی پوری سورہ پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ آلِ عمران شروع فرمادی۔ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترتیل اور خوبی کے ساتھ پڑھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت سے گزرتے کہ جس میں تسبیح ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ کہتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سوال سے گزرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوال فرماتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تعوذ والی آیت پر سے گزرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے۔ (مسلم:1814)

(5) آپ قرآن مجید نازل کرنے والے کے نام مبارک کی پاکیزگی بیان کرتے رہیں۔ سبحان ربی العظیم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص صبح کو اور شام کو سو بار کہے: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ﴾ ''پاک ہے اللہ تعالیٰ اپنی تعریف کے ساتھ'' قیامت کے دن اس سے بہتر کوئی عمل لے کر نہ آئے گا مگر جو اتنا ہی یا اس سے زیادہ کہے۔'' (مسلم:6843)

اٰیَاتُهَا 44	70 - سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ - 89	رُكُوْعَاتُهَا 2

سوال 1: سورہ المعارج کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: سورہ المعارج مکی سورت ہے۔ اس میں 2 رکوع اور 44 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 70 ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 89 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

﴿سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ﴾

''سوال کرنے والے نے واقع ہونے والے عذاب کا سوال کیا ہے'' (1)

سوال: جلد عذاب نازل ہونے کے مطالبہ کی وضاحت ﴿سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿سَاَلَ سَآئِلٌ﴾ ''سوال کرنے والے نے سوال کیا ہے'' یعنی طلب کرنے والے نے طلب کیا۔

(2) ﴿بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ﴾ ''واقع ہونے والے عذاب کا'' جلد نازل ہونے والے عذاب کی خواہش کی ہے۔

(3) عذاب الٰہی کا مطالبہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ عذاب الٰہی کو مشکل سمجھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کو عذاب نازل کرنے سے عاجز سمجھتے تھے۔ (4) نسائی اور ابن ابی حاتم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ﴿سَاَلَ سَآئِلٌ﴾ سے مراد نضر حارث ہے اس نے کہا تھا: ﴿وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ ''اور جب انہوں نے کہا: اے اللہ! اگر یہ واقعی تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان پتھروں کی بارش برسا دے یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔'' (الانفال:32) ابن منذر نے حسن سے روایت کیا ہے: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ﴾ اس پر یہ لوگ کہنے لگے کہ کس پر عذاب واقع ہوگا تب

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے یہ جملہ نازل فرمایا:﴿لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ﴾''کافروں کے لیے، اُس کو ہٹانے والا کوئی نہیں'' (تفسیر ابن عباس:411/3)

(5) رب العزت نے فرمایا:﴿وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ﴾''اور یہ لوگ آپ سے عذاب کو جلدی مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہرگز اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا۔'' (الحج:47)

(6) کوئی عذاب نازل ہونے سے پہلے روک سکتا ہے نہ نازل ہونے کے بعد اس کو الٹا سکتا ہے۔

﴿لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ﴾

''کافروں کے لیے، اُس کو ہٹانے والا کوئی نہیں'' (2)

سوال:﴿لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ﴾''کافروں کے لیے، اُس کو ہٹانے والا کوئی نہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ کا عذاب کافروں کے لئے تیار ہے اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ وہ عذاب آ کر رہے گا۔

(2) رب العزت نے فرمایا:﴿وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ(۵۳) يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ(۵۴) يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ(۵۵)﴾''اور وہ آپ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور اگر ایک مدت مقررہ نہ ہوتی تو اُن پر عذاب ضرور آ جاتا اور یقیناً وہ اُن پر اچانک آئے گا حالانکہ وہ شعور بھی نہ رکھتے ہوں گے۔ وہ آپ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور یقیناً جہنم کافروں کو گھیرنے والی ہے۔ جس دن عذاب اُنہیں ان کے اوپر سے ڈھانک لے گا اور اُن کے قدموں کے نیچے سے بھی اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ چکھو (اس کا مزہ) جو کچھ تم کرتے تھے۔'' (العنکبوت:53-55)

(3) اگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کی ہوتی، اس کی عظمت، اس کی وسعت سلطنت اور اس کے اسماء اور صفات کو پہچانا ہوتا تو وہ کبھی جلدی نہ مچاتے بلکہ اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے اور ادب اختیار کرتے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت کا ذکر فرمایا جو ان کے اقوال قبیحہ کی ضد ہے۔ (تفسیر سعدی:2836/3)

﴿مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ﴾

''اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو عروج کے زینوں والا ہے'' (3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ﴿مِّنَ اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿مِّنَ اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو عروج کے زینوں والا ہے'' معارج (مِعْرَجٌ اور معراج کی جمع) عَرَجَ میں دو باتیں بنیادی طور پر پائی جاتی ہیں۔ جھکاؤ اور بلندی اور عَرَجَ فِي السُّلَّمِ بمعنی سیڑھی یا زینہ پر چڑھنا۔ سیڑھی پر چڑھنے کے لیے آگے کی طرف جھکنا بھی پڑتا ہے اور بلندی کی طرف چڑھنا عام چلنے کی نسبت دشوار بھی ہوتا ہے۔ نیز عرج کے معنی لنگڑا کر چلنا أَعْرَجَ بمعنی لنگڑا۔ کیونکہ لنگڑا کر چلنے میں بھی یہ دو باتیں پائی جاتی ہیں آگے کو جھکاؤ بھی اور بلندی پر چڑھنے جیسی دشوار بھی۔ اور معراج کے معنی بلندی پر چڑھنے کا ذریعہ بھی یعنی سڑھی یا زینہ وغیرہ اور وہ بلند جگہ بھی جہاں پہنچنا مقصود ہو۔ رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوا تھا تو معراج سے مراد بلند مقام ہے جہاں تک اللہ تعالیٰ آپ کو لے جانا چاہتا تھا۔ اور ﴿ذِی الْمَعَارِجِ﴾ کا معنی وہ بلند بالا ذات جس کے سامنے سب بلندیاں ہیچ ہوں، بلند سے بلند مقامات کا مالک ہے۔ گویا کافروں پر یہ نہ ٹلنے والا عذاب ایسی بلند ذات کی طرف سے آئے گا۔ (تیسیر القرآن: 516/4)

(2) سیدنا علی بن ابو طلحہ رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ﴿ذِی الْمَعَارِجِ﴾ کے معنی ہیں کہ بزرگیوں والا ہے۔ (تفسیر طبری: 81/19)

(3) یہ عذاب اس ہستی کی جانب سے ہوگا جو بلندی، جلال اور عزت کا مالک ہے۔ مخلوقات کی تدبیر اسی کے ہاتھ میں ہے۔

﴿تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ﴾

''فرشتے اور رُوح اُس کی طرف چڑھیں گے ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے'' (4)

سوال: ﴿تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ... سَنَةٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ﴾ ''فرشتے اور رُوح اُس کی طرف چڑھیں گے'' اللہ تعالیٰ بلندی، جلال اور عزت کا مالک ہے، مخلوقات کی تدبیر اسی کے ہاتھ میں ہے، فرشتے اللہ تعالیٰ کی طرف عروج کرتے ہیں جس کی تدبیر پر انہیں مقرر کیا گیا ہے۔ (2) روح اسی کی طرف بلند ہوتی ہے۔

(3) یہ اسم جنس ہے جو تمام ارواح کو شامل ہے، خواہ نیک ہوں یا بد، اللہ تعالیٰ کی طرف ارواح کا بلند ہونا، وفات کے وقت ہے۔ نیک لوگوں کی ارواح اللہ تعالیٰ کی طرف عروج کرتی ہیں انہیں ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف بلند ہونے کی اجازت دے دی جاتی ہے، یہاں تک کہ ارواح اس آسمان پر پہنچ جاتی ہیں جس میں اللہ تعالیٰ ان کا رب تشریف فرما ہے، یہ ارواح اللہ تعالیٰ کے حضور تحیہ وسلام پیش کرتی ہیں، اس کے قرب سے سرفراز ہوتی ہیں اور اس کے قرب سے خوشی اور سرور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ثناء واکرام، بھلائی اور بڑائی حاصل ہوتی ہے۔ رہیں فساق وفجار کی ارواح تو وہ عروج کرتی ہیں۔ جب وہ آسمان پر پہنچتی ہیں تو آنے کی اجازت طلب کرتی ہیں مگر ان کو اجازت نہیں دی جاتی اور ان کو زمین کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ (تفسیر سعدی:3/2836,2837)

(4)﴿فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ﴾ ''ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے'' پھر اللہ تعالیٰ نے اس مسافت کا ذکر فرمایا جس کو طے کر کے فرشتے اور روح اللہ تعالیٰ کی طرف عروج کرتے ہیں، نیز یہ کہ وہ ان اسباب کے ذریعے سے ایک دن میں عروج کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے آسان کیے ہیں اور اوپر چڑھنے میں ان کی لطافت، خفت اور سرعت رفتار ان کی اعانت کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، عام عادی رفتار کے مطابق، یہ مسافت ابتدائے عروج سے لے کر اس حد تک جو ان کے لیے مقرر کی گئی ہے اور ملاء اعلیٰ تک، پچاس ہزار برس کے برابر ہے۔ (تفسیر سعدی:3/2836,2837)

(5)50 ہزار سال والے دن سے مراد قیامت کا دن ہے۔ سیدنا علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد قیامت کا دن ہے جسے اللہ تعالیٰ کافروں کے لیے پچاس ہزار برس کی مقدار کے مطابق بنا دے گا۔ (تفسیر طبری:29/88)(6) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کوئی سونے اور چاندی کا مالک اس میں سے اس کا حق (زکوۃ) ادا نہیں کرے گا، تو قیامت کے دن اس کے لیے آگ کے تختے بنائے جائیں گے، پھر دوزخ کی آگ سے انہیں خوب گرم کر کے اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ پر داغ لگائے جائیں گے۔ جب وہ ٹھنڈے ہو جائیں گے تو دوبارہ گرم کر لیے جائیں گے (اور پھر داغ دیا جائے گا) اس روز جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی، مسلسل یہ کام ہوتا رہے گا، بالآخر جب بندوں کا فیصلہ ہو جائے گا تو اسے یا تو جنت کا راستہ بتا دیا جائے گا یا دوزخ کا۔'' (مسلم:2290)

﴿فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا﴾

''چنانچہ آپ صبر کریں، بہت اچھا صبر'' (5)

سوال: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین کی گئی، اس کی وضاحت ﴿فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا﴾ ''چنانچہ آپ صبر کریں، بہت اچھا صبر'' اللہ رب العزت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنی قوم کو دعوت دی اور وہ جھٹلا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھا رہی ہے اور قیامت اور عذاب کے لئے جلدی مچا رہی ہے کیونکہ انہیں یقین نہیں کہ وہ آنے والے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿یَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا وَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِیْنَ یُمَارُوْنَ فِی السَّاعَةِ لَفِیْ ضَلٰلٍۢ بَعِیْدٍ﴾ ''اُسے وہی لوگ جلدی مانگتے ہیں جو اُس پر ایمان نہیں رکھتے، اور جو لوگ ایمان لائے وہ اُس سے ڈرنے والے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ یقیناوہ حق ہے۔سن لو! یقینا جو لوگ قیامت کے بارے میں آپس میں جھگڑتے ہیں یقیناوہ دُور کی گمراہی میں ہیں۔'' (الشوریٰ:18)

(2) آپ ﷺ اس پر صبر جمیل سے کام لیں اور دل پر ملال نہ آنے دیں۔اپنے رب کے حکم پر قائم رہیں ان کا رویہ آپ ﷺ کو دعوت دینے سے نہ روکے، صبر کرنے میں خیر کثیر ہے۔

(3) سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی مثال کھیتی کی طرح ہے کہ اسے ہمیشہ ہوا جھکاتی رہتی ہے اور مومن کو بھی مصیبتیں پہنچتی رہتی ہیں اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے جو حرکت نہیں کرتا یہاں تک کہ جڑ سے اکھیڑ دیا جاتا ہے۔'' (مسلم:7092)

﴿اِنَّهُمْ یَرَوْنَهٗ بَعِیْدًا﴾

''یقیناوہ اُسے دُور سمجھتے ہیں'' (6)

سوال: قیامت کے دن کو کون دور سمجھتا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّهُمْ یَرَوْنَهٗ بَعِیْدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّهُمْ یَرَوْنَهٗ بَعِیْدًا﴾ ''یقیناوہ اُسے دُور سمجھتے ہیں'' کافر قیامت کو یا عذاب کو دور دیکھتے ہیں۔

(2) جس پر بدبختی غالب آجائے وہ اس چیز کو بھی دور دیکھتا ہے جو اس سے قریب ہو۔

﴿وَّنَرٰىهُ قَرِیْبًا﴾

''اور ہم اُسے قریب دیکھتے ہیں'' (7)

سوال: قیامت کے دن کو کون قریب دیکھ رہا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَّنَرٰىهُ قَرِیْبًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّنَرٰىهُ قَرِیْبًا﴾ ''اور ہم اُسے قریب دیکھتے ہیں'' اللہ تعالیٰ کو یہ دن قریب نظر آتا ہے جسے آنا ہے وہ آ کر رہے گا اور آنے والا قریب ہی ہے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ﴾ ''لوگوں کے لیے اُن کا حساب قریب آ گیا اور وہ غفلت میں منہ موڑنے والے ہیں۔'' (الانبیاء:1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں جس طرح یہ دو انگلیاں (شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی)۔'' (بخاری:6505)

﴿يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ﴾

''اس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا'' (8)

سوال: قیامت کے دن آسمان کیسا ہو جائے گا، اس کی وضاحت ﴿يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَوْمَ﴾ ''اس دن'' یعنی قیامت کے دن جس میں یہ واقعات پیش آئیں گے۔

(2) ﴿تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ﴾ ''آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا'' مُهْل کے معنی پگھلا ہوا تانبا بھی اور تیل کی تلچھٹ بھی ہے۔ اور ان دونوں چیزوں کی رنگت سرخی مائل ہوتی ہے۔ یعنی آج تو ہمیں آسمان نیلگوں نظر آتا ہے اس دن یہ اپنا رنگ بدلنا شروع کر دے گا حتیٰ کہ نیلگوں ہونے کی بجائے سرخی مائل ہو جائے گا۔ (تیسیر القرآن:4/517)

(3) آسمان پھٹ جانے کی وجہ سے پگھلے ہوئی تانبے کی طرح ہو جائے گا۔

﴿وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ﴾

''اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اُون کی طرح ہو جائیں گے'' (9)

سوال: قیامت کے دن پہاڑ کیسے ہو جائیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ﴾ ''اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اُون کی طرح ہو جائیں گے'' قیامت کے دن پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی طرح ہوں گے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ﴾ ''اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اُون کی طرح ہو جائیں گے۔'' (القارعہ:5)

(2) اس کے بعد اڑتا ہوا غبار بن جائیں گے اور ختم ہو جائیں گے۔ جب ان بڑے بڑے اجرام پر یہ گھبراہٹ اور بے قراری طاری ہو گی تو اس کمزور بندے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس کی کمر کو گناہوں کے بوجھ نے بوجھل کر رکھا ہو گا؟ کیا وہ اس لائق نہ ہو گا کہ اس کا دل اکھڑ جائے اس کی عقل و خرد زائل ہو جائے اور وہ ہر ایک سے غافل ہو جائے؟ (تفسیر سعدی:3/2839)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا﴾

''اور کوئی دلی دوست کسی دلی دوست کو نہ پوچھے گا'' (10)

سوال: قیامت کے دن ہر ایک کو اپنی فکر ہوگی، اس کی وضاحت ﴿وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا﴾ ''اور کوئی دلی دوست کسی دلی دوست کو نہ پوچھے گا'' قیامت کے دن ہر ایک کو اپنی فکر ہوگی۔

(2) ﴿حَمِيْمٌ﴾ سے مراد قریبی ہے، یعنی قریبی دوست، وہ اپنے دوست کو دیکھے گا مگر اس کے دل میں اتنی گنجائش نہ ہوگی کہ وہ اس کا حال پوچھ سکے، نہ وہ ان امور کے بارے میں پوچھ سکے گا جو ان کی آپس کی معاشرت اور محبت کے متعلق ہوں گے، بس اسے اپنے آپ کا غم ہوگا۔ (تفسیر سعدی: 2839/3)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى﴾ ''اور کوئی بوجھ اُٹھانے والی (جان) کسی دوسری (جان) کا بوجھ نہیں اُٹھائے گی اور اگر کوئی بوجھ سے لدی ہوئی جان اپنے بوجھ کے لیے پکارے گی تو اس کے بوجھ میں سے کچھ بھی اٹھایا نہ جائے گا اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہو۔'' (فاطر: 18)

(4) ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾ ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ اور اُس دن سے ڈرو جب کوئی باپ اپنے بیٹے کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ ہی کوئی بیٹا اپنے باپ کے کچھ بھی کام آنے والا ہوگا، یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے، چنانچہ دنیا کی زندگی تمہیں بالکل دھوکے میں نہ ڈالے اور وہ بڑا دھوکے باز ہرگز تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ نہ دے جائے۔'' (لقمان: 33)

(5) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لوگ ایک دوسرے کو جاننے پہچاننے کے باوجود ایک دوسرے سے بھاگیں گے۔ (طبری: 91/29)

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ﴾ ''اُس دن اُن میں سے ہر شخص کی ایسی حالت ہوگی جو اُسے (دوسروں سے) بے نیاز کر دے گی۔'' (عبس: 37)

﴿يُبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ

''(حالانکہ) وہ انہیں دِکھائے جائیں گے، مجرم چاہے گا کہ اُس دن کے عذاب سے (بچنے کے لیے) کاش وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿یَوْمِىٕذٍۭ بِبَنِیْهِ﴾

فدیے میں دے دے اپنے بیٹوں کو"(11)

سوال:﴿یُّبَصَّرُوْنَهُمْ۔۔۔بِبَنِیْهِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿یُّبَصَّرُوْنَهُمْ﴾ "(حالانکہ) وہ انہیں دِکھائے جائیں گے" یعنی دوست دوستوں کو دیکھیں گے، ایک دوسرے کو پہچان لیں گے مگر بات نہیں کریں گے۔

(2)﴿یَوَدُّ الْمُجْرِمُ﴾ "مجرم چاہے گا" یعنی جس پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ثابت ہو جائے گا وہ چاہے گا۔

(3)﴿لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمِىٕذٍۭ بِبَنِیْهِ﴾ "کہ اُس دن کے عذاب سے (بچنے کے لیے) کاش وہ فدیے میں دے دے اپنے بیٹوں کو" یعنی اپنی اس اولاد کو فدیے میں دے دے جسے بیٹیوں کے مقابلے میں وہ افضل سمجھتا تھا۔ مجرم چاہے گا اپنے جگر گوشے، اپنے بیٹے کو فدیہ میں دے کر اپنی جان بچا لے، مگر اس دن فدیہ قبول نہیں ہوگا۔

﴿وَ صَاحِبَتِهٖ وَ اَخِیْهِ﴾

"اور اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو"(12)

سوال:﴿وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِیْهِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَصَاحِبَتِهٖ﴾ "اور اپنی بیوی کو" یعنی مجرم چاہے گا اپنی اس بیوی کو جس سے وہ محبت کرتا تھا اسے فدیہ میں دے کر اپنی جان بچا لے۔

(2)﴿وَاَخِیْهِ﴾ "اور اپنے بھائی کو" یعنی اس بھائی کو فدیہ میں دے دے جو اس کا مددگار تھا، مگر اس دن فدیہ قبول نہیں ہوگا۔

(3) رب العزت نے فرمایا:﴿یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ(۳۴) وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ(۳۵) وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ(۳۶) لِكُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْهُمْ یَوْمَىٕذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ(۳۷)﴾ "اُس دن آدمی اپنے بھائی سے۔ اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے دور بھاگے گا۔ اُس دن اُن میں سے ہر شخص کی ایسی حالت ہوگی جو اُسے (دوسروں سے) بے نیاز کر دے گی۔"(عبس:34-37)

(4) انسان ہر صورت اپنا بچاؤ چاہے گا اس لیے عزیز ترین چیزوں کو بھی قربان کر دینا چاہے گا تا کہ کسی طرح وہ خود بچ جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ﴾

''اور اپنے قریبی خاندان کو جو اُسے جگہ دیتا تھا'' (13)

سوال: ﴿وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَفَصِيْلَتِهِ﴾ ''اور اپنے قریبی خاندان کو'' یعنی مجرم چاہے گا کہ اپنے اہل خاندان کو یعنی اپنے رشتے داروں کو جن سے وہ محبت رکھتا تھا ان کو اپنے بدلے میں دے کر خود جہنم کی آگ سے بچ جائے مگر اسے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

(2) ﴿الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ﴾ ''جو اُسے جگہ دیتا تھا'' یعنی یہ اس قبیلے کا معاملہ ہوگا جو ایک دوسرے کے مددگار رہوں گے۔

﴿وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ﴾

''اور اُن سب کو جو زمین میں ہیں۔ پھر وہ (فدیہ) اس کو نجات دلا دے'' (14)

سوال: قیامت کے دن فدیہ منظور نہیں ہوگا، اس کی وضاحت ﴿وَمَنْ... يُنْجِيْهِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾ ''اور اُن سب کو جو زمین میں ہیں'' قیامت کے دن فدیہ قبول نہیں ہوگا اگرچہ مجرم زمین کے سارے باشندے لے کر آئے۔ یعنی مجرم اپنی جڑیں اور شاخیں اور دنیا کی ہر چیز کے لئے چاہے گا کہ اسے فدیے میں دے کر خود کو بچا لے۔

(2) ﴿ثُمَّ يُنْجِيْهِ﴾ ''پھر وہ (فدیہ) اس کو نجات دلا دے'' یعنی روئے زمین کے سارے باشندے لے کر بھی حاضر ہوگا تو فدیہ منظور نہیں ہوگا۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾ ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ اور اُس دن سے ڈرو جب کوئی باپ اپنے بیٹے کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ ہی کوئی بیٹا اپنے باپ کے کچھ بھی کام آنے والا ہوگا، یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے، چنانچہ دنیا کی زندگی تمہیں بالکل دھوکے میں نہ ڈالے اور وہ بڑا دھوکے باز ہرگز تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ نہ دے جائے۔'' (لقمان:33)

(4) ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى﴾

''اور کوئی بوجھ اُٹھانے والی (جان) کسی دوسری (جان) کا بوجھ نہیں اُٹھائے گی اور اگر کوئی بوجھ سے لدی ہوئی جان اپنے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بوجھ کے لیے پکارے گی تو اس کے بوجھ میں سے کچھ بھی اٹھایا نہ جائے گا اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہو۔" (فاطر:18)

(5)﴿فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىٕذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ﴾ "پھر جب صور میں پھونکا جائے گا تو اُس دن اُن کے درمیان کوئی قرابت داریاں نہ رہیں گی اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔" (المومنون:101)

﴿كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى﴾

"ہرگز نہیں! یقیناوہ شعلہ مارتی ہوئی آگ ہے" (15)

سوال: جہنم کی آگ کی خصوصیات کی وضاحت ﴿كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿كَلَّا﴾ "ہرگز نہیں!" یعنی اب ان کے لیے کوئی حیلہ ہے نہ مدد کا موقع، ان پر تیرے رب کا فیصلہ واجب ہو چکا، رشتے داروں اور دوستوں کا فائدہ بھی جا چکا۔ (تفسیر سعدی:2839/3)

(2)﴿اِنَّهَا لَظٰى﴾ "یقیناوہ شعلہ مارتی ہوئی آگ ہے" اب وہ آگ ہوگی جس کے شعلے خوفناک اور بلند ہونگے۔ جو کھال کو جھلسا دے گی یعنی ظاہری اور باطنی اعضاء کو اپنے سخت عذاب کی وجہ سے جھلسا دے گی۔

﴿نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى﴾

"جو منہ اور سر کی کھال کو اتار کھینچنے والی ہے" (16)

سوال: ﴿نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى﴾ "جو منہ اور سر کی کھال کو اتار کھینچنے والی ہے" وہ آگ کھوپڑی کو پلپلا کر دے گی۔

(2) شوٰی بمعنی جسم کے اطراف۔ ہاتھ پاؤں اور وہ اعضاء جن پر زخم لگنے سے موت واقع نہ ہو۔ یعنی جہنم کی آگ ان کی کھالوں کو کھینچ لے گی۔ کھالیں گل جائیں گی جسم ننگے بے کھال ہو جائیں گے مگر یہ آگ مجرموں کی جان ختم نہیں کر سکے گی۔ (تیسیر القرآن:518/4)

(3) رب العزت نے فرمایا:﴿وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ(۱۰۳) تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ(۱۰۴)﴾ "اور وہ شخص جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے تو وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو خسارے میں ڈالا، وہ جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اُن کے چہروں کو آگ جھلسا دے گی اور اس میں وہ جبڑے نکالنے والے ہوں گے۔" (المومنون:104,103)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) جہنم کی آگ ہڈیوں کو گوشت سے جدا کردے گی۔ چہرے اور اعضا کو مسخ کردے گی۔

﴿تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى﴾

''وہ ہر اُس شخص کو بلائے گی جس نے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا'' (17)

سوال: جہنم کی آگ کس کو پکارے گی، اس کی وضاحت ﴿تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿تَدْعُوْا﴾ ''وہ ہر اُس شخص کو بلائے گی'' جہنم کی آگ خطیبانہ طریقے سے بلائے گی۔

(2) ﴿مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى﴾ ''جس نے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا'' دوزخ کی آگ ہر اس شخص کو اپنی طرف بلائے گی جس نے حق سے منہ موڑا اور اس سے کوئی غرض نہ رکھی۔

(3) جہنم کی خوفناک آگ اپنے ان بیٹوں کو بلائے گی جن کو جہنم کے لیے پیدا کیا گیا کیونکہ انہوں نے دنیا میں دل سے حق کو جھٹلایا اور نیکیوں سے دل چرایا تھا۔

(4) ایک روایت کے مطابق جہنم سے ایک گردن نکلے گی جو جہنم کے مستحق لوگوں کو یوں چن چن کر اٹھالے گی جیسے کوئی پرندہ زمین سے پڑا ہوا دانہ اٹھالیتا ہے۔ (تیسیر القرآن: 518/4)

﴿وَجَمَعَ فَاَوْعٰى﴾

''اور مال جمع کیا پھر اسے بند رکھا'' (18)

سوال: ﴿وَجَمَعَ فَاَوْعٰى﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَجَمَعَ فَاَوْعٰى﴾ ''اور مال جمع کیا پھر اسے بند رکھا'' یعنی جس نے مال جمع کیا اور اسے سینت سینت کر رکھا نہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی پرواہ کی نہ انسانوں کے حقوق کی۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۙ (۱) الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗۙ (۲) يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗۚ (۳) كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ٘ۖ (۴) وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُؕ (۵) نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُۙ (۶) الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِؕ (۷) اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌۙ (۸) فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ (۹)﴾ ''بڑی ہلاکت ہے ہر بہت طعنہ دینے والے، بہت عیب لگانے والے کے لئے۔ وہ جس نے مال جمع کیا اور اُسے گن گن کر رکھا۔ وہ سمجھتا ہے یقینا اُس کا مال ہمیشہ اُس کو زندہ رکھے گا۔ ہرگز نہیں! وہ توڑ پھوڑ کر رکھ دینے والی میں ضرور پھینک دیا جائے گا۔ اور کس چیز نے تمہیں خبر دی کہ حطمہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ وہ جو دِلوں تک جھانکتی ہے۔ یقیناوہ اُن پر بند کردی جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گی۔اونچے اونچے ستونوں میں۔'' (الھمزہ:1-9)

(2)﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ(۱) حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ(۲) كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ(۳) ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ(۴) كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ(۵) لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ(۶) ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ(۷) ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ(۸)﴾ ''ایک دوسرے سے زیادہ حاصل کرنے کی حرص نے تمہیں غافل کر دیا ہے۔یہاں تک کہ تم نے قبرستان جا دیکھے۔ہرگز نہیں! جلد ہی تم جان لوگے۔پھر ہرگز نہیں! جلد ہی تم جان لوگے۔ہرگز نہیں! کاش تم یقینی علم جان لیتے۔یقیناً تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے۔یقیناً پھر تم ضرور اُس کو یقین کی آنکھ سے دیکھ لوگے۔پھر یقیناً اُس دن تم لازماً نعمتوں کے بارے میں پوچھے جاؤ گے۔'' (التکاثر:1-8)

(3)سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''خرچ کرو اور گن گن کر نہ رکھو، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن کر دے گا اور روک کر نہ رکھو، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے روک لے گا۔'' (بخاری:1434)

(4)سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''درہم و دینار اور چادر کا بندہ ہلاک ہو گیا، اگر اسے یہ چیزیں دی جائیں تو راضی رہتا ہے اور اگر نہ دی جائیں تو ناراض ہو جاتا ہے۔'' (بخاری:6435)

﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا﴾

''بلاشبہ انسان کم ہمت پیدا کیا گیا ہے''(19)

سوال:انسان کمزور دل پیدا کیا گیا ہے،اس کی وضاحت ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا﴾ ''بلاشبہ انسان کم ہمت پیدا کیا گیا ہے'' یہ انسان کا وصف ہے جسے رب کریم نے پیدا کیا ہے۔(2)اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت بیان کی ہے کہ وہ بہت بے صبرا ہے۔

(3)یعنی انسان قلیل الصبر ہے تھوڑی سی تکلیف سے صبر کھو بیٹھتا ہے۔

(4)یعنی معمولی سی تکلیف کے وقت انسان کی بے چینی، چڑچڑاہٹ اور گھبراہٹ اس بات پر ہوتی ہے کہ اب یہ مصیبت یا دکھ جانے والا نہیں۔

﴿اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا﴾

''جب اُس کو تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا جانے والا ہوتا ہے''(20)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ﴿اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا﴾ ''جب اُس کو تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا جانے والا ہوتا ہے'' پس اگر کبھی اس پر فقر یا کسی مرض کا حملہ ہوتا ہے یا مال ومتاع، گھر والوں اور اولاد میں سے کوئی محبوب چلا جاتا ہے تو وہ انتہائی بے صبری کا مظاہرہ کرتا ہے، اس بارے میں صبر کو استعمال نہیں کرتا اور نہ اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی ہوتا ہے۔

(2) یعنی بیماری میں صبر نہیں کرتا اور مصیبت میں کبھی راضی نہیں ہوتا۔ (3) اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر پر راضی نہیں ہوتا۔

﴿وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا﴾

''اور جب اسے بھلائی پہنچتی ہے تو بہت روکنے والا ہوتا ہے'' (21)

سوال: ﴿وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا﴾ ''اور جب اسے بھلائی پہنچتی ہے تو بہت روکنے والا ہوتا ہے'' یعنی جب مال ہاتھ میں آجائے اور اللہ تعالیٰ اپنے انعامات سے نوازتا ہے تو بخیل بن جاتا ہے اور حقوق ادا کرنے کی بجائے مال جمع کرنے لگ جاتا ہے۔

(2) پس اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اسے عطا کیا ہے اس میں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے احسان پر اس کا شکر ادا نہیں کرتا۔ پس وہ مصیبت اور سختی کے وقت بے صبری کرتا ہے اور فراخی اور خوشحالی کے وقت مال کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے سے روکتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2840/3)

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''انسان میں دو وصف بہت برے ہوتے ہیں، ایک یہ کہ حریص وبخیل ہونے کے ساتھ دل کا کچا ہو، دوسرا یہ کہ اتنا بزدل ہو کہ گویا دل ہی نکل جائے گا۔'' (ابوداؤد: 2511)

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ جب بندے صبح کو اٹھتے ہیں دو فرشتے آسمان سے نہ اترتے ہوں۔ ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والوں کو اور زیادہ دے اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! ممسک اور بخیل کے مال کو تلف کر دے۔'' (بخاری: 1442)

﴿اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ﴾

''مگر وہ نمازی'' (22)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: بری عادات سے بچنے والے خوش نصیب کون ہیں، اس کی وضاحت ﴿اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ﴾ ''مگر وہ نمازی'' یعنی برے اوصاف اور بری عادات سے بچنے والے نمازی ہیں۔

(2) نمازیوں کو اللہ تعالیٰ برائیوں سے محفوظ رکھتا ہے اور بھلائیوں کی توفیق دیتا ہے یعنی جب ان پر مصیبت آتی ہے تو وہ صبر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتے ہیں اور انہیں جب کوئی بھلائی ملتی ہے تو شکر ادا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرتے ہیں اور اس سے ثواب کی امید رکھتے ہیں۔

﴿الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآىِٕمُوْنَ﴾

''جو اپنی نماز کی ہمیشہ پابندی کرنے والے ہیں'' (23)

سوال: ﴿الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآىِٕمُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآىِٕمُوْنَ﴾ ''جو اپنی نماز کی ہمیشہ پابندی کرنے والے ہیں'' یعنی جو پابندی سے ہر حال میں اور ہمیشہ نماز ادا کرتے ہیں۔ (2) وہ نماز کے اوقات اور اس کے واجبات و فرائض کا خیال رکھتے ہیں۔

(3) وہ اس کی تمام شرائط اور اس کو مکمل کرنے والے امور کا خیال رکھتے ہیں۔ (4) وہ بے وقت نماز نہیں پڑھتے۔

(5) وہ ناقص طریقے سے نماز نہیں پڑھتے۔ وہ ذوق وشوق اور خشوع وخضوع سے نماز پڑھتے ہیں۔

(6) دوام کا ایک معنی تو ہمیشگی ہے اور دَامَ الشیء بمعنی کسی چیز کا عرصہ دراز تک بلاتغیر ایک ہی حالت میں رہنا، ترجمہ میں یہی معنی اختیار کیا گیا ہے اس کا دوسرا معنی سکون اور ٹھہراؤ اور مَاءٌ دَائِمٌ بمعنی کھڑا پانی جس میں کچھ حرکت نہ ہو۔ اس لحاظ سے معنی یہ ہوگا کہ وہ لوگ اپنی نماز کو نہایت سکون، ٹھہراؤ، اطمینان قلب اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ (تیسیر القرآن: 519/2)

(7) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چٹائی تھی اور آپ ﷺ رات کو اس کا حجرہ بنا لیتے تھے۔ پھر اس میں نماز پڑھنے لگے اور دن کو اس چٹائی کو بچھا لیتے، ایک رات صحابہ کا ہجوم ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! تم پر اتنا عمل کرنا لازم ہے جس کی تم طاقت رکھتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے نہیں تھکتا جبکہ تم عمل کرنے سے تھک جاتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعمال میں سب سے پسندیدہ عمل یہ ہے جس پر دوام (ہمیشگی) ہو اور اگرچہ وہ تھوڑا عمل ہو اور آل محمد کا بھی یہی معمول تھا کہ جب کوئی عمل کرتے تو اسے مستقل مزاجی سے کرتے۔'' (صحیح مسلم: 1827)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(8) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے پاس بنو اسد کی ایک عورت بیٹھی تھی، نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو ان کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ یہ فلاں خاتون ہیں جو رات بھر نہیں سوتیں، ان کی نماز کا ذکر آپ کے سامنے کیا گیا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''بس تمہیں صرف اتنا عمل کرنا چاہیے جتنے کی تم میں طاقت ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو (ثواب دینے سے) تھکتا ہی نہیں تم ہی عمل کرتے کرتے تھک جاتے ہو۔'' (صحیح بخاری:1151)

(9) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر مداومت کی جائے، گو کم ہو۔'' (بخاری:43)

(10) دوام میں سکون کے معنی بھی ہیں جیسے ماء دائم ٹھہرے ہوئے پانی کو کہتے ہیں۔ نماز میں سکون اور دل کا جماؤ واجب ہے کیونکہ جس کے رکوع اور سجدہ میں اطمینان اور اعتدال نہیں اس کی نماز میں پختگی نہیں۔ (مختصر ابن کثیر:2/2126)

﴿وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ﴾

''اور جن کے مالوں میں ایک مقرر حق ہے'' (24)

سوال: ﴿وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ﴾ ''اور جن کے مالوں میں ایک مقرر حق ہے'' یعنی زکوٰۃ اور صدقات کو اپنے مال میں مقرر حق سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔

(2) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ ایک آدمی صحرا میں چلا جا رہا تھا کہ اس نے ایک بدلی سے ایک آواز سنی، فلاں کے باغ کو سیراب کرو۔ پس بادل کا یہ ٹکڑا الگ ہوا اور اس نے اپنا پانی ایک سیاہ سنگلاخ زمین میں برسا دیا، پس ان نالوں میں سے ایک نالے نے سارا پانی اپنے اندر جمع کر لیا (اور پانی چلنے لگا)، یہ شخص بھی اس پانی کے پیچھے پیچھے چلا (آگے جا کر ایک مقام پر دیکھا) کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا، اپنے کسی اوزار سے اپنے باغ کو پانی لگا رہا ہے۔ اس نے اس سے پوچھا: اے اللہ کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بدلی سے سنا تھا۔ پس باغبان نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے! تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ اس نے کہا: میں نے اس بادل میں جس سے یہ پانی (یہاں بہتا ہوا آیا) ہے، ایک آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر اور یہ وہی نام ہے جو تو نے اپنا بتلایا ہے، تو اس باغ میں ایسا کون سا عمل کرتا ہے؟ (کہ تیرے باغ کی سیرابی کے لیے اللہ تعالیٰ نے بادل کو حکم دیا) اس باغ والے نے کہا: جب تو یہ کہہ رہا ہے تو (میں بتا دیتا ہوں کہ) میں اس باغ کی پیداوار کا اندازہ لگاتا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہوں اور اس میں سے تیسرا حصہ صدقہ کرتا ہوں، تیسرا حصہ میری اور میرے اہل وعیال کی خوراک ہو جاتا ہے اور اس کا تیسرا حصہ اس باغ پر دوبارہ لگا دیتا ہوں۔" (مسلم:7473)

﴿لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾

"سائل کا اور محروم کا" (25)

سوال: ﴿لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لِّلسَّآئِلِ﴾ "سائل کا" یعنی جو اپنی حاجت اور ضرورت کے لئے دوسرے سے سوال کرتا ہے۔

(2) ﴿وَالْمَحْرُوْمِ﴾ "اور محروم کا" محروم سے مراد وہ مسکین ہے جو سوال کرنے کا مستحق ہونے کے باوجود ہچکچاتا ہے۔

(3) محروم سے مراد وہ شخص بھی ہے جو روزگار کی تلاش میں ہو اور اسے روزگار میسر نہ آ رہا ہو یا جتنی روزی کما رہا ہے اس سے اس کی ضروریات پوری نہ ہوتی ہوں یا روزی کمانے کے قابل ہی نہ ہو۔ جیسے بوڑھے، بیمار، اندھا، لنگڑا، اپاہج وغیرہ۔ (تیسیر القرآن:520/4)

(4) سیدنا قبیصہ بن مخارق الہلالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی امر کے لئے چندہ جمع کرنے کا بار اپنے اوپر ڈال لیا تھا، تو رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھنے کے لئے حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ٹھہر جاؤ کہ ہمارے پاس صدقہ کا مال آ جائے تو ہم وہ تم کو دے دینے کا حکم دیں،" پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اے قبیصہ! تین آدمیوں کے علاوہ کسی اور کے لیے مانگنا جائز نہیں ہے، ایک وہ شخص جس نے اپنے اوپر چندہ کا بوجھ ڈالا ہو تو اس کے لئے اتنی رقم پوری کرنے تک مانگنا جائز ہے پھر وہ رک جائے، دوسرا وہ شخص جس کے مال کو کسی آفت نے ختم کر دیا ہو تو اس کے لئے اپنے گزر بسر تک یا گزر اوقات کے قابل ہونے تک مانگنا جائز ہے، تیسرا آدمی وہ ہے جس کے تین دن فاقہ میں گزر جائیں اور اس کی قوم میں سے تین کامل العقل آدمی اس بات کی گواہی دیں کہ فلاں آدمی کو فاقہ پہنچا ہے تو اس کے لئے گزر بسر کے قابل ہونے تک مانگنا جائز ہے۔" (مسلم:2404)

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسکین وہ نہیں جو گھومتا رہتا ہے اور لوگوں کے اردگرد پھرتا رہتا ہے پھر ایک لقمے یا دو لقمے اور ایک کھجور یا دو کھجوریں لے کر لوٹ جاتا ہے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ پھر مسکین کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "مسکین وہ ہے جو اتنا مالدار نہ ہو جس سے ضروریات زندگی پوری کر سکے اور نہ لوگ اسے مسکین تصور کرتے ہوں کہ اس کو صدقہ دیں اور نہ وہ لوگوں سے کچھ مانگتا ہو۔" (مسلم:2393)

(6) یعنی ان کے مال میں ضرورت مندوں کا ایک مقررہ حصہ ہے خواہ کوئی مانگے یا نہ مانگے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ﴾

''اور وہ لوگ جو جزا کے دن کو سچ مانتے ہیں'' (26)

سوال: ﴿وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ﴾ ''اور وہ لوگ جو جزا کے دن کو سچ مانتے ہیں'' یعنی جو جزا پر، موت کے بعد زندگی اور حساب کتاب پر یقین رکھتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

(2) جو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید کے ساتھ صالح اعمال بجالاتے ہیں اور اس کے عذاب کے خوف سے برے اعمال سے بچتے ہیں۔

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ﴾

''اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں'' (27)

سوال 1: ﴿وَالَّذِيْنَ ... مُّشْفِقُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ﴾ ''اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں'' جو اپنے رب کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں اور ہر اس کام کو ترک کر دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرف لے جاتا ہو۔ (2) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ﴾ ''اور وہ لوگ جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور اُن کے دل کانپتے ہیں کہ بے شک وہ اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں۔'' (المومنون:60)

(3) ﴿الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ ''وہ لوگ کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جو مصیبت ان پر آتی ہے اس پر صبر کرنے والے ہوتے ہیں اور نماز قائم کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُنہیں عطا کیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' (الحج:35)

سوال 2: مومن فرمانبرداری اور اعمال صالحہ کے باوجود کیسے اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں؟

جواب: (1) مومن اللہ تعالیٰ کی عظمت کی وجہ سے اس سے خوف کھاتے ہیں کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی گرفت کا اندیشہ رہتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) مومن یہ یقین بھی رکھتے ہیں کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہو ہمارے اعمال ہمارے لیے کافی نہیں ہو سکتے۔

﴿اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ﴾

''یقیناً اُن کے رب کے عذاب سے بے خوف نہیں ہوا جا سکتا'' (28)

سوال: ﴿اِنَّ ... مَاْمُوْنٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ﴾ ''یقیناً اُن کے رب کے عذاب سے بے خوف نہیں ہوا جا سکتا'' یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف نہیں ہوا جا سکتا۔ اس عذاب سے ڈرا اور بچا جاتا ہے۔

(2) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرے اور اس سے بچے۔ (تفسیر قرطبی: 215/9)

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ﴾

''اور وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں'' (29)

سوال: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ﴾ ''اور وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں'' یعنی وہ لوگ اپنی عصمتوں کی حفاظت کرتے ہیں اور جہاں اسلام اجازت نہیں دیتا ادھر کا رخ بھی نہیں کرتے۔

(2) پس وہ اپنی شرمگاہوں کے ذریعے سے ایسی مجامعت نہیں کرتے جو حرام قرار دی گئی ہو، یعنی زنا، سدومیت (قوم لوط والا عمل)، بیوی کی دبر میں مجامعت اور حالت حیض وغیرہ میں مجامعت سے بچتے ہیں، نیز وہ اپنی شرم گاہوں کی ان لوگوں کے دیکھنے اور چھونے سے حفاظت کرتے ہیں جن کے لیے دیکھنا اور چھونا جائز نہیں۔ وہ ان تمام وسائل محرمہ کو بھی ترک کر دیتے ہیں جو فحش کام کے ارتکاب کی دعوت دیتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2841/3)

﴿اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ﴾

''سوائے اپنی بیویوں اور اُن عورتوں کے جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ ہیں تو یقیناً وہ ملامت کیے ہوئے نہیں ہیں'' (30)

سوال: ﴿اِلَّا عَلٰٓى ... مَلُوْمِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ﴾ ''سوائے اپنی بیویوں کے'' یعنی وہ اپنی بیویوں کو اپنے لیے حلال سمجھتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ﴾ ''اور اُن عورتوں کے جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ ہیں'' یعنی وہ اپنی لونڈیوں کو مباح سمجھتے ہیں۔

(3)﴿فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ﴾ ''تو یقیناوہ ملامت کیے ہوئے نہیں ہیں'' یعنی حلال کے استعمال پر انہیں کوئی ملامت کرنے والا، ٹیڑھی نگاہ سے دیکھنے والا نہیں۔

(4)یعنی اس مقام میں جماع کرنے پر، جو کھیتی کا مقام ہے، ان پر کوئی ملامت نہیں۔ (تفسیر سعدی:2841/3)

(5)سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین حضرات نبی ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے گھروں کی طرف آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے۔ جب انہیں رسول اللہ ﷺ کا عمل بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا نبی ﷺ سے کیا مقابلہ! آپ ﷺ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کر لوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر نبی ﷺ تشریف لائے اور ان سے پوچھا: ''کیا تم نے ہی یہی باتیں کہی ہیں؟ سن لو اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اللہ رب العالمین سے تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں، میں تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں، رات میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ جس نے میرے طریقے سے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔'' (صحیح بخاری:5063)

﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ﴾

''پھر جو کوئی اُس کے علاوہ تلاش کرتا ہے وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں'' (31)

سوال: ﴿فَمَنِ ابْتَغٰى ... هُمُ الْعٰدُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ﴾ ''پھر جو کوئی اُس کے علاوہ تلاش کرتا ہے'' یعنی جو بیوی اور لونڈی کے علاوہ کچھ اور تلاش کرے۔ (2)﴿فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ﴾ ''وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں'' حلال کو چھوڑ کر حرام کو اختیار کرنا حد سے گزرنا ہے۔ (3)یعنی وہ لوگ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حلال ٹھہرائی ہے اس سے تجاوز کر کے اس میں پڑتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے۔ یہ آیت کریمہ نکاح متعہ (اور مروجہ حلالہ) کی حرمت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ یہ زوجہ مقصود ہے نہ لونڈی۔ (تفسیر سعدی:2841/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) یعنی وہ ظلم وزیادتی کرنے والے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں۔ (ایسر التفاسیر:1678)

(5) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ زمانہ جاہلیت میں نکاح چار طرح کے ہوتے تھے: ایک صورت تو یہی تھی جیسے آج کل لوگ کرتے ہیں، ایک شخص دوسرے شخص کے پاس اس کی زیر پرورش لڑکی یا اس کی بیٹی کے نکاح کا پیغام بھیجتا اور اس کا مہر دے کر اس سے نکاح کرتا۔ دوسرا نکاح یہ تھا کہ کوئی شوہر اپنی بیوی سے جب وہ حیض سے پاک ہو جاتی کہتا کہ تو فلاں شخص کے پاس چلی جا اور اس سے منہ کالا کرا لے، اس مدت میں شوہر اس سے جدا رہتا اور اسے چھوتا بھی نہیں۔ پھر جب اس غیر مرد سے اس کا حمل ظاہر ہو جاتا جس سے وہ عارضی طور پر صحبت کرتی رہتی تو حمل کے ظاہر ہونے کے بعد اگر اس کا شوہر چاہتا تو اس سے صحبت کرتا، ایسا اس لئے کرتے تھے کہ ان کا لڑکا شریف اور عمدہ پیدا ہو۔ یہ نکاح ''نکاح استبضاع'' کہلاتا تھا۔ تیسری قسم نکاح کی یہ تھی کہ چند آدمی جو نکاح میں دس سے کم ہوتے کسی ایک عورت کے پاس آنا جانا رکھتے اور اس سے صحبت کرتے۔ پھر جب وہ عورت حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو وضع حمل پر چند دن گزرنے کے بعد وہ عورت ان تمام مردوں کو بلاتی۔ اس موقع پر ان میں سے کوئی مرد انکار نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ وہ سب اس عورت کے پاس جمع ہو جاتے اور وہ ان سے کہتی کہ جو تمہارا معاملہ تھا وہ تمہیں معلوم ہے، اب میں نے یہ بچہ جنا ہے پھر وہ کہتی کہ اے فلاں! یہ بچہ تمہارا ہے۔ وہ جس کا چاہتی نام لے دیتی اور وہ لڑکا اسی کا سمجھا جاتا، وہ شخص اس سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ چوتھا نکاح اس طور پر تھا کہ بہت سے لوگ کسی عورت کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ یہ عورت اپنے پاس کسی بھی آنے والے کو روکتی نہیں تھی۔ یہ کسبیاں ہوتی تھیں۔ اس طرح کی عورت اپنے دروازے پر جھنڈے لگائے رہتی تھیں جو نشانی سمجھے جاتے تھے۔ جو بھی چاہتا ان کے پاس جاتا۔ اس طرح کی عورت جب حاملہ ہوتی اور جب بچہ جنتی تو اس کے پاس آنے جانے والے جمع ہو جاتے اور کسی قافیہ جاننے والے کو بلاتے اور بچہ کا ناک نقشہ جس سے ملتا جلتا ہوتا اس عورت کے اس لڑکے کو اسی کے ساتھ منسوب کر دیتے اور وہ بچہ اسی کا بیٹا کہا جاتا، اس سے کوئی انکار نہیں کرتا تھا۔ پھر جب محمد ﷺ حق کے ساتھ رسول ہو کر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے جاہلیت کے تمام نکاحوں کو باطل قرار دے دیا، صرف اس نکاح کو باقی رکھا جس کا آج کل رواج ہے۔ (بخاری:5127)

(6) سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو مجھے اپنے دو جبڑوں کے درمیان اور اپنے دو پیروں کے درمیانی شرمگاہ کی ضمانت دے دے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔'' (بخاری)

(7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی شخص زنا کرتا ہے اس سے ایمان نکل کر سر پر چھتری کی طرح کھڑا رہتا ہے۔ جب وہ اس حرکت سے فارغ ہو جاتا ہے تو ایمان پھر واپس آ جاتا ہے۔'' (ابوداؤد:4690)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ﴾

"اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں" (32)

سوال: ﴿وَالَّذِيْنَ ۔۔۔ رَاعُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ﴾ "اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں" یعنی جو امین اور صادق ہیں، خائن اور غدار نہیں کیونکہ امانت اور عہد مومنوں کی صفتیں ہیں اور خیانت اور غداری منافقوں کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ﴿آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ﴾ "منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ بات بات پر جھوٹ بولنا، وعدہ کر کے توڑ دینا، اور امانت میں خیانت کرنا۔" (بخاری: 33؛ مختصر ابن کثیر: 2126/2)

(2) یعنی وہ امانتوں اور عہد کی رعایت رکھنے اور حفاظت کرنے والے ہیں، امانتوں کو ادا کرنے اور عہد کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ یہ آیت کریمہ ان تمام امانتوں کو شامل ہے جو بندے اور اس کے رب کے درمیان ہیں جیسے وہ پوشیدہ امور جن کا انسان مکلف بنایا گیا ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ امانتیں جو ان اموال اور اسرار کے بارے میں ہیں جو آپس میں بندوں کے مابین ہیں۔ اسی طرح یہ عہد اس عہد کو بھی شامل ہے جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اور اس عہد کو بھی شامل ہے جو اس نے مخلوق سے کیا ہے کیونکہ عہد کے بارے میں بندے سے پوچھا جائے گا کہ آیا وہ اس عہد پر قائم رہا اور اسے پورا کیا یا اس نے اسے دور پھینک دیا، اس میں خیانت کی اور اس پر قائم نہ رہا؟ (تفسیر سعدی: 2842،2841/3)

(3) امانت اسم جنس ہے جس میں دین کی امانتیں شامل ہیں، شریعت کی امانتیں ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو امین بنایا ہے اور اس میں لوگوں کی امانتیں بھی شامل ہیں۔ (تفسیر قرطبی: 215/9)

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تین طرح کے لوگ ایسے ہوں گے جن کا قیامت کے دن میں مدعی بنوں گا، ایک وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا اور وہ توڑ دیا، وہ شخص جس نے کسی آزاد انسان کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی اور وہ شخص جس نے کوئی مزدور اجرت پر رکھا، اس سے پوری طرح کام لیا لیکن اس کی مزدوری نہیں دی۔" (صحیح بخاری: 2227)

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ﴾

"اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں" (33)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ﴾ ''اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں'' یعنی وہ اپنی شہادتوں پر قائم رہتے ہیں نہ انہیں چھپاتے ہیں، نہ ان میں تبدیلی کرتے ہیں۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ﴾ ''اور جو اس کو چھپائے گا تو یقیناً اس کا دل گناہ گار ہے۔'' (البقرہ:283)

(3) وہ گواہی میں کسی رشتے کی رعایت نہیں رکھتے۔

(4) ان کے نزدیک گواہی قائم رکھنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہوتا ہے۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! انصاف پر پوری طرح قائم رہنے والے اور اللہ تعالیٰ کے لئے گواہی دینے والے بنو، اگرچہ تمہاری اپنی جانوں کے یا والدین کے اور رشتے داروں کے خلاف ہو، اگر کوئی مال دار ہے یا فقیر، تو اللہ تعالیٰ ان دونوں سے زیادہ حق دار ہے، چنانچہ خواہشِ نفس کی اتباع نہ کرو کہ تم عدل کرو اور اگر تم زبان کو پیچ دو یا پہلو تہی کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے جو تم عمل کرتے ہو اس سے پوری طرح باخبر ہے۔'' (النساء:135)

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ﴾ ''اور گواہی اللہ تعالیٰ کے لیے قائم کرو۔'' (الطلاق:2)

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ﴾

''اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں'' (34)

سوال: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ﴾ ''اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں'' یعنی پانچوں نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں، ان کی شرائط اور ارکان کی حفاظت کرتے ہیں، رکوع اور سجود میں اعتدال رکھتے ہیں اور خشوع اور اطمینان سے نماز ادا کرتے ہیں۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾ ''سب نمازوں کی حفاظت کرو اور خصوصاً درمیانی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے فرماں بردار بن کر کھڑے ہو جاؤ۔'' (البقرہ:238)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کی ابتدا تکبیر تحریمہ اور ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ کی قرأت سے کرتے تھے اور جب رکوع کرتے تو سر کو اونچا رکھتے نہ نیچا بلکہ برابر سیدھا رکھتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو اس وقت تک دوسرا سجدہ نہ کرتے جب تک سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے اور جب سجدہ سے سر اُٹھاتے تو اس وقت تک دوسرا سجدہ نہ کرتے جب تک سیدھے نہ بیٹھ جاتے اور ہر دو رکعتوں میں التحیات پڑھتے اور بائیں پاؤں کو بچھاتے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے (یعنی دونوں پاؤں کھڑے کر کے ایڑیوں پر) منع کرتے اور درندوں کی طرح آدمی اپنے دونوں ہاتھ زمین پر بچھا دے اس سے بھی منع فرماتے اور سلام کے ساتھ نماز ختم کرتے۔ (مسلم:1101)

(4) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بندے کی طرف ہمیشہ نماز میں توجہ کئے رہتے ہیں جب تک کہ وہ بندہ ادھر ادھر نہ دیکھے اور جب بندہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے اپنی توجہ ہٹا لیتا ہے۔'' (ابوداؤد:909)

(5) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جو شخص بہترین وضو کر کے انہیں وقت پر ادا کرتا ہے، ان کے رکوع و سجود اور خشوع کو مکمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ وعدہ ہو جاتا ہے کہ وہ اسے معاف فرمائے گا اور جو ایسے نہیں کرتا اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی وعدہ نہیں، چاہے گا تو اسے معاف کر دے گا اور چاہے گا تو اسے عذاب دے گا۔'' (ابوداؤد:425)

(6) سیدنا ابوبکر بن عمارہ بن رویبہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بصرہ کے ایک آدمی نے ان سے معلوم کیا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے کیا بات سنی؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے آپ ﷺ سے یہ سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے: ''وہ شخص دوزخ میں نہیں جائے گا جو سورج نکلنے سے پہلے اور سورج غروب ہونے سے پہلے نماز ادا کرتا ہو۔'' اس شخص نے کہا کہ تم نے سنا ہے؟ تم نے سنا ہے؟ انہوں نے ہر مرتبہ جواب دیا کہ ہاں سنا ہے میں نے اور میرے کانوں نے اور میرے قلب نے اس بات کو اچھی طرح یاد رکھا ہے، اس کے بعد اس شخص نے کہا کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ یہی فرماتے تھے۔ (ابوداؤد:427)

(7) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''یہ تو منافق کی نماز ہے کہ سورج کو بیٹھے دیکھتا رہتا ہے جب وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان میں ہوتا ہے تو کھڑا ہو کر چار ٹھونگیں مارنے لگ جاتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا مگر بہت تھوڑا۔'' (مسلم:1412)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع 1 35 7

﴿اُولٰٓئِكَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ﴾

''یہی لوگ جنتوں میں عزت دیے جانے والے ہیں'' (35)

سوال: جنتوں میں عزت کے ساتھ کن لوگوں کو رکھا جائے گا، اس کی وضاحت ﴿اُولٰٓئِكَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اُولٰٓئِكَ﴾ ''یہی لوگ'' یعنی وہ لوگ جو یہ صفات رکھتے ہیں جن کا ذکر پچھلی آیات میں کیا گیا۔

(2) جنت میں عزت کے ساتھ ان لوگوں کو رکھا جائے گا جو: (i) ہمیشہ نماز قائم کرتے ہیں۔ (ii) جن کے مالوں میں اللہ تعالیٰ کا مقررہ حصہ ہے۔ (iii) جو انصاف کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔ (iv) جو اپنے ربّ کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ (v) جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ (vi) جو امانتوں کا پاس رکھتے ہیں اور عہد کو پورا کرتے ہیں۔ (vii) جو گواہیوں پر سیدھے قائم رہتے ہیں۔ (viii) جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

(3) ﴿فِیْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ﴾ ''جنتوں میں عزت دیے جانے والے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ ان کو اکرام وتکریم اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں سے نوازے گا جن کی ان کے نفس خواہش کریں گے اور ان کی آنکھیں لذت حاصل کریں گی اور وہ ان نعمتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل سعادت وخیر کو اوصاف کاملہ، اخلاق فاضلہ سے موصوف کیا ہے، یعنی عبادت بدنیہ، مثلاً: نماز اور اس پر مداومت، اعمال قلبیہ، مثلاً: خشیت الٰہی جو ہر بھلائی کو دعوت دیتی ہے، عبادات مالیہ، عقائد نافعہ، اخلاق فاضلہ، اللہ تعالیٰ سے معاملہ، اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے بہترین معاملہ، یعنی ان کے ساتھ انصاف کرنا، ان کے حقوق اور ان کی امانتوں کی حفاظت کرنا، ایسے افعال سے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کر کے عفت کامل اختیار کرنا۔ (تفسیر سعدی: 2842/3)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۱﴾

''یہی لوگ وارث ہیں۔ جو فردوس کے وارث ہوں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔'' (المومنون: 11,10)

﴿فَمَالِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِیْنَ﴾

''پھر کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ کی طرف دوڑے چلے آنے والے ہیں؟'' (36)

سوال: عہد رسالت کے کافروں کی جو مذمت کی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿فَمَالِ... مُهْطِعِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿فَمَالِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِیْنَ﴾ ''پھر کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ کی طرف دوڑے چلے آنے والے ہیں؟'' نبی ﷺ کو جھٹلانے والے کافروں کے دنیا اور آخرت میں احوال کا ذکر ہے۔

(2)رب العزت نے ان کافروں کی مذمت کی ہے جو آپ ﷺ کو دیکھتے اور جانچتے رہتے تھے۔ان کے سامنے وحی کی روشنی بھی تھی، وہ رسول اللہ ﷺ سے ظاہر ہونے والے معجزات بھی دیکھتے رہتے تھے پھر بھی آپ ﷺ سے بدکتے تھے۔

﴿عَنِ الْیَمِیْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ عِزِیْنَ﴾

''دائیں بائیں سے گروہ در گروہ''(37)

سوال:﴿عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِیْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِیْنَ﴾ ''دائیں بائیں سے گروہ در گروہ'' یعنی وہ گروہوں اور ٹولیوں میں دائیں بائیں سے بھاگتے رہے۔(2)یعنی وہ سچے دین سے بدکتے رہے اور دائیں بائیں بھاگتے رہے۔

(3)رب العزت نے فرمایا:﴿فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِیْنَ (۴۹) كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ (۵۰) فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ (۵۱)﴾ ''تو انہیں کیا ہے کہ وہ نصیحت سے منہ موڑنے والے ہیں؟ گویا کہ وہ بدکنے والے جنگلی گدھے ہیں۔جو شیر سے بھاگے ہیں۔'' (المدثر:49-51)

﴿اَیَطْمَعُ كُلُّ امْرِیٍٔ مِّنْهُمْ اَنْ یُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِیْمٍ﴾

''کیا اُن میں سے ہر شخص یہ طمع رکھتا ہے کہ وہ نعمت بھری جنت میں داخل کر دیا جائے گا؟''(38)

سوال:﴿اَیَطْمَعُ ... نَعِیْمٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اَیَطْمَعُ كُلُّ امْرِیٍٔ مِّنْهُمْ﴾ ''کیا اُن میں سے ہر شخص یہ طمع رکھتا ہے'' یعنی نبی ﷺ سے کترا کر ادھر اُدھر بھاگنے والے یہ طمع رکھتے ہیں۔

(2)﴿اَنْ یُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِیْمٍ﴾ ''کہ وہ نعمت بھری جنت میں داخل کر دیا جائے گا؟'' یعنی ان میں سے ہر ایک اپنے آپ کو جنتی سمجھتا ہے۔ایک طرف حق سے منہ موڑتے ہیں اور دوسری طرف جنت میں داخلے کی طمع رکھتے ہیں۔

﴿كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا یَعْلَمُوْنَ﴾

''ہرگز نہیں! ہم نے اُن کو جس چیز سے پیدا کیا ہے اسے یہ خود جانتے ہیں''(39)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کافروں کی جنت جانے کی تمنا کا جو جواب دیا گیا ہے، اس کی وضاحت ﴿كَلَّا ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿كَلَّا﴾ ''ہرگز نہیں!'' یعنی معاملہ وہ نہیں ہوگا جو وہ چاہتے ہیں یعنی وہ جنت میں جانے والے نہیں۔ ان کا ٹھکانہ تو جہنم ہے۔

(2) ﴿اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''ہم نے اُن کو جس چیز سے پیدا کیا ہے اسے یہ خود جانتے ہیں'' یعنی ہم نے انھیں اچھل کر گرنے والے پانی سے بنایا جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے۔ پس وہ بہت کمزور ہیں، وہ خود اپنے کسی نفع ونقصان کے مالک نہیں، وہ موت پر قادر ہیں نہ زندگی پر اور نہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر۔ (تفسیر سعدی: 2843/3)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ﴾ ''کیا ہم نے تمھیں ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟'' (المرسلٰت: 20)

(4) ﴿فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ﴾ ''چنانچہ انسان کو چاہیے کہ وہ دیکھے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا۔'' (الطارق: 5)

(5) انسان کی توجہ اس کے مادۂ تخلیق کی طرف اس لئے مبذول کروائی گئی ہے کہ انسان غور کرے کہ کیا اسے تکبر زیب دیتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو جھٹلانا زیب دیتا ہے؟

﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ﴾

''پس میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی! بے شک ہم یقینا قدرت رکھنے والے ہیں'' (40)

سوال: اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے اثبات پر جو قسم کھائی ہے، اس کی وضاحت ﴿فَلَآ ... لَقٰدِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ﴾ ''پس میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی! بے شک ہم یقینا قدرت رکھنے والے ہیں۔'' یعنی اللہ تعالیٰ نے مشرق ومغرب پیدا کیے۔ ان کی قسم اس لیے کھائی ہے کیونکہ ان میں قیامت پر اور ان کی مانند ایسے لوگ لے آنے میں اس کی قدرت پر بڑی نشانیاں ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2843/3)

(2) سورج ہر روز مشرق سے نکلتا ہے لیکن سال کے 365 دنوں میں الگ الگ مقام سے نکلتا ہے اور 365 مقامات سے ہی غروب ہوتا ہے حالانکہ ہر روز مغرب میں ہی غروب ہوتا ہے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''یقینا آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کو پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے لیکن اکثر لوگ جانتے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔'' (غافر:57)

(4)﴿اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ یَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰۤى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ ''اور کیا بھلا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور جو اُن کی تخلیق سے تھکا نہیں، اس پر قادر ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرے؟ ہاں! یقیناوہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔'' (الاحقاف:33)

﴿عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ خَیْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ﴾

''اس پر کہ ہم بدلے میں ان سے اچھے لوگ لے آئیں اور ہم ہرگز عاجز نہیں ہیں'' (41)

سوال: اللہ تعالیٰ کسی چیز سے عاجز نہیں، اس کی وضاحت ﴿عَلٰۤى ... بِمَسْبُوْقِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ خَیْرًا مِّنْهُمْ ۙ﴾ ''اس پر کہ ہم بدلے میں ان سے اچھے لوگ لے آئیں'' یعنی ہم قادر ہیں کہ انہیں ہلاک کر دیں اور ان کی جگہ بہتر لوگوں کو لے آئیں۔ (ایسر التفاسیر:1679) رب العزت نے فرمایا:﴿وَنُنْشِئَكُمْ فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور تمہیں نئے سرے سے اس شکل میں پیدا کر دیں جسے تم نہیں جانتے۔'' (الواقعہ:61)

(2)﴿وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ﴾ ''اور ہم ہرگز عاجز نہیں ہیں'' یعنی اگر ہم کسی کو دوبارہ زندہ کریں تو وہ ہم پر سبقت نہیں لے جا سکتا نہ آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ ہمیں عاجز کر سکتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2844/3)

(3) رب العزت نے فرمایا:﴿نَحْنُ قَدَّرْنَا بَیْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ﴾ ''ہم نے تمہارے درمیان موت کا وقت مقرر کیا ہے اور ہم ہرگز عاجز نہیں ہیں۔'' (الواقعہ:60)

(4)﴿اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝ بَلٰى قٰدِرِیْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ ۝﴾ ''کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہم اُس کی ہڈیاں ہرگز جمع نہ کریں گے؟ کیوں نہیں! ہم اس پر قادر ہیں کہ اُس کی پور پور تک کو درست کر دیں۔'' (القیامہ:4،3)

﴿فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا وَیَلْعَبُوْا حَتّٰى یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ﴾

''چنانچہ اُنہیں چھوڑ دو کہ وہ باتیں بناتے رہیں اور کھیلتے رہیں حتیٰ کہ یہ اپنے اس دن سے آملیں جس کا وہ وعدہ دیے جاتے ہیں'' (42)

سوال: جو نصیحت نہ مانے اسے اس کے حال پر چھوڑ دو، اس کی وضاحت ﴿فَذَرْهُمْ ... یُوْعَدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب(1)﴿فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا وَیَلْعَبُوْا﴾ ''چنانچہ اُنہیں چھوڑ دو کہ وہ باتیں بناتے رہیں اور کھیلتے رہیں'' یعنی جب

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے موت کے بعد کی زندگی اور جزا وسزا کو نہیں مانا اور وہ نافرمانی اور جھٹلانے پر جم گئے تو اب انہیں ان کے باطل عقائد میں، ان کی سرکشی میں گرفتار چھوڑ دیں۔

(2)﴿حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ﴾ ''حتیٰ کہ یہ اپنے اس دن سے آملیں جس کا وہ وعدہ دیے جاتے ہیں'' جب تک وہ دن نہ پالیں جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور جب تک یہ اپنے کفر کا وبال نہ چکھ لیں۔

(3) اللہ رب العزت نے ان کے لیے عبرت ناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(4)﴿وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا﴾ ''اور آپ چھوڑ دو ان لوگوں کو جنہوں نے اپنا دین کھیل اور دل لگی بنا رکھا ہے اور جن کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔'' (الانعام:70)

(5) رب العزت نے فرمایا:﴿فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ (۱۱) الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ (۱۲)﴾ ''چنانچہ اُس دن جھٹلانے والوں کے لئے بڑی تباہی ہے۔ جو فضول بحث میں اچھل کود رہے ہیں۔'' (الطور:12,11)

﴿يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ﴾

''جس دن یہ اپنی قبروں سے تیز دوڑتے ہوئے نکلیں گے گویا کہ وہ کسی گاڑے ہوئے نشان کی طرف دوڑے جا رہے ہیں'' (43)

سوال:﴿يَوْمَ ... يُّوْفِضُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا﴾ ''جس دن یہ اپنی قبروں سے تیز دوڑتے ہوئے نکلیں گے'' یعنی قبروں سے محشر کی طرف دوڑتے ہوں گے۔

(2)﴿كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ﴾ ''گویا کہ وہ کسی گاڑے ہوئے نشان کی طرف دوڑے جا رہے ہیں'' یعنی گویا کہ وہ ایک نشان کا قصد رکھتے ہیں، وہ اس داعی کی آواز کی نافرمانی کر سکیں گے نہ پکارنے والے کی پکار سے ادھر ادھر التفات کریں گے بلکہ ذلیل ومقہور ہو کر رب کائنات کے سامنے پیش ہوں گے۔ (تفسیر سعدی:2844/3)

(3)﴿نُصُبٍ﴾ نصب الشی بمعنی کسی چیز کو سیدھے رخ کھڑا کر دینا اور زمین میں گاڑ دینا اور نصیب اس پتھر کو بھی کہتے ہیں جو بطور نشان راہ گاڑا جاتا ہے نیز نصیب پتھر یا لوہے کے اس مجسمے کو بھی کہتے ہیں جو کسی جگہ بغرض عبادت نصب کر دیا گیا ہو۔ یہ مجسمے عموماً نبیوں، ولیوں اور پیروں یا بادشاہوں کے ہوتے ہیں اور ایسے مقامات جہاں یہ مجسمے نصب ہوں انہیں بھی نصب یا تھان یا استھان یا آستانے کہا جاتا ہے اور نصیب کی جمع نصب یا انصاب آتی ہے۔ گویا نصب کے تین معنی ہوئے (i) نشان راہ کے پتھر (ii) نصب شدہ مجسمے (iii) وہ مقام جہاں مجسمے یا بت نصب ہوں۔ اس آیت میں تینوں معنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مراد ہوسکتے ہیں۔ پہلا معنی اس لحاظ سے کہ ان کا دوڑنا اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اور اضطراری امر ہوگا اور باقی دونوں معنی اس لحاظ سے کہ دنیا میں وہ ایسے بتوں کے مجسموں اور تھانوں کی طرف تیزی سے دوڑ کر جایا کرتے تھے۔ (تیسیر القرآن:523/4)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ (۶) خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ (۷) مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ۖ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ (۸)﴾ ''چنانچہ آپ اُن سے منہ پھیر لیں۔ جس دن پکارنے والا ایک سخت ناگوار چیز کی طرف پکارے گا۔ ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی، وہ اپنی قبروں سے ایسے نکلیں گے گویا وہ منتشر ٹڈیاں ہوں۔ گردن اُٹھا کر پکارنے والے کی طرف دوڑنے والے ہوں گے، کافر کہیں گے ''یہ تو بڑا مشکل دن ہے۔'' (القمر:6-8)

(5) ﴿يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذَٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ﴾ ''جس دن اُن پر سے زمین پھٹ جائے گی اور لوگ (نکل کر) تیزی سے دوڑ رہے ہوں گے، یہ حشر ہم پر بہت ہی آسان ہے۔'' (ق:44)

ع 2/8

﴿خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ﴾

''اُن کی نگاہیں جھکی ہوں گی، ذلت انہیں گھیرے ہوئے ہوگی یہی وہ دن ہے جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا تھا'' (44)

سوال 1: قیامت کے دن لوگوں پر کیسے ذلت چھا رہی ہوگی، اس کی وضاحت ﴿خَاشِعَةً ... يُوعَدُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ﴾ ''اُن کی نگاہیں جھکی ہوں گی'' یعنی ندامت سے ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی

(2) ﴿تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ﴾ ''ذلت انہیں گھیرے ہوئے ہوگی'' ذلت اور اضطراب ان کے دلوں اور عقلوں پر غالب آ جائیں گے، ان کی نگاہیں جھک جائیں گی، تمام حرکات ساکن اور تمام آوازیں منقطع ہو جائیں گی، یہ حال اور یہ انجام اس دن ہوگا ''جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔'' (تفسیر سعدی:2844/3)

(3) ﴿ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ﴾ ''یہی وہ دن ہے جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا تھا'' یعنی یہ وہ دن ہے جس کے عذاب کی وعید دی جاتی تھی اور وہ قیامت کا دن ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور اس کی وعیدوں کا پورا ہونا یقینی ہے۔

سوال 2: قیامت کے وعدے پر کسے یقین آتا ہے؟

جواب: قیامت کے وعدے پر اُسے یقین آتا ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(1) جس کو یہ یقین آجائے کہ میں خود سے وجود میں نہیں آیا مجھے کوئی وجود میں لانے والا ہے۔

(2) جس کو یہ یقین آجائے کہ اس کا خالق عظمت والا، زبردست قوتوں والا، جو چاہے کر گزرنے والا ہے۔

(3) جس کو یہ یقین آجائے کہ اسے بے مقصد پیدا نہیں کیا گیا۔

(4) جس کو یہ یقین آجائے کہ جیسے ہر عمل کا کوئی نہ کوئی نتیجہ نکلنے والا ہے ایسے ہی ہماری زندگی کا بھی نتیجہ نکلنا چاہیے۔

(5) جس کو اللہ تعالیٰ کے انصاف پر یقین آجائے وہ ایک ایسے دن پر یقین ضرور کر لیتا ہے جب انسانوں کے درمیان انصاف ہوگا۔

اٰیَاتُهَا 28	71 - سُوْرَةُ نُوْحٍ مَكِّيَّةٌ - 71	رُكُوْعَاتُهَا 2

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس کے کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: سورہ نوح مکی سورت ہے۔ 2 رکوع اور 28 آیات پر مشتمل ہے۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 71 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے بھی اس کا نمبر 71 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

"یقیناہم نے نوح کو اُس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا کہ اپنی قوم کو خبردار کر دو اس سے پہلے کہ اُن پر دردناک عذاب آجائے"(1)

سوال: رب العزت نے نوح علیہ السلام کو نبوت کے مشن پر بھیجا، اس کی وضاحت ﴿اِنَّاۤ ... اَلِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ﴾ "یقیناہم نے نوح کو اُس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا" اس سورت کا آغاز سیدنا نوح علیہ السلام کے رسالت اور نبوت کے مشن پر فائز کرنے سے ہوتا ہے۔

(2) سیدنا نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا۔ انہوں نے طویل عرصے تک اپنی ذمہ داریاں پوری کیں۔ (3) ﴿اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ "کہ اپنی قوم کو خبردار کر دو اس سے پہلے کہ اُن پر دردناک عذاب آجائے" سیدنا نوح علیہ السلام کو مشن کا ہدف بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونے سے پہلے اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قوم کو خبردار کردیں کہ اگر وہ عذاب آنے سے پہلے توبہ کر کے اپنی اصلاح کرلیں گے تو عذاب نہیں آئے گا۔

﴿قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ﴾

''اُس نے کہا: ''اے میری قوم! یقیناً میں تمہیں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں''(2)

سوال: نوح علیہ السلام نے اپنی دعوت کا آغاز کیسے کیا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ...مُّبِیْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ﴾ ''اُس نے کہا: ''اے میری قوم! یقیناً میں تمہیں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں'' نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق دعوت کا آغاز کردیا۔

(2) سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: میں تمہیں کھلم کھلا کہہ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر جاؤ جو تم پر آنے ہی والا ہے اور سچے دل سے توبہ کر کے اپنی اصلاح کرلو۔ میں تمہارے لیے حق کو واضح کر کے، کھول کھول کر بیان کرنے والا ہوں۔

﴿اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِیْعُوْنِ﴾

''کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اُس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو''(3)

سوال: سیدنا نوح علیہ السلام نے آسمانی عذاب سے بچنے کی کیا صورت واضح فرمائی، اس کی وضاحت ﴿اَنِ...وَاَطِیْعُوْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) سیدنا نوح علیہ السلام نے واضح فرمایا آسمانی عذاب سے بچانے والی تین صورتیں ہیں۔

(i) ﴿اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾ ''کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو'' یعنی خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، یہ اسی کا حق ہے اس کے ساتھ دوسروں کو شریک نہ کریں۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عفیر نامی گدھے پر سوار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے معاذ کیا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے؟'' میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ اس کو عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں لوگوں کو اس کی خوشخبری دے دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں (ورنہ) وہ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے۔'' (صحیح مسلم:144)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ii)﴿وَاتَّقُوْهُ﴾ ''اور اُس سے ڈرو'' سیدنا نوح علیہ السلام نے آسمانی عذاب سے بچانے والی دوسری صورت سے آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہو۔ تقویٰ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید باندھ کر اس کی اطاعت کرنا اور اس کے عذاب کا خوف رکھتے ہوئے اس کے روکے سے رک جانا۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ سے امید باندھنے اور اس سے خوف رکھنے کی دعوت دی۔

(iii)﴿وَاَطِیْعُوْنِ﴾ ''اور میری اطاعت کرو'' سیدنا نوح علیہ السلام نے آسمانی عذاب سے بچانے والی تیسری صورت سے آگاہ فرمایا کہ میری اطاعت کرو یعنی میری نصیحت قبول کرو۔ (جامع البیان:96/9)

(2) رب العزت نے فرمایا:﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا﴾ ''اور جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے منہ موڑا تو ہم نے ان پر آپ کو نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ہے۔'' (النساء:79،80)

﴿یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَیُؤَخِّرْكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ

''وہ تمہارے لیے تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور ایک مقررہ مدت تک تمہیں مہلت دے گا۔ اللہ تعالیٰ کا مقررہ وقت

اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

جب آجاتا ہے تو موخر نہیں کیا جاتا، کاش! تم جانتے ہوتے'' (4)

سوال 1: اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تقویٰ کی دعوت قبول کرنے کی صورت میں سیدنا نوح علیہ السلام نے قوم کو کیا خوش خبری دی، اس کی وضاحت ﴿یَغْفِرْ ... مُّسَمًّى﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ﴾ ''وہ تمہارے لیے تمہارے گناہ معاف کر دے گا'' یعنی سیدنا نوح علیہ السلام نے قوم کو خوش خبری دی کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کا تقویٰ اختیار کر کے میری اطاعت کرو گے تو وہ تمہارے بڑے بڑے گناہ معاف کر دے گا جن کی وجہ سے تم عذاب کے مستحق بن چکے تھے۔

(2)﴿وَیُؤَخِّرْكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ ''اور ایک مقررہ مدت تک تمہیں مہلت دے گا'' یعنی ایک مقررہ مدت تک تم سے ہلاکت کو ہٹا دے گا اور دنیا میں باقی رہنے کی مقدار ایک مقررہ وقت تک مؤخر کر دی جائے گی۔

(3) یعنی وہ تمہاری عمروں میں برکت عطا فرمائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) سیدنا ابن شماسہ مہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب وہ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ وہ بہت دیر تک روتے رہے اور چہرہ مبارک دیوار کی طرف پھیر لیا۔ ان کے بیٹے ان سے کہہ رہے تھے کہ ابا جان! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کو اس طرح بشارت نہ دی؟ کیا اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کو یہ خوشخبری نہیں سنائی؟ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ادھر متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ہمارے نزدیک سب سے افضل عمل اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور مجھ پر تین دور گزرے ہیں ایک دور تو وہ ہے جو تم نے دیکھا کہ میرے نزدیک اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ کوئی مبغوض نہیں تھا اور مجھے یہ سب سے زیادہ پسند تھا کہ آپ ﷺ پر قابو پا کر آپ ﷺ کو قتل کر دوں اگر میری موت اس حال میں آجاتی تو میں دوزخی ہوتا پھر جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈالی تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھائیں تاکہ میں آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کروں۔ آپ ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمرو! کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کیا کہ ایک شرط ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا شرط ہے؟'' میں نے عرض کیا: یہ شرط کہ کیا میرے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمرو کیا تو نہیں جانتا کہ اسلام لانے سے اس (شخص) کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور ہجرت سے اس کے سارے گزشتہ گناہ اور حج کرنے سے بھی اس کے گزشتہ سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں'' اور (پھر اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی سے محبت نہیں تھی اور نہ آپ ﷺ سے بڑھ کر میری نظر میں کسی کی عظمت تھی اور اگر کوئی مجھ سے آپ ﷺ کی صورت مبارک کے متعلق پوچھتا تو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں آپ ﷺ کو (بوجہ عظمت وجلال) دیکھ نہ سکا مگر اس حال میں میری موت آجاتی تو مجھے جنتی ہونے کی امید تھی پھر اس کے بعد ہمیں کچھ ذمہ داریاں دی گئیں۔ اب مجھے پتہ نہیں کہ میرا کیا حال ہوگا؟ پس جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے جنازے کے ساتھ نہ کوئی رونے والی ہو اور نہ آگ ہو جب تم مجھے دفن کر دو تو مجھ پر مٹی ڈال دینا اس کے بعد میری قبر کے اردگرد اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ تمہارے قرب سے مجھے اُنس حاصل ہو اور میں دیکھ لوں کہ میں اپنے رب (عزوجل) کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ (صحیح مسلم:321)

سوال 2: ﴿اِنَّ ... تَعْلَمُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ﴾ ''اللہ تعالیٰ کا مقررہ وقت جب آجاتا ہے تو موخر نہیں کیا جاتا'' یعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موت کا وقت مقرر ہے، اپنے وقت پر اسے ضرور آنا ہے۔

(2)﴿لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ ''کاش! تم جانتے ہوتے'' کاش تم علم رکھتے تو اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے، نہ حق کے ساتھ دشمنی رکھتے۔

﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَهَارًا﴾

''اُس نے کہا: ''اے میرے رب یقیناً میں نے اپنی قوم کو دن رات دعوت دی ہے'' (5)

سوال: سیدنا نوح علیہ السلام نے 950 سالہ طویل جدوجہد کی رپورٹ پیش کرنے کا آغاز کیسے کیا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ...وَّ نَهَارًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَهَارًا﴾ ''اُس نے کہا: ''اے میرے رب یقیناً میں نے اپنی قوم کو دن رات دعوت دی ہے۔'' سیدنا نوح علیہ السلام نے 950 سال تک اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا۔ اب سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی رپورٹ پیش کی کہ اے میرے رب میں نے انہیں تیرے راستے پر لانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ رات دن اس سلسلے کو جاری رکھا، ہر ممکن جتن کیے، ہر طرح سمجھایا، ہر تکلیف برداشت کی۔

(2) یعنی تو خوب جانتا ہے کہ میں نے کتنے جتن کیے کہ وہ تیرے قریب آجائیں۔

﴿فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا﴾

''میرے بلانے نے دور بھاگنے کے سوا ان میں کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا'' (6)

سوال 1: ﴿فَلَمْ...فِرَارًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا﴾ ''میرے بلانے نے دور بھاگنے کے سوا ان میں کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا'' سیدنا نوح علیہ السلام نے رب العزت کے سامنے قوم کی صورت حال بیان کرتے ہوئے فرمایا: میں نے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی عبادت کی دعوت دی تو انہوں نے مجھ سے اور جس چیز کی طرف میں نے بلایا اس سے فرار کا راستہ اختیار کیا۔ (2) یعنی انہوں نے تیری اطاعت سے فرار کا راستہ اختیار کیا۔

(3) یعنی ان کی حق سے نفرت میں اضافہ ہوا اور دعوت کا کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔

سوال 2: دعوت الی اللہ کا فائدہ کب حاصل ہوتا ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: دعوت الی اللہ کا فائدہ تب حاصل ہوتا ہے جب دعوت کے تمام مقاصد یا ان سے کچھ مقاصد حاصل ہوں۔ (تفسیر سعدی:2847/3)

﴿وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا

”اور یقیناً جب بھی میں نے دعوت دی اُن کو تا کہ تو اُن کو معاف کر دے تو اُنہوں نے اپنے کانوں میں اُنگلیاں ڈال لیں اور انہوں نے

ثِیَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا﴾

اپنے کپڑے اوڑھ لیے اور ضد پر اَڑ گئے اور تکبر کیا، بڑا تکبر کرنا“ (7)

سوال: ﴿وَاِنِّیْ ... اسْتِكْبَارًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ﴾ ”اور یقیناً جب بھی میں نے دعوت دی اُن کو تا کہ تو اُن کو معاف کر دے“ یعنی جب بھی میں نے انہیں پکارا تا کہ وہ اس دعوت کو قبول کر لیں اور انہیں بخش دیا جائے۔

(2) ﴿جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ﴾ ”تو اُنہوں نے اپنے کانوں میں اُنگلیاں ڈال لیں“ انہوں نے اس ڈر سے اپنی انگلیاں کانوں میں ٹھونس لیں کہ تیری طرف بلانے کے لیے جو دعوت میں انہیں دوں کہیں ان کے کانوں میں نہ پڑ جائے۔

(3) رب العزت نے ان کی بیماری کو واضح کرتے ہوئے فرمایا: ﴿كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ﴾ ”مشرکین پر بہت گراں ہے جس کی طرف آپ اُنہیں دعوت دیتے ہیں۔“ (الشوریٰ:13)

(4) ﴿فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ﴾ ”تو اس کی قوم میں سے سرداروں نے کہا جنہوں نے کفر کیا: ”ہم تمہیں اپنے جیسا انسان ہی دیکھتے ہیں اور ہم نہیں دیکھتے کہ سطحی رائے رکھنے والے ہمارے کم ترین افراد کے علاوہ کسی نے بھی تیری پیروی کی ہو اور ہم نہیں دیکھتے اپنے آپ پر تمہاری کوئی برتری بلکہ ہم تمہیں جھوٹا ہی سمجھتے ہیں۔“ (ہود:27)

(5) ﴿وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ﴾ ”اور انہوں نے اپنے کپڑے اوڑھ لیے“ انہوں نے حق سے بغض رکھنے کی وجہ سے منہ پر کپڑے ڈال لیے تا کہ میرا چہرہ نہ دیکھ پائیں۔ اسی طرح سے رسول اللہ ﷺ جب دعوت دیتے تھے تو کافر اپنے آپ کو ڈھانپتے تھے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَآ اِنَّهُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِیَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِیْنَ یَسْتَغْشُوْنَ ثِیَابَهُمْ ۙ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ ”سن لو وہ اپنے سینوں کو بلاشبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موڑتے ہیں تاکہ وہ اس سے چھپ جائیں، سن لو! جب وہ اپنے کپڑوں کو اچھی طرح اوڑھتے ہیں، وہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں، بے شک وہ سینوں والی بات کو خوب جاننے والا ہے۔" (ہود:5)

(6) مکہ کے قریشی بھی نبی ﷺ کی دعوت، قرآن وحدیث کی دعوت سننا گوارہ نہیں کرتے تھے اور دوسروں کے قرآن سننے میں بھی رکاوٹ ڈالتے تھے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ﴾ "اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے کہا کہ اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں شور کرو تاکہ تم غالب آجاؤ۔" (حٰمٓ السجدۃ:26)

(7) ﴿وَاَصَرُّوْا﴾ "اور ضد پر اڑ گئے" ابن زید نے کہا کہ انہوں نے اپنے شر اور کفر پر اصرار کیا۔ (جامع البیان:98/29)

(8) ﴿وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا﴾ "اور تکبر کیا، بڑا تکبر کرنا" یعنی انہوں نے حق کے مقابلے میں بڑا تکبر کیا جس کی وجہ سے ان کے شر میں اضافہ ہوا۔

(9) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو جنت میں داخل نہیں ہوگا۔" ایک شخص نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! بے شک آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کی جوتی اچھی ہو (تو کیا یہ بھی تکبر ہے)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے، (یہ تکبر نہیں) تکبر تو حق بات کو ٹھکرا دینا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔" (مسلم:263)

﴿ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا﴾

"پھر میں نے انہیں با آواز بلند دعوت دی" (8)

سوال: ﴿ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا﴾ "پھر میں نے انہیں با آواز بلند دعوت دی" یعنی میں نے تیری توحید اور تیری عبادت کی دعوت دی اور شرک چھوڑنے کے لیے انہیں علانیہ دعوت دی۔ یعنی بھرے مجمع میں بھی انہیں سمجھایا۔

﴿ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا﴾

"پھر میں نے انہیں اعلانیہ اور خفیہ دعوت دی، بہت خفیہ" (9)

سوال: ﴿ثُمَّ ... اِسْرَارًا﴾ کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا﴾ ''پھر میں نے اُنہیں علانیہ اور خفیہ دعوت دی، بہت خفیہ۔'' سیدنا نوح علیہ السلام نے دعوت کی حرص اور خیر خواہی کی وجہ سے انہیں ہر طریقے سے دعوت دی علانیہ بھی اور پوشیدہ طریقے سے بھی۔(2) یعنی سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنے رب سے کہا کہ میں نے تنہائی میں اور مجمعوں میں ہر طریقے سے انہیں سمجھایا تا کہ وہ راہِ راست پر آجائیں اور جہنم کی آگ سے بچ جائیں۔

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا﴾

''تو میں نے کہا کہ اپنے رب سے بخشش مانگ لو! یقیناوہ ہمیشہ سے بہت معاف کرنے والا ہے'' (10)

سوال: توبہ سے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿فَقُلْتُ... غَفَّارًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ﴾ ''تو میں نے کہا کہ اپنے رب سے بخشش مانگ لو!'' یعنی سیدنا نوح علیہ السلام نے انہیں گناہوں کو چھوڑنے اور بخشش طلب کرنے کی دعوت دی۔

(2)﴿اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا﴾ ''یقیناوہ ہمیشہ سے بہت معاف کرنے والا ہے'' گناہ گار جب گناہ پر نادم ہوکر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے تو جہانوں کا بادشاہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور کثرت سے اس کے گناہ بخش دیتا ہے خواہ وہ شرک ہی کیوں نہ ہو۔ یقیناوہ بڑا غفور ورحیم ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے گناہوں کی بخشش اور اس پر جو اجر وثواب ہے اور جو عذاب دور ہوتا ہے اس کی رغبت دلائی ہے۔

(4) ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بارش کی دعا مانگنے کے لیے منبر پر چڑھے تو یہی آیت پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی بھی مانگی اور استغفار کی آیتیں پڑھیں۔ پھر فرمایا: میں نے تمام آسمانی راہوں سے جن سے بارش مانگی جاسکتی ہے مانگ لی ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 2130/2)

﴿يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا﴾

''وہ آسمان سے تم پر موسلا دھار بارشیں برسائے گا'' (11)

سوال: ﴿يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے سچے دل سے توبہ کر کے گناہوں سے معافی مانگ کر، فرماں برداری کی زندگی گزارنے کے لیے دنیا کی فوری بھلائی کے ذریعے سے ترغیب دی ہے۔ ﴿يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا﴾ ''وہ آسمان سے تم پر موسلا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دھار بارشیں برسائے گا۔'' یعنی تم پر بارش اور روزی کی فراوانی ہوگی۔ آسمانی اور ارضی برکتوں سے خوش حال ہو جاؤ گے۔ بارش سے جانوروں کے تھن دودھ سے بھرے رہیں گے۔ پھلوں کی کثرت ہوگی۔ ہر جگہ آب رواں اور دل کش سماں ہوگا۔

﴿وَّ یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ یَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾

''اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے لیے باغات پیدا کر دے گا اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا'' (12)

سوال: ﴿وَّ یُمْدِدْكُمْ ... اَنْهٰرًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّ یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ﴾ ''اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا'' یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے اموال میں، جن کے ذریعے سے تم دنیا کی ہر وہ چیز حاصل کرتے ہو، جس کی تمھیں طلب ہوتی ہے اور تمھاری اولاد میں کثرت عطا کرے گا۔ یہ دنیا کی لذتوں اور اس کے مطالب کی انتہا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2848,2847/3)

(2) یعنی مال اور اولاد میں برکتیں اور چاروں طرف نعمتیں ہوں گی۔

(3) ﴿وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ یَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾ ''اور تمہارے لیے باغات پیدا کر دے گا اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا'' یعنی پھلوں کی بھرمار اور کثرت پیداوار ہوگی۔ جگہ جگہ آب رواں ہوگا اور نہروں اور چشموں کا دل خوش کن سماں ہوگا۔ (سراج المنیر: 2130/2)

(4) رب العزت نے دنیا کی زینت یعنی مال اور اولاد کی رغبت دلائی تا کہ وہ اللہ تعالیٰ والے بن جائیں۔

﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَ قَارًا﴾

''تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے تم کسی وقار کی توقع نہیں رکھتے؟'' (13)

سوال: ﴿مَا لَكُمْ ... وَقَارًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا﴾ ''تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے تم کسی وقار کی توقع نہیں رکھتے؟'' تمہیں کیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیے اس سے خوف نہیں کھاتے اور تمہارے ہاں اللہ تعالیٰ کی کوئی قدر نہیں۔ (تفسیر سعدی: 2848/3) (2) عوفی نے کہا: تمہیں کیا ہے تم اللہ تعالیٰ کی عظمت کو ہی نہیں جانتے۔ (قرطبی: 222/9)

(3) یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت سے غافل اور اس کے جلال اور اس کی سطوت سے جاہل کیوں بن گئے ہو؟

(4) (i) جتنا اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے تم اللہ تعالیٰ سے اتنا کیوں نہیں ڈرتے؟ (ii) تم اللہ تعالیٰ کی عظمت اور خوف کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے اسے ایک کیوں نہیں پاتے۔(iii) تم اللہ تعالیٰ کی عظمت کے خوف سے اس کی اطاعت کیوں نہیں کرتے؟

﴿وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا﴾

”حالانکہ یقیناً اُس نے تمہیں مختلف حالتوں میں پیدا کیا ہے“(14)

سوال:﴿وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا﴾”حالانکہ یقیناً اُس نے تمہیں مختلف حالتوں میں پیدا کیا ہے“ اَطْوَارا۔ طَوْر کسی چیز کی ایسی حالت کو کہتے ہیں جو اندازے کے مطابق کچھ مدت بعد تدریجی تبدیلی چاہتی ہو۔اور تَطَوُّر بمعنی ایک حالت سے دوسری یا اگلی حالت میں تبدیل ہونا۔سوچا جائے تو انسان اطوار ہی کا مجموعہ اور مظہر ہے۔(تیسیر القرآن:527/4)

(2)یعنی ماں کے پیٹ میں،تخلیق کے مختلف مراحل میں پیدا کیا، پھر رضاعت، پھر سن طفولیت، پھر سن تمیز اور پھر جوانی میں منتقل کیا، پھر اس مرحلے میں لے گیا جہاں تمام مخلوق پہنچتی ہے۔پس وہ ہستی جو تخلیق اور بے مثال تدبیر میں منفرد ہے، صرف اسی کے لیے عبادات اور توحید مختص ہے۔بندوں کی تخلیق کی ابتدا کے ذکر میں معاد کی طرف اشارہ ہے اور وہ ہستی جو انہیں عدم سے وجود میں لائی، ان کے مرنے کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔(تفسیر سعدی:2848/3)

(3)رب العزت نے فرمایا:﴿ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ﴾”پھر ہم نے نطفے کو جما ہوا خون بنایا، پھر ہم نے اس جمے ہوئے خون کو بوٹی بنا دیا، پھر ہم نے اس بوٹی کو ہڈیاں بنایا، پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت پہنایا، پھر ہم نے اُسے ایک دوسری صورت میں بنا کھڑا کیا، سو بڑا ہی برکت والا ہے اللہ تعالیٰ، بہترین پیدا کرنے والا ہے۔“(المؤمنون:14)

﴿اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا﴾

”کیا تم نے دیکھا نہیں کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے اوپر نیچے سات آسمان پیدا کیے ہیں؟“(15)

سوال:اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے لیے آسمانوں کی تخلیق سے استدلال کیا ہے،اس کی وضاحت﴿اَلَمْ ... طِبَاقًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا﴾”کیا تم نے دیکھا نہیں کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے اوپر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نیچے سات آسمان پیدا کیے ہیں؟'' رب العزت نے اپنی قدرت کے لیے آسمانوں کی تخلیق سے استدلال کیا ہے جن کی تخلیق انسانوں سے زیادہ بڑی ہے۔(2) اوپر تلے سات آسمان بنانے سے مراد ہے ہر آسمان کو دوسرے آسمان کے اوپر پیدا کیا۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَفَلَمْ یَنْظُرُوْۤا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَزَیَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ﴾ ''تو کیا اُنہوں نے اپنے اوپر آسمان نہیں دیکھا؟ کس طرح ہم نے اُسے بنایا؟ اور ہم نے اُسے زینت دی؟ اور اُس کے لیے کوئی شگاف نہیں ہے۔'' (ق:6)

﴿وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا﴾

''اور اُن میں چاند کو نور بنایا اور سورج کو چراغ بنایا'' (16)

سوال: ﴿وَّجَعَلَ الْقَمَرَ ... سِرَاجًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا﴾ ''اور اُن میں چاند کو نور بنایا'' یعنی زمین والوں کے لیے چاند کو نور بنایا۔

(2) ﴿وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا﴾ ''اور سورج کو چراغ بنایا'' اس میں ان اشیاء کی تخلیق کے بڑے ہونے، نیز سورج اور چاند کے فوائد کی کثرت کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے بے پایاں احسان پر دلالت کرتی ہے۔ پس وہ عظیم اور رحیم ہستی، مستحق ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے، اس سے محبت کی جائے، اس سے ڈرا جائے اور امید رکھی جائے۔ (تفسیر سعدی:2848/3)

(3) ﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ﴾ ''وہی ہے جس نے سورج کو تیز روشنی اور چاند کو نور بنایا ہے اور اس کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ نہیں پیدا کیا مگر حق کے ساتھ، وہ ان لوگوں کے لیے نشانیاں کھول کر بیان کرتا ہے جو علم رکھتے ہیں۔'' (یونس:5)

﴿وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں زمین سے اُگایا ہے، خاص طریقے سے اُگانا'' (17)

سوال: ﴿وَاللّٰهُ ... نَبَاتًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں زمین سے اُگایا ہے، خاص طریقے سے اُگانا'' یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا جس طرح نباتات زمین کی مٹی سے پیدا ہوتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)یعنی تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اور تم ان کی صلب میں تھے۔

(3)رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ﴾ ”بلاشبہ عیسیٰ کی مثال اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم کی مثال جیسی ہے، اللہ تعالیٰ نے اُس (آدم) کو مٹی سے بنایا پھر اس سے کہا کہ ہو جا تو وہ ہو گیا۔“ (آل عمران:59)

﴿ثُمَّ یُعِیْدُكُمْ فِیْهَا وَیُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا﴾

”پھر وہ تمہیں اس میں لوٹائے گا اور تمہیں نکالے گا، خاص طریقے سے نکالنا“ (18)

سوال:﴿ثُمَّ ... اِخْرَاجًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ثُمَّ یُعِیْدُكُمْ فِیْهَا﴾ ”پھر وہ تمہیں اس میں لوٹائے گا“ یعنی موت کے بعد تمہیں زمین میں واپس لے جاتا ہے اور اسی میں تمہیں دفن کیا جاتا ہے۔ (ایسر التفاسیر:1682)

(2)﴿وَیُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا﴾ ”اور تمہیں نکالے گا، خاص طریقے سے نکالنا“ یعنی قیامت کے دن حساب کتاب اور جزا کے لیے تمہیں زمین سے نکالے گا۔

(3)رب العزت نے فرمایا:﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى﴾ ”اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے اور اسی میں سے ہم تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔“ (طٰہٰ:55)

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا﴾

”اور اللہ تعالیٰ نے زمین کو تمہارے لیے ایک فرش بنا دیا“ (19)

سوال:﴿وَاللّٰهُ ... بِسَاطًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا﴾ ”اور اللہ تعالیٰ نے زمین کو تمہارے لیے ایک فرش بنا دیا“ یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین کو تمہارے آرام کے لیے پھیلا دیا۔

(2)اگر وہ زمین کو نہ پھیلاتا تو کھیتی باڑی، باغات اگانا، عمارات بنانا اور ان میں رہائش اختیار کرنا ممکن نہ ہوتا۔

﴿لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا﴾

”تاکہ تم اس کے کھلے راستوں میں چلو“ (20)

سوال:﴿لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا﴾ کی وضاحت کریں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿لِّتَسۡلُكُوۡا مِنۡهَا سُبُلًا فِجَاجًا﴾ ''تاکہ تم اس کے کھلے راستوں میں چلو'' یعنی زمین کو پھیلا کر تمہارے لیے اس میں چلنا پھرنا اور نفع اٹھانا ممکن بنادیا۔

(2) اللہ تعالیٰ نے زمین کو کھینچ کر ٹھہرانے کے لیے اس میں پہاڑوں کی میخیں ٹھونک دیں تاکہ تم زمین پر ٹھہر سکو، جہاں چاہو چل پھر سکو۔(3) رب العزت نے فرمایا:﴿وَجَعَلۡنَا فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِهِمۡ وَجَعَلۡنَا فِیۡهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمۡ یَهۡتَدُوۡنَ﴾ ''اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے کہ وہ انہیں ہلا نہ دے اور اس میں ہم نے کشادہ راستے بنائے تاکہ وہ راہ نمائی پائیں۔'' (الانبیاء:31)

﴿قَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ اِنَّهُمۡ عَصَوۡنِیۡ وَاتَّبَعُوۡا مَنۡ لَّمۡ یَزِدۡهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ

''نوح نے کہا:''اے میرے رب! اُنہوں نے میری نافرمانی کی ہے اور اس کی پیروی کی جس کے مال اور اولاد

اِلَّا خَسَارًا﴾

نے اُس کے خسارے کے سوا کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا'' (21)

سوال: گناہ گاروں کے لیے مال اور اولاد کی کثرت استدراج ہے، اس کی وضاحت ﴿قَالَ ... اِلَّا خَسَارًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قَالَ نُوۡحٌ﴾ ''نوح نے کہا:'' سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنے رب کے سامنے قوم کی صورت حال رکھتے ہوئے کہا۔

(2)﴿رَّبِّ اِنَّهُمۡ عَصَوۡنِیۡ﴾ ''اے میرے رب! اُنہوں نے میری نافرمانی کی ہے'' یعنی قوم کو میری نصیحت نے کوئی فائدہ نہیں دیا۔ انہوں نے میرے ہر حکم کی نافرمانی کی ہے۔

(3) سیدنا نوح علیہ السلام نے انہیں ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت، تقویٰ، اطاعت اور استغفار کا حکم دیا تھا جس کی انہوں نے نافرمانی کی۔

(4)﴿وَاتَّبَعُوۡا مَنۡ لَّمۡ یَزِدۡهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا﴾ ''اور اس کی پیروی کی جس کے مال اور اولاد نے اُس کے خسارے کے سوا کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا'' یعنی انہیں بڑے لوگوں اور اشراف کی پیروی نے ہلاکت میں ڈالا۔ ان کے مال اور اولاد نے انہیں خسارے میں ڈالا۔

(5) وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے غافل اور دنیا میں مست تھے حالانکہ نافرمانیوں کے ساتھ مال کی فراوانی اور اولاد کی کثرت استدراج کے طور پر تھی مگر وہ اسے تیری رضا اور اپنی عزت سمجھنے لگے۔(6) ان کے لیے یہ خسارہ آخرت کا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا﴾

''اور اُنہوں نے خفیہ تدبیر کی، بہت بڑی خفیہ تدبیر''(22)

سوال: قوم نوح کے رؤسا کی خفیہ تدبیر کی وضاحت ﴿وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا﴾ ''اور اُنہوں نے خفیہ تدبیر کی، بہت بڑی خفیہ تدبیر'' یعنی ان کے رؤساء نے حق کی دشمنی میں بڑی چال چلی۔ انہوں نے قوم کو سخت دھوکے میں رکھا اور انہیں یہی سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہے جبھی تو ہمیں نوازرکھا ہے اگر وہ ناراض ہوتا تو ہمیں مال و دولت اور عزت وجاہ سے کیوں نوازتا؟

(2) قیامت کے دن ان رؤساء کو عوام یہی کہہ کر جھٹلائیں گے: ﴿بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۳۳) وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ (۳۴)﴾ ''بلکہ دن رات کی مکاری تھی جب تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کفر کریں اور اُس کے ساتھ شریک بنائیں اور وہ ندامت کو چھپائیں گے جب وہ عذاب کو دیکھیں گے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا ہم اُن کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے انہیں بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر جو وہ عمل کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے کسی بستی میں کوئی خبردار کرنے والا نہیں بھیجا مگر اُس کے خوش حال لوگوں نے کہا: ''یقیناً ہم اُس کا کفر کرنے والے ہیں جس کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے۔''(سبا:34,33)

﴿وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ

''اور اُنہوں نے کہا کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ وَدّ کو چھوڑنا اور نہ سُواع کو اور نہ ہی یغوث

وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا﴾

اور یعوق اور نسر کو''(23)

سوال: رؤسائے قوم نوح نے بتوں سے وابستگی کا حکم دیا، اس کی وضاحت ﴿وَقَالُوْا ... وَنَسْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَقَالُوْا﴾ ''اور اُنہوں نے کہا'' رؤسائے قوم نے شرک کی دعوت دیتے ہوئے کہا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ﴾ ''کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا'' یعنی اپنے دیوی دیوتاؤں کو نہ چھوڑیں۔اس دین کو نہ چھوڑیں جن پر ان کے آباء تھے۔

(3)﴿وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا﴾ ''اور نہ وَدّ کو چھوڑنا اور نہ سُواع کو اور نہ ہی یغوث اور یعوق اور نسر کو'' انہوں نے پانچ بتوں کے نام لیتے ہوئے ان سے دائمی وابستگی کی تلقین کی۔

(4)سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جو بت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں پوجے جاتے تھے بعد میں وہی عرب میں پوجے جانے لگے۔ودد دومۃ الجندل میں بنی کلب کا بت تھا۔سواع بن ہذیل کا۔یغوث بنی مراد کا اور مراد کی شاخ بنی غطیف کا جو وادی اجوف میں قوم سبا کے پاس رہتے تھے، یعوق بنی ہمدان کا بت تھا۔نسر حمیر کا بت تھا جو ذوالکلاع کی آل میں سے تھے۔یہ پانچوں سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام تھے۔جب ان کی موت آ گئی تو شیطان نے ان کے دل میں ڈالا کہ اپنی مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھتے تھے ان کے بت قائم کر لیں اور ان بتوں کے نام اپنے نیک لوگوں کے ناموں پر رکھ لیں چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔اس وقت ان بتوں کی پوجا نہیں ہوتی تھی لیکن جب وہ لوگ مر گئے جنہوں نے بت قائم کئے تھے اور علم لوگوں میں نہ رہا تو ان کی پوجا ہونے لگی۔(صحیح بخاری:4920)

(5)سیدنا نوح علیہ السلام کے دور میں جن بڑے بڑے بتوں کی پوجا ہوتی تھی ان میں سے صرف وہ معبود ذکر کیے ہیں جنہیں بعد میں اہل عرب نے بھی پوجنا شروع کر دیا تھا۔چنانچہ ''ودّ'' قبیلہ قضاعۃ کی شاخ بنی کلب بن وبرہ کا معبود تھا۔جس کا استھان انہوں نے ''دومۃ الجندل'' میں بنا رکھا تھا۔''سواع'' قبیلہ ہذیل کی دیوی تھی اور اس کا بت عورت کی شکل میں بنایا گیا تھا۔''یغوث'' قبیلہ طے کی شاخ اُنعُم اور قبیلہ مذحج کی بعض شاخوں کا معبود تھا۔''یعوق'' یمن کے علاقہ ہمدان قبیلہ ہمدان کا معبود تھا۔اور ''نسر'' قبیلہ حمیر کی شاخ آل ذوالکلاع کا معبود تھا! (ترجمان القرآن:3/528,529)

﴿وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا﴾

''اور یقیناً اُنہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا اور ان ظالموں کو گمراہی کے سوا کسی چیز میں نہ بڑھانا''(24)

سوال:سیدنا نوح علیہ السلام نے قوم کے لیے بددعا کی،اس کی وضاحت ﴿وَقَدْ اَضَلُّوْا ... اِلَّا ضَلٰلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا﴾ ''اور یقیناً اُنہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا'' یعنی ان رؤسائے قوم نے اپنی دعوت سے بہت لوگوں کو گمراہ کیا کیونکہ ان کی پرستش کا رواج صدیوں سے چلا آ رہا تھا۔عرب وعجم کی اکثر قومیں اس بت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرستی کے مرض میں مبتلا ہیں جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی۔﴿وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ (۳۵) رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ (۳۶)﴾ ''اور مجھے اور میری اولاد کو بچا لیجیے کہ ہم بتوں کی عبادت کریں! اے میرے رب! بلاشبہ ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا۔'' (ابراہیم:36,35)

(2)﴿وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا﴾ ''اور ان ظالموں کو گمراہی کے سوا کسی چیز میں نہ بڑھانا'' میرے ان کو حق کی دعوت دینے کے وقت اگر وہ گمراہ ہوتے تو یہ مصلحت تھی مگر ان سرداروں کی دعوت سے ان کی گمراہی میں اضافہ ہی ہوا ہے، یعنی اب ان کی کامیابی اور اصلاح کا کوئی امکان باقی نہیں۔ (تفسیر سعدی:2849/3)

(3) یعنی ہماری آیات ان کے کفر ہی میں اضافے کا اور ان کے دلوں پر مہر لگانے کا سبب بنتی ہیں یہاں تک کہ وہ حق کی طرف ہدایت نہیں پاتے۔

(4) سرکشوں پر دو نبیوں نے بددعا کی۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے یہ بددعا دی اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کے سرداروں پر بددعا کی تھی۔﴿وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ﴾ ''اور موسیٰ نے کہا کہ اے ہمارے رب! بلاشبہ آپ نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں زینت اور اموال دیے ہیں اے ہمارے رب! تاکہ وہ لوگوں کو آپ کی راہ سے بھٹکا دیں؟ اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو مٹا دے اور ان کے دلوں پر سخت گرہ لگا دے، سو وہ ایمان نہ لائیں حتیٰ کہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔'' (یونس:88)

﴿مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا﴾

''اپنی خطاؤں کی وجہ سے غرق کیے گئے، چنانچہ وہ آگ میں داخل کر دیے گئے، پھر اللہ تعالیٰ کے سوا انہوں نے اپنا کوئی مددگار نہ پایا'' (25)

سوال: مجرموں کو ان کے گناہ لے ڈوبے، اس کی وضاحت﴿مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ ... اَنْصَارًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا﴾ ''اپنی خطاؤں کی وجہ سے غرق کیے گئے'' یعنی وہ اپنے گناہوں کی کثرت، کفر، سرکشی اور سیدنا نوح علیہ السلام کو جھٹلانے کی وجہ سے ڈوبے۔

(2)﴿فَاُدْخِلُوْا نَارًا﴾ ''چنانچہ وہ آگ میں داخل کر دیے گئے'' یعنی ان کے جسم تو پانی میں چلے گئے اور روحیں آگ کے حوالے کر دی گئیں۔ یہ ان کے گناہوں کی نحوست تھی جس سے سیدنا نوح علیہ السلام نے آگاہ کیا مگر انہوں نے اسے کوئی اہمیت نہ دی یہاں تک کہ ان پر عذاب نازل ہو گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور دفن کر کے لوگ پیٹھ موڑ کر رخصت ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ پھر دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اس شخص کے متعلق تمہارا کیا اعتقاد ہے؟ وہ جواب دیتا ہے؟ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اس جواب پر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ دیکھ جہنم کا اپنا ٹھکانہ لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جنت میں ایک مکان اس کے بدلے بنا دیا ہے۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر اس بندہ مومن کو جنت اور جہنم دونوں دکھائی جاتی ہیں اور رہا کافر یا منافق اس کا جواب یہی ہوتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں۔ میں نے لوگوں کو یہ بات کہتے سنا تھا تو میں بھی وہی کہتا رہا۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ نہ تو نے کچھ سمجھا اور نہ اچھے لوگوں کی پیروی کی۔ اس کے بعد اسے ایک لوہے کے ہتھوڑے سے بڑے زور سے مارا جاتا ہے اور وہ اتنے بھیانک طریقے سے چیختا ہے کہ انسان اور جن کے سوا اردگرد کی تمام مخلوق سنتی ہے۔'' (بخاری:1338)

(4) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب جہنم اور عذاب قبر سے پناہ مانگی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ﴾ ''اے اللہ میں جہنم کی آگ سے تیری پناہ مانگتا ہوں، قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں، مسیح دجال (کانا دجال) کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور موت اور زندگی کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' (سنن نسائی:5521)

(5) ﴿فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا﴾ ''پھر اللہ تعالیٰ کے سوا انہوں نے اپنا کوئی مددگار نہ پایا۔'' یعنی جب ان پر عذاب نازل ہوا انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی مددگار نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرنے کی کس میں قدرت ہے۔

(6) سیدنا نوح علیہ السلام کے بیٹے نے کہا تھا کہ میں پہاڑ کی پناہ لے لوں گا مگر اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر کا مقابلہ کرنے کی کس میں قوت ہے۔

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ﴾ ''اس نے کہا: ''میں جلد ہی کسی پہاڑ پر پناہ لے لوں گا، وہ مجھے اس پانی سے بچا لے گا،'' نوح نے کہا: ''آج اللہ تعالیٰ کے فیصلہ عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں مگر جس پر اس نے رحم کیا،'' اور ان دونوں کے درمیان ایک موج حائل ہو گئی پھر وہ غرق کیے گئے لوگوں میں سے ہو گیا۔'' (ہود:43)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا﴾

''اور نوح نے کہا: ''اے میرے رب! تو زمین پر کافروں میں کسی رہنے والے کو نہ چھوڑ'' (26)

سوال: سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم کے لیے بددعا ﴿وَقَالَ... دَيَّارًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا﴾ ''اور نوح نے کہا: ''اے میرے رب! تو زمین پر کافروں میں کسی رہنے والے کو نہ چھوڑ'' سیدنا نوح علیہ السلام نے قوم کے لیے بددعا کی۔ ﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ (۹) فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (۱۰)﴾ ''ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا تھا تو انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور کہا: ''دیوانہ ہے۔'' اور اُسے جھڑکا گیا۔ تو اُس نے اپنے رب کو پکارا: میں بے بس ہوں سو تو بدلہ لے لے۔'' (القمر: 9,10)

(2) ﴿قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ (۱۱۷) فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۱۸)﴾ ''نوح علیہ السلام نے کہا: ''اے میرے رب! یقیناً میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا۔ چنانچہ میرے اور اُن کے درمیان فیصلہ کر دے، کھلا فیصلہ اور مجھے اور جو ایمان والے میرے ساتھ ہیں، انہیں نجات دے۔'' (الشعراء: 117تا118)

(3) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی بددعا قبول کر لی اور دنیا کے سب کافروں کو ڈبو دیا حتیٰ کہ سیدنا نوح علیہ السلام کا بیٹا بھی ڈوب گیا۔

﴿اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾

''اگر تو نے اُن کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور وہ بدکاروں اور ڈھیٹ کافروں کے سوا کسی کو جنم نہ دیں گے'' (27)

سوال: ﴿اِنَّكَ... كَفَّارًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ﴾ ''اگر تو نے اُن کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے'' یعنی ان کا باقی رہنا خود ان کے لیے بھی نقصان دہ ہوگا اور دوسروں کے لیے بھی باعث فساد ہوگا۔

(2) ﴿وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾ ''اور وہ بدکاروں اور ڈھیٹ کافروں کے سوا کسی کو جنم نہ دیں گے'' سیدنا نوح علیہ السلام نے یہ بات اس لیے کہی تھی کیونکہ ان کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ان کے حالات سے آگاہ تھے اور ان کے اعمال کا نتیجہ انہیں معلوم تھا۔

(3) اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور اہل ایمان کو بچا لیا، باقی سب کو غرق کر دیا۔ رب العزت نے فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ (۳۶) وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ(۳۷)﴾ ''اور نوح کو وحی کی گئی کہ یقیناً تمہاری قوم میں سے اب کوئی ہرگز ایمان نہیں لائے گا مگر یقیناً جو ایمان لا چکا، چنانچہ آپ ان کاموں پر غمگین نہ ہوں جو وہ کرتے ہیں۔ اور ہماری وحی کے مطابق اور ہماری آنکھوں کے سامنے آپ کشتی بنائیں اور جن لوگوں نے ظلم کیا ان کے بارے میں مجھ سے بات نہ کریں، بے شک وہ سب غرق کیے جانے والے ہیں۔'' (ہود:36،37)

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ

''اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو بخش دے اور جو میرے گھر میں مومن بن کر داخل ہو اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا﴾

اور ظالموں کو ہلاکت کے سوا کسی چیز میں نہ بڑھا'' (28)

ع 2 10

سوال: سیدنا نوح علیہ السلام نے ہر مومن کے لیے دعا کی، اس کی وضاحت ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ... تَبَارًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا﴾ ''اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو بخش دے اور جو میرے گھر میں مومن بن کر داخل ہو'' سیدنا نوح علیہ السلام نے ہر مومن کے لیے دعا کی جو میرے گھر میں آئے یعنی میری مسجد میں آئے۔

(2) اس کا بھی احتمال ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام نے ہر اس شخص کے لیے دعا کی ہو جو ایمان کی حالت میں ان کے گھر آئے۔

(3) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نصیحت کرتے ہوئے) فرمایا: ''صرف مومن آدمی کی صحبت اختیار کر اور تیرا کھانا بھی کوئی متقی ہی کھائے۔'' (ترمذی:2395، ابوداؤد:4832)

(4) ﴿وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾ ''اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو'' سیدنا نوح علیہ السلام نے تمام مومنوں کے حق میں دعا فرمائی خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ۔ (5) اس قسم کی دعا میں سیدنا نوح علیہ السلام کی پیروی کرنا مستحب ہے تاکہ ان کے آثار پر بھی عمل ہو جائے جو اس بارے میں آئے۔ (مختصر ابن کثیر:2134)

(6) ﴿وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا﴾ ''اور ظالموں کو ہلاکت کے سوا کسی چیز میں نہ بڑھا'' سیدنا نوح علیہ السلام نے دعا کرتے ہوئے کہا: اے رب! انہیں اور بھی زیادہ سنگ دل بنا دے تاکہ انہیں ایمان نصیب نہ ہو اور دونوں جہانوں میں وہ برباد ہی رہیں۔ (7) سیدنا نوح علیہ السلام نے ظالموں کے لیے حسرت، تباہی اور ہلاکت کی بددعا کی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اٰیَاتُھَا 28 | 72- سُوْرَۃُ الْجِنِّ مَکِّیَّۃٌ - 40 | رُکُوْعَاتُھَا 2

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس کے کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی۔ اس میں دو رکوع اور 28 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 72 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 40 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا﴾

”کہہ دو کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ یقیناً جنوں کے ایک گروہ نے کان لگا کر غور سے سنا تو انہوں نے کہا کہ یقیناً ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے“(1)

سوال: جن قرآن سن کر ایمان لے آئے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ اُوْحِیَ ... عَجَبًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ﴾ ”کہہ دو“ رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ لوگوں سے کہہ دیں۔

(2) ﴿اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾ ”کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ یقیناً جنوں کے ایک گروہ نے کان لگا کر غور سے سنا“، یعنی آپ ﷺ اپنی قوم کو بتا دیں کہ جن قرآن سن کر ایمان لے آئے، جن قرآن کو مان گئے ہیں، جن قرآن کے آگے جھک گئے ہیں۔

(3) جن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے قرآن سنا تو اس کی حقیقت کو سمجھ گئے اور قرآن ان کے دلوں کے اندر اتر گیا۔

(4) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ سوق عکاظ (مکہ اور طائف کے درمیان ایک میدان جہاں عربوں کا مشہور میلہ لگتا تھا) کا قصد کیا۔ اس زمانہ میں شیاطین کو آسمان کی خبروں کے چرا لینے میں رکاوٹ پیدا کر دی گئی تھی اور ان پر آسمان سے آگ کے انگارے چھوڑے جاتے تھے جب وہ جن اپنی قوم کے پاس لوٹ کر آتے تو ان کی قوم نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ آسمان کی خبروں میں اور ہمارے درمیان رکاوٹ کر دی گئی ہے اور ہم پر آسمان سے آگ کے انگارے برسائے گئے ہیں، انہوں کہا کہ آسمان کی خبروں اور تمہارے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

درمیان رکاوٹ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کوئی خاص بات پیش آئی ہے۔اس لئے ساری زمین پر مشرق ومغرب میں پھیل جاؤ اور تلاش کرو کہ کون سی بات پیش آ گئی ہے۔ چنانچہ شیاطین مشرق ومغرب میں پھیل گئے تا کہ اس بات کا پتہ لگائیں کہ آسمان کی خبروں کی ان تک پہنچنے میں رکاوٹ پیدا کی گئی ہے وہ کس بڑے واقعہ کی وجہ سے ہے۔ بیان کیا کہ جو شیاطین اس کھوج میں نکلے تھے ان کا ایک گروہ وادی تہامہ کی طرف بھی آنکلا (یہ جگہ مکہ معظمہ سے ایک دن کے سفر کی راہ پر ہے) جہاں رسول اکرم ﷺ منڈی عکاظ کی طرف جاتے ہوئے کھجور کے ایک باغ کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔ نبی ﷺ اس وقت صحابہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب شیاطین نے قرآن مجید سنا تو یہ اس کو سننے لگ گئے پھر انہوں نے کہا کہ یہی چیز ہے وہ جس کی وجہ سے تمہارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوئی ہے۔اس کے بعد وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ آئے اور ان سے کہا کہ ﴿اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا﴾ ''یقینا ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔'' جو نیکی کی راہ دکھلاتا ہے سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم اب اپنے پروردگار کو کسی کا ساجھی نہ بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل کی ﴿قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾ ''آپ کہئے کہ میرے پاس وحی آئی ہے اس بات کی کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن مجید سنا۔'' یہی جنوں کا قول نبی ﷺ پر نازل ہوا۔ (بخاری:773)

(5) رب العزت نے جنوں کی آمد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ﴾ ''اور جب ہم نے جنات کے ایک گروہ کو آپ کی طرف پھیر دیا کہ غور سے قرآن سنتے تھے تو جب وہ اُس کے پاس آئے تو اُنہوں نے (آپس میں) کہا: ''خاموش ہو جاؤ،'' پھر جب وہ پورا کیا گیا (تلاوت کو) تو خبردار کرنے والے بن کر اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے۔'' (الاحقاف:29)

﴿یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا﴾

''جو ہدایت کی طرف راہ نمائی کرتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو ہرگز شریک نہیں کریں گے'' (2)

سوال: قرآن سیدھا اور کامیابی کا راستہ سمجھاتا ہے، اس کی وضاحت ﴿یَّهْدِیْٓ ... اَحَدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ﴾ ''جو ہدایت کی طرف راہ نمائی کرتا ہے'' یعنی قرآن سیدھا اور کامیابی کا راستہ دکھاتا ہے۔ (2) قرآن عقیدے، قول اور عمل میں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ (ایسر التفاسیر:1686)

(3) جنوں نے یہ گمان کیا تھا کہ مخلوق اس قرآن کے بغیر ہدایت نہیں پا سکتی اور یہ قرآن کی دعوت خالص راہ نمائی ہے۔

(4) ﴿رُشْدٌ﴾ ہر اس چیز کے لیے جامع نام ہے جو لوگوں کے دین و دنیا کے مصالح کی طرف ان کی راہ نمائی کرے۔ (تفسیر سعدی:2851/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿فَاٰمَنَّا بِهٖ﴾ ''تو ہم اس پر ایمان لائے ہیں'' یعنی ہم نے اس قرآن سے ہدایت پائی اور ہم نے اس کی تصدیق کی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔(قرطبی:10/7)

(6)﴿وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا﴾ ''اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو ہرگز شریک نہیں کریں گے'' یعنی ہم ابلیس کی طرف رجوع نہیں کریں گے اور نہ اس کی اطاعت کریں گے۔

(7) یعنی اللہ تعالیٰ کو اس کی ربوبیت میں ایک مانیں گے۔(قرطبی:10/7) انہوں نے ایمان اور تقویٰ کو ایک کر لیا۔ یہی ایمان نفع دیتا ہے۔ اس کے برعکس تقلیدی ایمان شبہات میں گھرا ہوا ہوتا ہے۔

(8) جن اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لے آئے انہوں نے شرک کو ترک کر دیا۔ جنوں نے ایک بار قرآن سنا تو اس پر ایمان لے آئے اور قریش کے کافروں کو قرآن سننے کا نفع نہ ہوا حالانکہ ان کی زبان میں اس کی تلاوت کی جاتی تھی۔

﴿وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا﴾

''اور یقیناً ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے، اُس نے نہ کوئی بیوی بنائی اور نہ کوئی اولاد'' (3)

سوال: جنوں نے اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ بیوی اور اولاد سے پاک ہے، اس کی وضاحت ﴿وَّاَنَّهٗ ... وَلَدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا﴾ ''اور یقیناً ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے'' یعنی ہمارے رب کا جلال اور اس کی عظمت بہت بلند ہے۔(2) یعنی ہمارا رب بلند و بالا، سب سے اعلیٰ اور بڑی شان والا ہے۔(مختصر ابن کثیر:2135/2)

(3)﴿مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا﴾ ''اُس نے نہ کوئی بیوی بنائی اور نہ کوئی اولاد'' یعنی اللہ تعالیٰ بیوی اور اولاد سے پاک ہے۔(4) کافر اللہ تعالیٰ کی جانب بیوی اور اولاد کو منسوب کرتے تھے رب العالمین بیوی اور اولاد سے پاک ہے۔ رب العزت نے فرمایا:﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ(۱) اَللّٰهُ الصَّمَدُ(۲) لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ(۳) وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ(۴)﴾ ''آپ کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ اور نہ کبھی کوئی ایک اُس کے برابر کا ہے۔'' (الاخلاص:1-4)

﴿وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا﴾

''اور یقیناً ہمارے نادان اللہ تعالیٰ کے بارے میں زیادتی کی بات کہتے رہے ہیں'' (4)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: ﴿وَّاَنَّهٗ ... شَطَطًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا﴾ ''اور یقینا ہمارے نادان اللہ تعالیٰ کے بارے میں زیادتی کی بات کہتے رہے ہیں'' ﴿سَفِيْهُنَا﴾ میں سفیہ سے مراد ایک فرد بھی ہوسکتا ہے اور اس صورت میں وہ ابلیس ہے۔ جس نے جن وانسان کو گمراہ کرنے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے اور سفیہ سے مراد نادانوں کا گروہ بھی ہوسکتا ہے اور جھوٹی باتوں سے مراد تمام شرکیہ عقائد ہیں۔ (تیسیر القرآن: 4/ 532)

(2) یعنی وہ صواب سے ہٹی ہوئی اور حد سے گزری ہوئی بات کہتا ہے اور صرف اس کی سفاہت اور عقل کی کمزوری نے اسے ایسا کرنے پر آمادہ کیا ہے، ورنہ اگر وہ سنجیدہ اور مطمئن ہوتا تو اسے معلوم ہوتا کہ کیسے بات کہنی ہے۔ (تفسیر سعدی: 3/2851)

﴿وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾

''اور یقینا ہم نے یہی سمجھا تھا کہ انسان اور جن اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہرگز جھوٹ نہیں بولیں گے'' (5)

سوال: جنوں کے گمان کہ جنوں اور انسانوں کا جھوٹ پر اتفاق نہیں ہوسکتا، اس کی وضاحت ﴿وَّاَنَّا ... كَذِبًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾ ''اور یقینا ہم نے یہی سمجھا تھا کہ انسان اور جن اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہرگز جھوٹ نہیں بولیں گے'' جنوں نے کہا کہ ہم یہ گمان بھی نہیں کر سکتے تھے کہ انسان اور جن سب جھوٹ پر اتفاق کرلیں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بیوی بچوں کی نسبت کردیں گے۔ پھر جب ہم نے قرآن سنا اور اس پر ایمان لے آئے تو ہمیں معلوم ہوا کہ اس بارے میں سب جھوٹے ہیں۔ (مختصر ابن کثیر: 2/2135)

(2) یعنی اس سے پہلے ہم دھوکے میں تھے کہ جن اور انسان اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی جرأت نہیں کرتے۔ آج ہم پر حق واضح ہوگیا ہے اور ہمیں مخلوق کے کسی جھوٹ کی کوئی پروا نہیں ہے۔

﴿وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾

''اور یقینا انسانوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے بعض لوگوں کی پناہ پکڑتے تھے تو انہوں نے جنوں کو سرکشی میں بڑھا دیا'' (6)

سوال: جاہلیت میں جنوں سے پناہ لی جاتی تھی، اس کی وضاحت ﴿وَّاَنَّهٗ ... رَهَقًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾ ''اور یقینا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

انسانوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے بعض لوگوں کی پناہ پکڑتے تھے تو اُنہوں نے جنوں کو سرکشی میں بڑھا دیا'' یعنی انسان جنوں کی عبادت کرتے تھے اور جب کبھی خوف اور دہشت کا موقعہ آتا تو جنات کی پناہ لیتے تھے۔ ان کے اس طرزِ عمل نے جنوں کو بہت سرکش بنا دیا تھا۔ اسی بارے میں رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ۚ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُم مِّنَ الْإِنسِ ۖ وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُم مِّنَ الْإِنسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي أَجَّلْتَ لَنَا ۚ قَالَ النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيهَا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ﴾ ''اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا: ''اے جنوں کے گروہ! یقیناً تم نے انسانوں میں سے بہت سوں کو (دوست) بنایا۔'' اور انسانوں میں سے اُن کے ساتھی کہیں گے: ''اے ہمارے رب! ہم نے ایک دوسرے سے خوب فائدہ اُٹھایا اور ہم اپنے وقت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لیے مقرر فرمایا۔'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''تمہارا ٹھکانہ آگ ہے، جس میں ہمیشہ رہو گے مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے،'' یقیناً آپ کا رب کمال حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔'' (الانعام:128)

(2) سعید بن جبیر کا قول نقل کیا ہے کہ قبیلہ تمیم کا ایک شخص تھا جس کا نام رافع بن عمیر تھا اس نے اپنے آغاز اسلام کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ ایک رات میں عالج کے ریگستان میں جا رہا تھا جب نیند سے بے قابو ہو گیا تو اونٹنی کو ٹھہرا کر اتر کر ایک جگہ پڑاؤ کیا اور سو گیا لیکن سونے سے پہلے میں نے کہا کہ میں اس وادی کے جن سردار کی پناہ پکڑتا ہوں۔ خواب میں میں نے دیکھا کہ ایک آدمی کے ہاتھ میں چھوٹا نیزہ ہے اور میرے گلے میں بھالا مارنا چاہتا ہے۔ میں گھبرا کر بیدار ہوا اور ادھر ادھر دیکھا کچھ نظر نہیں آیا خیال کیا کہ یہ بیہودہ خواب ہے۔ دوبارہ پھر غافل ہو کر سو گیا پھر بھی ایسا ہی خواب دیکھا اور بیدار ہو کر اونٹنی کے چاروں طرف دیکھا لیکن کوئی دکھائی نہیں دیا البتہ اونٹنی لرز رہی تھی پھر سو گیا اور ویسا ہی خواب دیکھا، بیدار ہوا تو اونٹنی کو بے قرار پایا اور ادھر ادھر دیکھا تو خواب والے آدمی کی طرح ایک جوان ہاتھ میں چھوٹا نیزہ لئے نظر آیا اور ایک بوڑھا آدمی جوان کا ہاتھ پکڑے اونٹنی سے اس کو روک رہا تھا وہ دونوں اسی کشائش میں تھے کہ تین نیل گائے نر نمودار ہوئیں بوڑھے نے جوان سے کہا اٹھ اور اس پناہ گیر آدمی کی اونٹنی کے عوض ان میں سے جس کو چاہے پکڑ لے وہ جوان اٹھا اور ایک بڑی نیل گائے کو پکڑ لیا اور واپس چلا گیا میں نے بوڑھے کی طرف رخ کیا تو اس نے اس سے کہا اے شخص جب تو کسی وادی میں فروکش ہو اور وہاں تجھے کسی دہشت کا خطرہ ہو تو یوں کہا کرو: میں اس اللہ تعالیٰ کی جو محمد کا رب ہے اس وادی کے خطرے سے پناہ مانگتا ہوں کسی جن کی پناہ نہ مانگنا ان کا کام اب تباہ ہو گیا میں نے پوچھا یہ محمد کون ہیں؟ بوڑھے نے کہا! عرب کے رہنے والے ایک نبی ہیں نہ مشرقی ہیں نہ مغربی دوشنبہ کے دن ان کے بعثت ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا ان کا مقام سکونت کہاں ہے۔ اس نے کہا نخلستان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

والا یثرب۔ جب صبح چمکی تو میں اونٹنی پر سوار ہو کر تیز تیز مدینہ پہنچا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھے بغیر ہی میرا ذکر کیا میری سرگزشت بیان فرمادی اور مجھے اسلام کی دعوت دی میں مسلمان ہو گیا۔ (تفسیر مظہری)

(3) سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس شخص نے کسی جگہ پڑاؤ کیا اور یہ دعا پڑھ لی: ﴿اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ ''میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی'' تو وہاں سے روانہ ہونے تک اسے کوئی چیز ضرر نہیں پہنچائے گی۔'' (مسلم:6878)

﴿وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا﴾

''اور یقیناً انہوں نے بھی وہی گمان کیا جیسا کہ تمہارا گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی نہیں اُٹھائے گا'' (7)

سوال: ﴿وَّاَنَّهُمْ ... اَحَدًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا﴾ ''اور یقیناً انہوں نے بھی وہی گمان کیا جیسا کہ تمہارا گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی نہیں اُٹھائے گا'' یعنی جنوں کی طرح انسانوں کا بھی یہی خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی رسول نہیں بھیجے گا اور یہ کہ موت کے بعد کی زندگی کوئی چیز نہیں۔

(2) یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ جنوں میں بھی مشرک، یہودی، عیسائی اور بعث کا انکار کرنے والے ہوتے ہیں۔

﴿وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا﴾

''اور یقیناً ہم نے آسمان کو ہاتھ لگایا ہم نے اسے اس طرح پایا کہ وہ سخت پہرے اور چمکدار شعلوں سے بھر دیا گیا'' (8)

سوال: جنات نے کائناتی تبدیلیوں کے بارے میں اپنی حیرت کا اظہار کیسے کیا، اس کی وضاحت ﴿وَّاَنَّا لَمَسْنَا ... وَّشُهُبًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) جنات نے واضح کیا کہ: ﴿وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ﴾ ''اور یقیناً ہم نے آسمان کو ہاتھ لگایا'' یعنی جب آسمان پر گئے اور وہاں کے حالات کی خبر لینے کی کوشش کی۔

(2) ﴿فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا﴾ ''ہم نے اسے اس طرح پایا کہ وہ سخت پہرے سے بھر دیا گیا'' یعنی ہم آسمان کے کناروں تک پہنچے اور اس کے قریب آنے سے حفاظت کے لیے آسمان کو سخت پہرے داروں سے بھرا ہوا پایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿وَّشُهُبًا﴾''اور چمکدار شعلوں سے''یعنی ایسے انگاروں سے آسمان بھرا ہوا پایا جن کو جنات پر پھینکا جاتا ہے کیونکہ وہ سن گن لینے کی کوشش کرتے تھے۔

(4)محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے جنات آسمان تک پہنچ جاتے تھے پھر جگہ جگہ بیٹھ کر فرشتوں کی باتیں سنا کرتے تھے،اگر ان کے کان میں کوئی بھنک پڑ جاتی تو کاہنوں سے کہہ دیتے،کاہن ایک بات میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے کہہ دیتے پھر جب نبی ﷺ کو مبعوث کیا گیا اور قرآن نازل کرنے کا اہتمام کیا گیا تو آسمان کی حفاظت کی گئی اور سخت پہرے دار مقرر کیے گئے۔شیاطین بھگا دیے گئے تاکہ وہ قرآن نہ چرا سکیں اللہ رب العزت نے اس معزز کلام کی حفاظت فرمائی اسی وجہ سے جن کہہ رہے تھے کہ ہم نے آسمان کا کونا کونا چھان مارا،جہاں بھی گئے پہرے داروں اور خوفناک شعلوں اور انگاروں سے آسمان کو بھرا ہوا پایا۔

(5)سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جن آسمان کی طرف چڑھ کر وحی سننے جایا کرتے تھے،اور جب وہ ایک بات سن لیتے تو اس میں اور بڑھا لیتے،تو جو بات وہ سنتے وہ تو حق ہوتی لیکن جو بات وہ اس کے ساتھ بڑھا دیتے وہ باطل ہوتی،اور جب رسول اللہ ﷺ مبعوث فرما دیئے گئے تو انہیں (جنوں کو) ان کی نشست گاہوں سے روک دیا گیا تو انہوں نے اس بات کا ذکر ابلیس سے کیا:اس سے پہلے انہیں تارے پھینک پھینک کر نہ مارا جاتا تھا،ابلیس نے کہا:زمین میں کوئی نیا حادثہ وقوع پذیر ہوا ہے جبھی ایسا ہوا ہے،اس نے پتہ لگانے کے لیے اپنے لشکر کو بھیجا،انہیں رسول اللہ ﷺ دو پہاڑوں کے درمیان کھڑے نماز پڑھتے ہوئے ملے۔راوی کہتے ہیں:میرا خیال ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا:یہ واقعہ مکہ میں پیش آیا،وہ لوگ آپ سے ملے اور جا کر اسے بتایا،پھر اس نے کہا یہی وہ حادثہ ہے جو زمین پر ظہور پذیر ہوا۔(جامع ترمذی:3324)

﴿وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ

''اور یقیناہم اُس کی کئی جگہوں میں باتیں سننے بیٹھا کرتے تھے تو اب جو کوئی بھی کان لگاتا ہے وہ اپنے لیے

شِهَابًا رَّصَدًا﴾

ایک چمکدار شعلہ گھات میں پاتا ہے''(9)

سوال:﴿وَّاَنَّا كُنَّا ... رَّصَدًا﴾کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ﴾''اور یقیناہم اُس کی کئی جگہوں میں باتیں سننے بیٹھا کرتے تھے''یعنی پہلے تو ہم اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق فرشتوں کی باتیں سننے اور نئی تازی خبریں سننے کے لیے آسمان پر جگہ جگہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیٹھ جایا کرتے تھے لیکن اب آسمان تک گزر بھی ممکن نہیں۔

(2) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو سن کر عاجزی کرتے ہوئے اپنے پر پھڑ پھڑاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان انہیں اس طرح سنائی دیتا ہے جیسے صاف چکنے پتھر پر زنجیر چلنے کی آواز پیدا ہوتی ہے پھر جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ تو وہ کہتے ہیں حق بات کا حکم فرمایا اور وہ بہت اونچا سب سے بڑا ہے پھر ان کی یہی گفتگو چوری چھپے سننے والے شیطان سن بھاگتے ہیں، شیطان آسمان کے نیچے یوں نیچے اوپر ہوتے ہیں، سفیان نے اس موقع پر ہتھیلی موڑ کر انگلیاں الگ الگ کر کے شیاطین کے جمع ہونے کی کیفیت بتائی کہ اس طرح شیطان ایک کے اوپر ایک رہتے ہیں، پھر وہ شیاطین کوئی ایک کلمہ سن لیتے ہیں اور اپنے نیچے والے کو بتاتے ہیں۔ اس طرح وہ کلمہ ساحر یا کاہن تک پہنچتا ہے۔ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ یہ کلمہ اپنے نیچے والے کو بتائیں آگ کا گولہ انہیں آدبوچتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب بتا لیتے ہیں تو آگ کا انگارا انہیں آپڑتا ہے، اس کے بعد کاہن اس میں جھوٹ ملا کر اس کو لوگوں سے بیان کرتا ہے، ایک بات جب اس کاہن کی صحیح ہو جاتی ہے تو ان کے ماننے والوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ کیا اس طرح سے ہم سے فلاں دن کاہن نے نہیں کہا تھا، اسی کلمے کی وجہ سے جو آسمان پر شیاطین نے سنا تھا کاہنوں اور ساحروں کی بات کو لوگ سچا جاننے لگتے ہیں۔'' (صحیح بخاری: 4800)

(3) ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کاہنوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا: ''ان کی باتیں محض لغو ہیں'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: کبھی تو ان کی بات سچ بھی نکل آتی ہے۔ فرمایا: ''یہ وہ بات ہوتی ہے جو کاہن کو شیطان کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے اور شیطان یہ خبر ملاء اعلیٰ سے اڑا لیتا ہے، پھر کاہن اس خبر میں سو جھوٹ ملا لیتا ہے۔'' (بخاری باب الکہانۃ)

(4) ﴿فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا﴾ ''تو اب جو کوئی بھی کان لگاتا ہے وہ اپنے لیے ایک چمکدار شعلہ گھات میں پاتا ہے'' اب جو کوئی فرشتوں کی باتیں سننے اور آسمانی خبریں لینے کی کوشش کرتا ہے تو شہاب ثاقب کو گھات میں لگا ہوا پاتا ہے جو اس کو جلا کر تباہ کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ یہ عظیم معاملہ دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر کوئی بڑا واقعہ وقوع پذیر کرنے کا ارادہ فرما لیا ہے۔

﴿وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْۤ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ

''اور یقیناً ہم نہیں جانتے کہ جو زمین میں ہیں ان کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا اُن کے رب نے اُن کے ساتھ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رَشَدًا﴾

بھلائی کا ارادہ کیا ہے''(10)

سوال:﴿وَّاَنَّا ... رَشَدًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْٓ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا﴾''اور یقیناہم نہیں جانتے کہ جو زمین میں ہیں ان کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا اُن کے رب نے اُن کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔'' یعنی ہم نہیں جانتے، اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ اس نے مخلوق کے بارے میں خیر کا ارادہ کیا ہے یا شر کا۔ ان سخت انتظامات سے کوئی عذاب آنے والا ہے یا کوئی نعمت ظاہر ہونے والی ہے۔

(2) جنات نے برائی (شر) کا فاعل بیان نہیں کیا اور بھلائی کا فاعل (اللہ تعالیٰ) ظاہر کر دیا۔

(3) سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو جو دعا کیا کرتے تھے اس میں یہ الفاظ بھی کہا کرتے تھے:﴿وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ﴾''اور (اے اللہ!) شر کی نسبت آپ کی طرف نہیں ہے۔''(مسلم:1812)

﴿وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآىِٕقَ قِدَدًا﴾

''اور یقیناہم میں سے کچھ لوگ نیک ہیں اور کچھ اس کے علاوہ ہیں، ہم مختلف گروہوں میں تقسیم ہیں''(11)

سوال: جنات کس طرح مختلف گروہوں میں تقسیم ہیں، اس کی وضاحت﴿وَّاَنَّا ... قِدَدًا﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ﴾''اور یقیناہم میں سے کچھ لوگ نیک ہیں'' یعنی ہم میں سے کچھ لوگ مسلمان ہیں جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔(جامع البیان:118/29)

(2)﴿وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ﴾''اور کچھ اس کے علاوہ ہیں'' یعنی کچھ جنوں کا ایمان کمزور اور اطاعت میں کمی ہے۔

(3)﴿كُنَّا طَرَآىِٕقَ قِدَدًا﴾''ہم مختلف گروہوں میں تقسیم ہیں'' یعنی لوگوں کے مذاہب اور خواہشات مختلف ہیں۔ (ایسر التفاسیر:687/1)(4) یعنی کچھ جن مسلمان اور کچھ کافر ہیں۔

(5) امام سعید رحمہ اللہ بن المسیب اور مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آدمیوں کی طرح جنوں کے بھی مختلف گروہ تھے۔ چنانچہ کوئی مسلمان تھا، کوئی یہودی، کوئی نصرانی اور کوئی مجوسی۔(قرطبی)

(6) رب العزت نے انسانوں کے بارے میں فرمایا:﴿ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ﴾ ''پھر ہم نے اس کتاب کا وارث اُن لوگوں کو بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب فرمایا چنانچہ اُن میں سے کوئی اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے، اوران میں سے کوئی میانہ رو ہے اور کوئی اللہ تعالیٰ کے حکم سے نیکیوں میں آگے نکل جانے والا ہے، یہی بہت بڑا فضل ہے۔'' (فاطر:32)

(7)﴿وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَ السَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ ''اور ہم نے اُن کو زمین میں گروہوں میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، ان میں سے کچھ نیک اور کچھ ان کے علاوہ تھے اور ہم نے اُنہیں اچھے اور بُرے حالات سے آزمایا تا کہ وہ پلٹ آئیں۔'' (الاعراف:168)

﴿وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا﴾

''اور یقیناً ہم نے یقین کر لیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو زمین میں ہرگز عاجز نہیں کر سکیں گے اور نہ ہی بھاگ کر اُسے عاجز کر سکیں گے'' (12)

سوال: جن اللہ تعالیٰ کی ہمہ گیر قدرت کے قائل ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَّاَنَّا ... هَرَبًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ﴾ ''اور یقیناً ہم نے یقین کر لیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو زمین میں ہرگز عاجز نہیں کر سکیں گے'' یعنی ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کامل قدرت کا مالک ہے اور ہم مکمل طور پر بے بس ہیں۔

(2)﴿وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا﴾ ''اور نہ ہی بھاگ کر اُسے عاجز کر سکیں گے'' ہم اللہ تعالیٰ سے بھاگ نہیں سکتے۔ بھاگنے کے اسباب اختیار کرنے کی کوشش کی تو ہم نے جان لیا کہ اس سے بھاگ کر کوئی ٹھکانا، کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔

(3) یعنی ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اندر ہیں اسے ہرا نہیں سکتے، اگر بھاگ کر جانا چاہیں تو اس کی قدرت کے دائرے میں رہیں گے کیونکہ یہ دائرہ غیر متناہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر قادر ہے، پکڑ لائے گا۔ (مختصر ابن کثیر:2/2138)

﴿وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا

''اور یقیناً ہم نے ہدایت کو سنا، ہم اُس پر ایمان لے آئے پھر جو کوئی اپنے رب پر ایمان لائے گا تو اُسے نہ نقصان کا خوف ہوگا

وَّلَا رَهَقًا﴾

اور نہ زیادتی کا'' (13)

سوال: مومن کو ایمان لا کر کمی یا زیادتی کا ڈر نہیں ہوتا، اس کی وضاحت ﴿وَّاَنَّا ... رَهَقًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ﴾ ”اور یقیناً ہم نے ہدایت کو سُنا، ہم اُس پر ایمان لے آئے“ یعنی جب ہم نے ہدایت کی کتاب قرآن مجید کو سنا تو ہم ایمان لے آئے۔

(2) ہم نے ہدایت کو پہچان لیا، اس نے ہمارے دلوں پر گہرا اثر کیا۔

(3)﴿فَمَنْ يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا﴾ ”پھر جو کوئی اپنے رب پر ایمان لائے گا تو اُسے نہ نقصان کا خوف ہوگا اور نہ زیادتی کا“ یعنی جو کوئی رب پر ایمان لے آیا اسے ایمان لا کر کمی یا زیادتی کا ڈر نہیں رہتا، یعنی نہ نیکیوں میں کمی کا ڈر رہتا ہے نہ یہ ڈر رہتا ہے کہ کسی کی برائیاں اس کے اوپر ڈال دی جائیں گی۔(4) جب وہ شر سے محفوظ ہو گیا تو اسے بھلائی حاصل ہو گئی۔

(5) رب العزت نے فرمایا:﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا﴾ ”اور جو نیک عمل کرے گا اور وہ مومن بھی ہو تو نہ وہ کسی ناانصافی سے ڈرے گا اور نہ کسی حق تلفی سے۔“ (طٰہٰ:112)

﴿وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا﴾

”اور ہم میں سے کچھ فرماں بردار ہیں اور کچھ بے انصاف ہیں، چنانچہ جو فرماں بردار ہوا تو انہوں نے بھلائی کا ارادہ کیا“ (14)

سوال: اسلام ہی بھلائی کا راستہ ہے، اس کی وضاحت ﴿وَّاَنَّا مِنَّا ... رَشَدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ﴾ ”اور ہم میں سے کچھ فرماں بردار ہیں اور کچھ بے انصاف ہیں“ یعنی ہم میں سے کچھ فرماں بردار ہیں او کچھ ظالم ہیں جو صراط مستقیم کو چھوڑنے والے ہیں۔

(2)﴿فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا﴾ ”چنانچہ جو فرماں بردار ہوا تو انہوں نے بھلائی کا ارادہ کیا“ جو فرماں بردار ہوئے انہوں نے اسلام لا کر نجات کا راستہ ڈھونڈ لیا۔ انہوں نے ہدایت کا راستہ پا لیا جو جنت اور اس کی نعمتوں تک پہنچانے والا ہے۔

(3)﴿تَحَرَّوْا﴾ اَحْرٰی بمعنی لائق تر اور تَحَرِّی بمعنی زیادہ مناسب اور لائق تر چیز کو طلب کرنا۔ دو چیزوں میں سے زیادہ بہتر کو طلب کرنا۔ یعنی ایمان لانے والے جن اپنی قوم میں واپس آ کر انہیں سمجھا رہے ہیں کہ بلاشبہ ہم میں سے کچھ فرمانبردار ہیں اور کچھ نافرمان اور بے راہ رو بھی ہیں۔ (تیسیر القرآن:4/535)

﴿وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾

”اور جو بے انصاف ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن ہیں“ (15)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: ظالم ہی جہنم کا ایندھن ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاَمَّا ... حَطَبًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾ ''اور جو بے انصاف ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن ہیں'' ظالموں سے ہی جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی، اللہ تعالیٰ انہیں ظلم کی پاداش میں جہنم رسید کرے گا۔

(2) یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ظلم نہیں، ان کے اپنے اعمال کا بدلہ ہے۔

﴿وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا﴾

''اور یہ کہ اگر لوگ راہِ ہدایت پر ثابت قدم رہتے تو ہم انہیں ضرور بہت وافر پانی سے پلاتے'' (16)

سوال: لوگوں کے دینِ اسلام پر قائم رہنے کی صورت میں جو خوشخبری دی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَّاَنْ ... غَدَقًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) لوگوں کے دین اسلام پر رہنے کی صورت میں یہ خوشخبری ہے کہ دنیا کی خوشحالی اور مال واسباب بھی عطا کریں گے۔

(2) ﴿وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ﴾ ''اور یہ کہ اگر لوگ راہِ ہدایت پر ثابت قدم رہتے'' یعنی اگر وہ سیدھے راستے یعنی اسلام پر جمے رہتے اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرتے۔

(3) ﴿لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا﴾ ''تو ہم انہیں ضرور بہت وافر پانی سے پلاتے'' یعنی انہیں کثیر مال اور وسعت والا رزق اور کثیر بھلائیاں دیتے۔

(4) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ ''اور اگر یقیناً بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہتے تو ہم ضرور اُن پر آسمان اور زمین سے بہت سی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے اُس کی وجہ سے انہیں پکڑ لیا جو وہ کمایا کرتے تھے۔'' (الاعراف:96)

(5) ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور اگر واقعتا وہ تورات اور انجیل کو قائم کرتے اور جو اُن کے رب کی جناب سے اُن پر نازل کیا گیا ہے تو وہ اپنے اوپر سے بھی اور اپنے قدموں کے نیچے سے بھی رزق کھاتے۔ اِن میں سے ایک گروہ درمیانی روش پر ہے اور ان میں سے زیادہ تر لوگ بہت ہی بُرا عمل کر رہے ہیں۔'' (المائدہ:66)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا﴾

''تا کہ ہم اُس میں اُن کو آزمائیں اور جو اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑے گا وہ اُسے سخت عذاب میں داخل کرے گا''(17)

سوال:﴿لِّنَفْتِنَهُمْ ... صَعَدًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ﴾''تا کہ ہم اُس میں اُن کو آزمائیں''یعنی ہم انہیں وسعت اور تنگی سے آزماتے ہیں کہ کون فراخی میں ہدایت پر جما رہتا ہے اور کون شیطان کا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔

(2) آزمائش اس لیے ضروری ہے کہ سچے اور جھوٹے کا فرق واضح ہو جائے۔

(3)﴿وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا﴾''اور جو اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑے گا وہ اُسے سخت عذاب میں داخل کرے گا''یعنی جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ذکر جو کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے سے روگردانی کرے، اس کی اتباع کرے نہ اس کی اطاعت کرے بلکہ اس کے بارے میں غافل رہے۔(تفسیر سعدی:2855/3)

(4) جو قرآن سے منہ موڑے گا اور ایمان اور عمل صالح سے منہ موڑے گا جس کی طرف قرآن دعوت دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں بھی سخت تکلیف دہ عذاب میں مبتلا کرے گا اور آخرت میں جہنم رسید کرے گا۔

(5) رب العزت نے فرمایا:﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى﴾''اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا تو اس کے لیے یقیناً زندگی تنگ ہوگی اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔''(طٰہٰ:124)

﴿وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾

''اور یقیناً مسجدیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں چنانچہ اُن میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ پکارو''(18)

سوال:توحید اختیار کرنے اور شرک سے اجتناب کرنے کے حکم کی وضاحت﴿وَّاَنَّ ... اَحَدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾''اور یقیناً مسجدیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں چنانچہ اُن میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ پکارو''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتے ہوئے فرما رہا ہے کہ وہ عبادت میں اس کی توحید کو اختیار کریں، اس کے ساتھ کسی کو نہ پکاریں اور نہ اس کے ساتھ شرک کریں۔(المصباح المنیر:345/6)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) یعنی مساجد میں دعائے عبادت یا دعائے مسئلہ غرضیکہ کوئی سی بھی دعا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ کی جائے کیونکہ مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے سب سے بڑا مقام ومحل ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص، اس کی عظمت کے سامنے خضوع اور اس کے غلبے کے سامنے فروتنی کی بنیاد پر تعمیر کی گئی ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2855/3)

(3) بعض علماء کہتے ہیں کہ امت مسلمہ کے لیے تو ساری زمین ہی مسجد بنادی گئی ہے لہٰذا کسی جگہ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو پکارنا جائز نہیں۔ اور بعض علماء کے نزدیک مساجد سے مراد وہ اعضاء ہیں جن پر سجدہ کیا جاتا ہے۔ یہ اعضاء تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کے لیے بنائے گئے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو پکار کر ان کا غلط استعمال کرنا جائز نہیں۔ (تیسیر القرآن: 536،535/4) (4) مسجدیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی غیر کو نہ پکارو۔

(5) یعنی اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو شرک سے پاک رکھو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔

﴿وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا﴾

ع 1 19 11

''اور یقیناً جب اللہ تعالیٰ کا بندہ اُس کو پکارنے کے لیے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ لوگ تہ بہ تہ اس پر جمع ہو جائیں'' (19)

سوال 1: قرآن سنتے ہی کافر سیخ پا ہو جاتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَّاَنَّهٗ ... لِبَدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ﴾ ''اور یقیناً جب اللہ تعالیٰ کا بندہ اُس کو پکارنے کے لیے کھڑا ہوا'' یعنی جب نبی لوگوں میں توحید کا اعلان کرتے ہیں تو وہ آپ ﷺ پر دانت پیستے ہیں، آپ ﷺ سے الجھتے ہیں اور آپ ﷺ کے دین کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔

(2) یعنی جب اللہ کا بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے، اس کی عبادت کرتا ہے اور قرآن پڑھتا ہے تو قریب ہے کہ جنات اپنی کثرت کے باعث ﴿عَلَيْهِ لِبَدًا﴾، اور جو ہدایت آپ لے کر آئے ہیں اس پر حرص کی بنا پر، آپ پر ہجوم کریں۔ (تفسیر سعدی: 2855/3)

(3) ﴿كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا﴾ ''قریب تھا کہ لوگ تہ بہ تہ اس پر جمع ہو جائیں'' یعنی جب توحید کی آواز کافروں نے سنی تو مخالفت پر کمر کس لی۔ ایذا رسانی کی حد کر دی، مذاق، چوٹیں، پھبتیاں اسلام کو کچل دینے کے لیے ہی تھیں۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''میں تو اپنے رب کی عبادت کرتا رہوں گا۔ اس کی پناہ میں رہوں گا۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی میرا سہارا ہے۔ مجھ سے امید نہ رکھو کہ میں اپنی مقدس پیشانی غیر اللہ کے آگے جھکا دوں۔'' (مختصر ابن کثیر: 2139/2)

سوال 2: کون لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو، دینِ اسلام کو، وحی کی تعلیمات کو ختم کر دیں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: انسانوں اور جنوں میں سے کثیر افراد جو حق کے دشمن ہیں اور حقیقت کو نہیں پہچانتے، وہ دینِ اسلام کو ختم کر دینے کے درپے ہیں۔

سوال 3: کیا آج کے دور میں بھی کوششیں جاری ہیں؟

جواب: آج کے دور میں یہ کوششیں زیادہ بڑے پیمانے پر جاری ہیں۔ پوری دنیا کی قوتیں یہود و ہنود، عیسائی اور بدھ سب اسی مقصد کے لیے اکٹھے ہو گئے ہیں۔ سب اپنا سرمایہ، اپنا سب کچھ جھونک کر یہ چاہتے ہیں کہ دینِ اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں۔ اس لیے فکر کو بگاڑنے کے لیے الگ مہم جاری ہے۔ اَخلاق برباد کرنے کے لیے میڈیا اپنا کام کر رہا ہے۔ معاشی اور سیاسی اداروں کو برباد کرنے کے لیے الگ کوششیں جاری ہیں۔ اسی مقصد کے لیے انسانوں کو خریدنے کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی مقصد کے لیے مسلمان حکومتوں کو ایسی پالیسیوں کا پابند بنایا گیا ہے جس کی وجہ سے اسلام کبھی سربلند ہونے کے قابل نہ ہو سکے۔

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا﴾

''کہہ دو کہ میں اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور میں اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا'' (20)

سوال 1: ﴿قُلْ ... اَحَدًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ﴾ ''کہہ دو'' یعنی اے محمد ﷺ جس چیز کی طرف آپ ﷺ بلا رہے ہیں اس کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے کہہ دیں۔

(2) ﴿اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا﴾ ''کہ میں اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور میں اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا'' یعنی میں اللہ تعالیٰ کو ایک مانتا ہوں اور یہ کہ اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے سوا جتنے معبود پوجے جاتے ہیں سب سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔

سوال 2: پوری دنیا کی مخالفت کے باوجود رسول اللہ ﷺ کو کیا حکم دیا گیا؟

جواب: (1) رسول اللہ ﷺ کو یہ حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ اعلان کر دیں کہ میں تو اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ (2) اگر ساری دنیا بھی دشمن ہو جائے، اگر سب مخالفت پر متحد ہو جائیں تب بھی میں تو اپنے ربّ سے پناہ طلب کروں گا، اسی پر بھروسہ کروں گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا﴾

''کہہ دو بلاشبہ میں نہ تمہارے کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا''(21)

سوال: رسول اللہ ﷺ نفع ونقصان کے مالک نہیں، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... رَشَدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا﴾ ''کہہ دو بلاشبہ میں نہ تمہارے کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا'' رسول اکرم ﷺ کو کہا جا رہا ہے کہ آپ انہیں اس بات کی وضاحت کر دیں کہ میں تو ایک بندہ ہوں، معاملے اور تصرف میں مجھے کوئی اختیار نہیں۔ (تفسیر سعدی: 2856/3)

(2) یعنی میں عاجز بندہ ہوں میرے اختیار میں کچھ نہیں۔ میں نہ تو تمہیں ہدایت دے سکتا ہوں نہ ہٹا سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہی کو ہر چیز کا اختیار ہے۔

﴿قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا﴾

''کہہ دو کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے ہرگز کوئی نہیں بچائے گا اور میں اُس کے سوا ہرگز کوئی جائے پناہ نہیں پاؤں گا''(22)

سوال: رسول اللہ ﷺ اپنے آپ کو بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکتے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... مُلْتَحَدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ﴾ ''کہہ دو کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے ہرگز کوئی نہیں بچائے گا'' ابن جریر نے حضرمی کی روایت میں بیان کیا ہے کہ جنات کے کسی سردار نے اپنے گروہ سے کہا تھا کہ محمد ﷺ ہم سے چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پناہ عطا کریں اس لئے میں ان کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ اس پر یہ آیت قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری: 94)

(2) یعنی میں کسی سے فریاد رسی نہیں چاہتا جو مجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچائے۔ جب رسول اللہ ﷺ جو مخلوق میں کامل ترین ہستی ہیں، کسی نقصان اور رشد و ہدایت کا اختیار نہیں رکھتے اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے تو آپ اپنے آپ کو اس سے بچا نہیں سکتے تو پھر مخلوق میں سے دیگر لوگوں کا اپنے آپ کو بچانے پر قادر نہ ہونا اولیٰ و اخریٰ ہے۔ (تفسیر سعدی: 2856/3)

(3) ﴿وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا﴾ ''اور میں اُس کے سوا ہرگز کوئی جائے پناہ نہیں پاؤں گا'' یعنی میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھڑانے والی کوئی طاقت نہیں، اس کے سوا میرے لیے کوئی جائے پناہ نہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے سوا میرا کوئی حمایتی نہیں۔

﴿اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ

''مگر اللہ تعالیٰ کی بات اور اس کے پیغامات پہنچا دینا ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو اُس کے لیے

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا﴾

بلاشبہ جہنم کی آگ ہے، وہ اُس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں''(23)

سوال: رسول کا کام صرف تبلیغ ہے، اس کی وضاحت ﴿اِلَّا بَلٰغًا ... اَبَدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ﴾ ''مگر اللہ تعالیٰ کی بات اور اس کے پیغامات پہنچا دینا ہے'' یعنی لوگوں پر مجھے کوئی اختیار نہیں نہ کسی کی ہدایت اور گمراہی میرے بس میں ہے، میں تو ایک رسول ہوں میرا فرض پیغام پہنچانا ہے۔ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ ''اے رسول! جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اُسے پہنچا دو اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچا لے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (المائدہ:67)

(2)﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا﴾ ''اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو اُس کے لیے بلاشبہ جہنم کی آگ ہے، وہ اُس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں'' یعنی جو شرک کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا اور اس کے رسول کو جھٹلائے گا اور جو رسول لے کر آیا اس کی پیروی نہیں کرے گا تو اس کے شرک اور نافرمانی کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

﴿حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا

''حتیٰ کہ جب وہ دیکھیں گے جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے تو جلد ہی وہ جان لیں گے کہ کس کے مددگار زیادہ کمزور

وَّاَقَلُّ عَدَدًا﴾

اور تعداد میں زیادہ کم ہیں؟''(24)

سوال 1: ﴿حَتّٰۤى ... عَدَدًا﴾ کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ﴾ ''حتیٰ کہ جب وہ دیکھیں گے جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے'' یعنی جب مشرک جن اور انسان اللہ تعالیٰ کے عذاب کی ہولناکیاں دیکھیں گے۔

(2)﴿فَسَیَعْلَمُوْنَ﴾ ''تو جلد ہی وہ جان لیں گے'' اس وقت انہیں علم ہو جائے گا۔

(3)﴿مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا﴾ ''کہ کس کے مددگار زیادہ کمزور اور تعداد میں زیادہ کم ہیں؟'' اس دن پتہ لگ جائے گا کہ کس کی مدد ہوگی۔ کوئی دوسرا ان کی مدد نہیں کر سکے گا اور انہیں اکیلے اکیلے اٹھایا جائے گا جیسے پہلی مرتبہ اکیلے پیدا کیے گئے۔(4)رب العزت نے فرمایا:﴿اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ(۴۴) سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ(۴۵) بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ(۴۶) اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ(۴۷) یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ(۴۸)﴾ ''کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم غلبہ پانے والی جماعت ہیں؟ جلد ہی اُس جماعت کو شکست دی جائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں گے۔ بلکہ قیامت اُن کے وعدے کا وقت ہے اور قیامت زیادہ بڑی آفت اور زیادہ تلخ ہے۔ بلاشبہ مجرم لوگ گمراہی اور دیوانگی میں ہیں۔ جس دن اُنہیں چہروں کے بل آگ میں گھسیٹا جائے گا، چکھو آگ کا چھونا۔'' (القمر:44-48)

(5) جب کوئی ان کی مدد نہیں کر سکے گا اور انہیں اکیلے اکیلے اٹھایا جائے گا تو انہیں علم ہو جائے گا کہ وہ کتنے کمزور ہیں اور تعداد میں کتنے کم۔

سوال 2: کافروں کو کب یہ پتہ چلے گا کہ کس کا مددگار زیادہ کمزور اور کون تعداد میں زیادہ کم ہیں؟

جواب: کافروں کو تب پتہ چلے گا جب عذاب ان کے سر پر ہوگا کہ ان کا تو کوئی مددگار ہی نہیں اور مومنوں کا مددگار اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کے چھپ جانے کی وجہ سے کافر سرکشی کرتے ہیں۔ اسی حقیقت کے کھل جانے سے انسان اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جاتا ہے۔

﴿قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا﴾

''کہہ دو کہ میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے یا میرا رب اُس کے لیے کوئی مدت رکھے گا'' (25)

سوال: قیامت کے وقت کا رسول اللہ ﷺ کو بھی علم نہیں، اس کی وضاحت ﴿قُلْ۔۔۔اَمَدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قُلْ﴾ ''کہہ دو'' رب العزت نے فرمایا کہ آپ ان سے کہہ دیں جو عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں۔

(2)﴿اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا﴾ ''کہ میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے جس کا تم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سے وعدہ کیا جاتا ہے یا میرا رب اُس کے لیے کوئی مدت رکھے گا'' یعنی آپ ﷺ انہیں بتا دیں کہ مجھے قیامت کا علم نہیں۔ نہ ہی یہ علم ہے کہ وہ قریب ہے یا دور۔ نبی ﷺ سے جب قیامت کے بارے میں پوچھا جاتا تھا تو آپ ﷺ خاموش رہتے تھے۔

(3)﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۱۸۷) قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ؕ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۱۸۸)﴾

''وہ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا قیام کب ہوگا؟ آپ کہہ دیں: ''یقیناً اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے اس کے وقت پر اس کے سوا اسے کوئی ظاہر نہیں کرے گا، وہ (حادثہ) آسمانوں اور زمین میں بھاری ہے، تم پر وہ اچانک ہی آئے گی۔ وہ آپ سے سوال کرتے ہیں گویا آپ اس کی پوری تحقیق کرنے والے ہیں۔ آپ کہہ دیں: ''بلاشبہ اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' آپ کہہ دیں: ''میں اپنی جان کے لیے کسی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں، مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو میں ضرور بھلائیوں میں سے بہت زیادہ حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف تک نہ چھوتی نہیں ہوں میں مگر ایک ڈرانے والا اور خوش خبری دینے والا ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔'' (الاعراف:187،188)

(4)﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا (۴۲) فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا (۴۳) اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا (۴۴) اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا (۴۵)﴾ ''وہ لوگ تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اُس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ کو اس کے بتانے سے کیا تعلق؟ تیرے رب کے پاس اُس (کے علم) کی انتہا ہے۔ یقیناً جو اس سے ڈرتا ہے آپ اس کو ڈرانے والے ہیں۔'' (النازعات:42-45)

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ لوگوں میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا کہ ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پاک کے وجود اور اس کی وحدانیت پر ایمان لاؤ اور اس کے فرشتوں کے وجود پر اور اس کی ملاقات کے برحق ہونے پر اور اس کے رسولوں کے برحق ہونے پر اور مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر ایمان لاؤ۔'' پھر اس نے پوچھا اسلام کیا ہے؟ آپ نے پھر یہی جواب دیا: ''اسلام یہ ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تم خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور نماز قائم کرو اور زکوۃ فرض ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔'' پھر اس نے احسان کے متعلق سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''احسان یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ درجہ حاصل نہ ہو تو پھر تم یہ سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔'' پھر اس نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بارے میں جواب دینے والا پوچھنے والے سے کچھ زیادہ نہیں جانتا۔'' (صحیح بخاری:50)

(6) سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب (ابوموسیٰ یا ذوالخویصرہ) نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: کچھ بھی نہیں سوا اس کے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تمہارا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے تمہیں محبت ہے۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں کبھی اتنی خوشی کسی بات کی نہیں ہوئی جتنی آپ ﷺ کی یہ حدیث سن کر ہوئی ہے کہ تمہارا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا جن کے ساتھ تمہیں محبت ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہوں اور ان سے اپنی محبت کی وجہ سے امید رکھتا ہوں کہ میرا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا اگرچہ میں ان جیسے عمل نہ کر سکا۔ (صحیح بخاری:3688)

﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا﴾

''غیب کا جاننے والا وہی ہے، پس وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا'' (26)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی غیب کا علم رکھتا ہے، اس کی وضاحت ﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ ... اَحَدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ﴾ ''غیب کا جاننے والا وہی ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ ہی غیب کا علم رکھتا ہے۔

(2) ﴿فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا﴾ ''پس وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا'' اللہ تعالیٰ مخلوق میں سے کسی پر اپنا غیب ظاہر نہیں کرتے۔ وہ اکیلا ہی ہر غیب کو جانتا ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ کے علم میں سے وہ کسی چیز کو گھیر نہیں سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ نبی ﷺ بھی غیب کے بارے میں اتنا ہی جانتے تھے جتنا اللہ تعالیٰ نے بتا دیا تھا۔

﴿اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا﴾

''مگر کوئی رسول، جسے اس نے پسند کر لیا، تو یقیناً وہ اُس کے آگے پیچھے پہرا لگا دیتا ہے'' (27)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: حفاظت وحی کے لیے محافظ مقرر کیے جاتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿اِلَّا مَنِ ... رَصَدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ ''مگر کوئی رسول، جسے اس نے پسند کرلیا'' یعنی جس رسول کو وہ پسند کرتا اسے غیب سے آگاہ کرتا ہے اور جتنا اس کی حکمت تقاضا کرتی ہے۔

(2) رسولوں کو غیب میں سے جتنا رب چاہے، اس لیے دیتا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے خاص تائید سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی طرف وحی کی، اس کی حفاظت بھی کی، اس طرح رسول وحی کی حقیقت کو پہنچ گئے۔ شیاطین ان کے قریب آ کر کمی بیشی نہیں کر سکتے۔ (3) ﴿فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا﴾ ''تو یقیناوہ اُس کے آگے پیچھے پہرا لگا دیتا ہے'' یعنی رسول اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی وحی کی حفاظت کرتے ہیں۔

(4) اللہ تعالیٰ وحی کی حفاظت اور اشاعت کے لیے رسولوں کے آس پاس ہر وقت پہرے دار اور فرشتے مقرر کیے رکھتے ہیں۔

﴿لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ

''تا کہ وہ جان لے کہ اُنہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کا احاطہ کر رکھا ہے جو ان

وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا﴾

کے پاس ہیں اور اُس نے ہر شے کو شمار کر رکھا ہے'' (28)

سوال 1: ﴿لِّيَعْلَمَ ... عَدَدًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لِّيَعْلَمَ﴾ ''تا کہ وہ جان لے'' یعنی تا کہ رسول جان لے۔

(2) ﴿اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ﴾ ''کہ اُنہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے ہیں'' یعنی رسول نے اطمینان سے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتے بھیج کر انبیاء کی حفاظت کرتا ہے تا کہ وہ اطمینان سے اس کا پیغام پہنچا سکیں اور وحی کی حفاظت کریں اور اللہ تعالیٰ جان لے کہ انبیاء نے وحی کا حق ادا کر دیا۔

(3) ﴿وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کا احاطہ کر رکھا ہے جو ان کے پاس ہیں'' یعنی جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں۔

(4) ﴿وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا﴾ ''اور اُس نے ہر شے کو شمار کر رکھا ہے'' اللہ تعالیٰ سے زمین اور آسمانوں میں کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔ ہر چیز کی تعداد اس کے علم کے دائرے میں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 2: اس سورت سے جنات کے بارے میں کیا علم ہوتا ہے؟

جواب: (1) اس سورت سے جنات کا وجود ثابت ہوتا ہے، نیز یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جنات امر و نہی کے مکلف ہیں، ان کو ان کے اعمال کی جزا دی جائے گی جیسا کہ یہ اس سورت میں صریح طور پر مذکور ہے۔

(2) اس سورہ کریمہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس طرح انسانوں کی طرف مبعوث کیے گئے تھے، اسی طرح جنات کی طرف بھی مبعوث تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنات کی ایک جماعت کو آپ کی طرف بھیجا تا کہ وہ قرآن کو غور سے سنیں جو آپ کی طرف وحی کیا جاتا ہے اور پھر اسے اپنی قوم تک پہنچائیں۔

(3) اس سورہ مبارکہ سے جنات کی ذہانت اور ان کی معرفت حق کا اثبات ہوتا ہے اور جس چیز نے انہیں ایمان لانے پر آمادہ کیا وہ یہ ہے کہ ہدایت قرآن ان پر متحقق ہوگئی، نیز اپنے خطاب میں قرآن کے حسن ادب کی بنا پر (ایمان لانے پر آمادہ ہوئے)۔

(4) اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے رسول ﷺ پر کامل عنایت تھی اور وہ قرآن اس کی حفاظت میں تھا جسے رسول اللہ ﷺ لے کر تشریف لائے۔ پس جب آپ کی نبوت کی بشارتیں شروع ہوئیں، ستاروں کے ذریعے سے آسمان محفوظ ہوئے، شیاطین اپنی اپنی جگہیں چھوڑ کر بھاگ گئے اور گھبرا کر اپنی گھاتوں سے نکل گئے۔ اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر اس قدر رحم فرمایا جس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ ان کے رب نے ان کو رشد و ہدایت سے بہرہ ور کرنے کا ارادہ کیا، پس اس نے ارادہ فرمایا کہ اپنے دین و شریعت اور اپنی معرفت کو زمین پر ظاہر کرے جس سے دلوں کو بہت سرور حاصل ہو، خردمند لوگ خوش ہوں، شعائر اسلام ظاہر ہوں اور اہل اصنام اور اہل اوثان کا قلع قمع ہو۔

(5) اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جنات میں رسول اللہ ﷺ (سے قرآن) کو سننے اور آپ کے پاس اکٹھے ہونے کی شدید خواہش تھی۔ (تفسیر سعدی: 2858/3)

سوال 3: اس سورت سے توحید کے حکم اور شرک کے بارے میں کیا وضاحت ملتی ہے؟

جواب: (1) یہ سورہ کریمہ توحید کے حکم اور شرک کی ممانعت پر مشتمل ہے، نیز اس میں مخلوق کی حالت بیان کی گئی ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ذرہ بھر عبادت کا مستحق نہیں کیونکہ جب رسول مصطفیٰ محمد ﷺ جو مخلوق میں افضل اور کامل ترین ہستی ہیں، کسی کو نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتے بلکہ خود اپنی ذات کو نفع نقصان نہیں پہنچا سکتے تو معلوم ہوا کہ اسی طرح تمام مخلوق بھی کسی کو نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتی، پس جس مخلوق کا یہ وصف ہو اس کو معبود بنانا خطا اور ظلم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) اس سورہ مبارکہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ علوم غیب کا علم رکھنے میں اللہ تعالیٰ منفرد ہے مخلوق میں سے کوئی ہستی غیب کا علم نہیں جانتی، سوائے اس کے جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہو اور کسی چیز کا علم عطا کرنے کے لیے اسے مختص کرے۔ (تفسیر سعدی: 3/2858,2859)

اٰيَاتُهَا 20 | 73 - سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ - 3 | رُكُوْعَاتُهَا 2

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس کے کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مکی سورت ہے۔ اس کے 2 رکوع اور 20 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس سورت کا کون سا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 73 ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا نمبر 3 ہے۔

سوال 3: اس سورت کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: یہ نزول وحی کے اعتبار سے تیسری سورت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾

”اے چادر اوڑھنے والے!“ (1)

سوال: ﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ ”اے چادر اوڑھنے والے!“ اللہ رب العزت نے اپنے نبی محمد ﷺ کو اس سعید گھڑی میں ندا دی ہے جب آپ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ کانپتے ہوئے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور انہیں کہا: زملونی زملونی مجھے کچھ اوڑھا دو، مجھے کچھ اوڑھا دو۔

(2) (i) جس وقت یہ آیات نازل ہوئیں رسول اللہ ﷺ چادر اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کی اسی حالت کو سامنے رکھتے ہوئے آپ ﷺ سے خطاب کیا گیا۔ (ii) یہ تذکرہ اس لئے بھی کیا گیا کہ اب چادر اوڑھ کر سونے کا وقت گیا۔

(3) ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر وحی کا ابتدائی دور اچھے سچے پاکیزہ خوابوں سے شروع

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔ آپ ﷺ خواب میں جو کچھ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صحیح اور سچا ثابت ہوتا۔ پھر من جانب قدرت آپ ﷺ تنہائی پسند ہو گئے اور آپ ﷺ نے غار حرا میں خلوت نشینی اختیار فرمائی اور کئی کئی دن اور رات وہاں مسلسل عبادت اور یاد الٰہی وذکر وفکر میں مشغول رہتے۔ جب تک گھر آنے کو دل نہ چاہتا توشہ ہمراہ لیے ہوئے وہاں رہتے۔ توشہ ختم ہونے پر ہی اہلیہ محترمہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور کچھ توشہ ہمراہ لے کر پھر وہاں جا کر خلوت گزیں ہو جاتے، یہی طریقہ جاری رہا یہاں تک کہ آپ ﷺ پر حق منکشف ہو گیا اور آپ ﷺ غار حرا ہی میں قیام پذیر تھے کہ اچانک سیدنا جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے محمد ﷺ! پڑھو۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: ''میں پڑھنا نہیں جانتا'' آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پکڑ کر اتنے زور سے بھینچا کہ میری طاقت جواب دے گئی، پھر مجھے چھوڑ کر کہا کہ پڑھو، میں نے پھر وہی جواب دیا: ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔'' اس فرشتے نے مجھ کو نہایت ہی زور سے بھینچا کہ مجھ کو سخت تکلیف محسوس ہوئی، پھر اس نے کہا کہ پڑھ! میں نے کہا: ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔'' فرشتے نے تیسری بار مجھ کو پکڑا اور تیسری مرتبہ پھر مجھ کو بھینچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ ''پڑھو اپنے رب کے نام کی مدد سے جس نے پیدا کیا اور انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا، پڑھو اور آپ کا رب بہت ہی مہربانیاں کرنے والا ہے۔'' پس یہی آیتیں آپ ﷺ سیدنا جبرائیل علیہ السلام سے سن کر اس حال میں غار حرا سے واپس ہوئے کہ آپ ﷺ کا دل اس انوکھے واقعہ سے کانپ رہا تھا۔ آپ ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: ''مجھے کمبل اڑھا دو، مجھے کمبل اڑھا دو۔'' انہوں نے آپ ﷺ کو کمبل اڑھا دیا۔ جب آپ ﷺ کا ڈر جاتا رہا۔ تو آپ ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ سنایا اور فرمانے لگے: ''مجھ کو اب اپنی جان کا خوف ہو گیا ہے۔'' آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی ڈھارس بندھائی اور کہا کہ آپ کا خیال صحیح نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ تو اخلاق فاضلہ کے مالک ہیں، آپ تو کنبہ پرور ہیں، بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں، مفلسوں کے لیے آپ کماتے ہیں، مہمان نوازی میں آپ بے مثال ہیں اور مشکل وقت میں آپ امر حق کا ساتھ دیتے ہیں۔ ایسے اوصاف حسنہ والا انسان یوں بے وقت ذلت و خواری کی موت نہیں پا سکتا۔ پھر مزید تسلی کے لیے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جو ان کے چچازاد بھائی تھے اور زمانہ جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر چکے تھے اور عبرانی زبان کے کاتب تھے، چنانچہ انجیل کو بھی حسب منشائے خداوندی عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ (انجیل سریانی زبان میں نازل ہوئی تھی پھر اس کا ترجمہ عبرانی زبان میں ہوا۔ ورقہ اسی کو لکھتے تھے) وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے یہاں تک کہ ان کی بینائی بھی رخصت ہو چکی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سامنے آپ ﷺ کے حالات بیان کیے اور کہا کہ اے چچا زاد بھائی! اپنے بھتیجے (محمد ﷺ) کی زبانی ذرا ان کی کیفیت سن لیجئے وہ بولے کہ بھتیجے آپ نے جو کچھ دیکھا ہے، اس کی تفصیل سناؤ۔ چنانچہ آپ ﷺ نے از اول تا آخر پورا واقعہ سنایا، جسے سن کر ورقہ بے اختیار ہو کر بول اٹھے: یہ تو وہی ناموس (معزز راز دان فرشتہ) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجا تھا۔ کاش، میں آپ کے اس عہد نبوت کے شروع ہونے پر جوان عمر ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب کہ آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا: ''کیا وہ لوگ مجھ کو نکال دیں گے؟'' (حالانکہ میں تو ان میں صادق و امین و مقبول ہوں) ورقہ بولا: ہاں یہ سب کچھ سچ ہے۔ مگر جو شخص بھی آپ کی طرح امر حق لے کر آیا لوگ اس کے دشمن ہی ہو گئے ہیں۔ اگر مجھے آپ کی نبوت کا وہ زمانہ مل جائے تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا۔ مگر ورقہ کچھ دنوں کے بعد انتقال کر گئے۔ پھر کچھ عرصہ تک وحی کی آمد موقوف رہی۔ (بخاری:3)

(4) نبی ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ رات میں کمبل لپیٹ کر سونا چھوڑ دیں اور عزت و جلال والے رب کے سامنے شب میں بیدار رہیں۔ (مختصر ابن کثیر:2/2142)

﴿قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾

''رات کو قیام کرو مگر کم'' (2)

سوال: رات کو قیام کرنے کے حکم کی وضاحت ﴿قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُمِ الَّيْلَ﴾ ''رات کو قیام کرو'' یعنی نماز پڑھیں۔ (2) ﴿اِلَّا قَلِيْلًا﴾ ''مگر کم'' یعنی آدھی رات۔

(3) نبی ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ رب العزت نے آپ ﷺ کو رات کو قیام کرنے کا حکم دیا ہے۔ ﴿قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ ''رات کو قیام کرو مگر کم۔''

(4) ﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ ''اور رات کے کچھ حصے میں پھر اس کے ساتھ بے دار رہیں یہ آپ کے لیے زائد عبادت ہے، قریب ہے آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کر دے۔'' (بنی اسرائیل:79)

(5) ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ ''اُن کے پہلو بستروں سے الگ ہی رہتے ہیں وہ اپنے رب کو خوف اور اُمید سے پکارتے ہیں اور جو ہم نے انہیں رزق دیا اُس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔'' (السجدہ:16)

(6) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رات کو نبی ﷺ کی نماز کس طرح ہوتی تھی؟ تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ شروع رات میں سوتے تھے اور اخیر رات میں اٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد پھر اپنے بستر کی طرف لوٹ آتے تھے پھر جب موذن اذان دیتا تو آپ ﷺ اٹھتے پس اگر آپ ﷺ کو ضرورت ہوتی تو غسل کرتے ورنہ وضو کر کے باہر تشریف لے جاتے۔ (بخاری:1146)

(7) سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ اس قدر قیام فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کے دونوں پاؤں یا (یہ کہا کہ) آپ ﷺ کی دونوں پنڈلیوں پر ورم آجاتا تھا۔ (بخاری:1130)

(8) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو تمام نمازوں سے زیادہ پسند داؤد علیہ السلام کی نماز جیسی نماز ہے اور تمام روزوں میں زیادہ پسند اللہ تعالیٰ کو داؤد علیہ السلام کے روزے جیسا روزہ ہے اور وہ نصف شب سوتے تھے اور تہائی رات میں نماز پڑھتے تھے اور پھر رات کے چھٹے حصے میں سو رہتے تھے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے۔'' (بخاری:1131)

﴿نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا﴾

''آدھی رات یا اُس سے تھوڑا کم کرلو'' (3)

سوال: نبی ﷺ کو رات کے کتنے حصے میں قیام کا حکم دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) رب العزت نے نبی ﷺ کے رات کے قیام کا اندازہ مقرر کیا اور فرمایا:

(2) ﴿نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا﴾ ''آدھی رات یا اُس سے تھوڑا کم کرلو'' آدھی رات یا آدھی میں سے بھی ﴿قَلِیْلًا﴾ ''تھوڑا'' کچھ کم کردیں یعنی ایک تہائی کے لگ بھگ حصے میں تہجد ادا کریں۔

﴿اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا﴾

''یا اُس پر کچھ اضافہ کرلو اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو'' (4)

سوال: نبی اکرم ﷺ کو تلاوت قرآن کا طریقہ سکھایا گیا، اس کی وضاحت ﴿اَوْ زِدْ ... تَرْتِیْلًا﴾ کی روشنی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَوْ زِدْ عَلَيْهِ﴾ ''یا اُس پر کچھ اضافہ کرلو'' یہ آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ رات کا کچھ حصہ نماز تہجد ادا کرنے کا حکم دیا، تمام رات قیام کرنے کا حکم نہیں دیا۔

(2) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رمضان کی نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نماز نہ پڑھتے تھے۔ (پہلے) چار رکعت پڑھتے تھے پس تم ان کی خوبی اور ان کے طول کی کیفیت نہ پوچھو، اس کے بعد پھر آپ ﷺ چار رکعت نماز پڑھتے تھے پس تم ان کی خوبی اور ان کے طول کی کیفیت نہ پوچھو، اس کے بعد تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ (بخاری:1147)

(3)﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا﴾ ''اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو'' رتل کسی چیز کی خوبی، آرائش اور بھلائی کو کہتے ہیں اور رتل کے معنی سہولت اور حسن تناسب کے ساتھ کسی کلمہ کو ادا کرنا ہے۔ (تیسیر القرآن:4/ 539)

(4) کیونکہ ترتیل قرآن سے تدبر اور تفکر حاصل ہوتا ہے، اس سے دلوں میں تحریک پیدا ہوتی ہے، اس کی آیات کے ساتھ تعبد ہوتا ہے اور اس پر عمل کے لیے مکمل استعداد اور آمادگی پیدا ہوتی ہے۔ (تفسیر سعدی:3/2860)

(5) سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورت کو اس قدر ترتیل کے ساتھ پڑھا کرتے تھے کہ وہ لمبی سے لمبی ہو جاتی تھی۔ (مسلم:1712)

(6) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نبی ﷺ کی قراءت کیسی تھی؟ انہوں نے کہا کہ کھینچ کر پڑھتے تھے پھر (سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے) بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی (اس میں) بسم اللہ کو کھینچا اور الرحمن اور الرحیم کو بھی کھینچ کر (لمبا کر کے) پڑھا۔ (بخاری:5046)

(7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے اپنے نبی کریم ﷺ کو بہترین آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھتے سنا ہے۔'' (بخاری:5024)

(8) سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عشاء کی نماز میں سورۃ ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ پڑھتے ہوئے سنا اور میں نے آپ سے اچھی آواز یا اچھی تلاوت کسی کی نہیں سنی۔ (بخاری:769)

(9) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول نے فرمایا: ''صاحب قرآن سے کہا جائے گا: پڑھتے جاؤ اور چڑھتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاؤاور عمدگی کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھو جیسا کہ تم دنیا میں عمدگی سے پڑھتے تھے، تمہاری منزل وہاں ہے جہاں آخری آیت پڑھ کر قرآت ختم کرو گے۔'' (ابوداؤد:1464)

(10) سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کو اپنی آوازوں کے ساتھ مزین کرو۔'' (بخاری:7544)

(11) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اچھی آواز کے ساتھ قرآن نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔'' (بخاری، کتاب التوحید:7527)

(12) سیدنا ابن الہاد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نافع بن جبیر بن مطعم نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کتنے روز میں قرآن کریم ختم کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میں (قرآن کے) حصے نہیں کرتا۔ نافع نے کہا: ایسا نہ کرو۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے قرآن کریم کا ایک حصہ تلاوت کیا۔'' (ابوداؤد:1392)

(13) سیدنا عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ فتح مکہ والے سال اپنی سواری پر سورہ الفتح پڑھتے جا رہے تھے اور آپ ﷺ اپنی قرأت کو دہراتے تھے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کبھی لوگوں سے یہ ڈر نہ ہوتا کہ مجھے گھیر لیں گے تو میں آپ ﷺ کی قرأت بیان کرتا۔ (مسلم:1853)

﴿اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا﴾

''یقیناً ہم جلد ہی آپ پر ایک بھاری کلام نازل کریں گے'' (5)

سوال: رب العزت نے قرآن کی عظمت بیان کی، اس کی وضاحت ﴿اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا﴾ ''یقیناً ہم جلد ہی آپ پر ایک بھاری کلام نازل کریں گے'' یعنی ہم آپ کی طرف بھاری قرآن وحی کریں گے یعنی وہ معنیٰ عظیمہ اور اوصاف جلیلہ کا حامل ہے۔ قرآن جس کا وصف یہ ہو اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے لئے تیاری کی جائے۔ اس کو ترتیل کے ساتھ پڑھا جائے اور جن مضامین پر مشتمل ہے اس پر غور کیا جائے۔ (تفسیر سعدی:2860/3)

(2) قرآن مجید کے بارے میں رب العزت نے فرمایا: ﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ﴾ ''اگر ہم اس قرآن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوکسی پہاڑ پر نازل کر دیتے تو یقیناً آپ اسے اللہ تعالیٰ کے خوف سے پست ہونے والا، ٹکڑے ٹکڑے ہونے والا دیکھتے اور یہ مثالیں ہم انہیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور وفکر کریں۔'' (الحشر:21)

(3) بھاری قول یعنی عمل میں بھاری یا اترتے وقت عظمت میں بھاری جیسا کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ران میری ران پر تھی کہ اچانک وحی آ گئی مجھے اتنا بوجھ محسوس ہوا کہ ران ٹوٹ جانے کا ڈر پیدا ہوا۔ (مختصر ابن کثیر:2142/2)

(4) ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: بے شک میں نے سخت سردی والے دن آپ ﷺ پر وحی اترتے ہوئے دیکھی اور سلسلہ منقطع ہونے پر (یہ دیکھا کہ اس وقت) آپ ﷺ کی (مقدس) پیشانی سے پسینہ بہنے لگتا تھا۔ (بخاری:2)

(5) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ وحی (کے نزول) کو محسوس کرتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، میں گھنٹی کی سی آواز سنتا ہوں اور پھر اس وقت میں خاموش ہو جاتا ہوں اور جب بھی مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے گویا میری جان نکل جائے گی۔'' (مسند احمد:7089)

﴿اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا﴾

''بلاشبہ رات کا اُٹھنا نفس کو زیادہ پامال کرنے والا اور بات کو زیادہ درست بنانے والا ہے'' (6)

سوال: شب بیداری کی خوبیوں کی وضاحت ﴿اِنَّ ... قِيْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ﴾ ''بلاشبہ رات کا اُٹھنا'' یعنی رات کو سو کر اٹھنے کے بعد تہجد پڑھنا۔ ساری رات یا عشاء کے بعد والی رات یا رات کی ہر ساعت کو ناشئۃ کہتے ہیں کیونکہ رات کی ہر ساعت میں تہجد کے لئے اٹھ سکتے ہیں۔

(2) ﴿هِيَ اَشَدُّ وَطْاً﴾ ''نفس کو زیادہ پامال کرنے والا'' وَطْاً بمعنی روندنا اور پامال کرنا، سب کس بل نکال دینا۔ یعنی رات کو جاگ کر اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت پر آمادہ کرنا نفس کی سرکشی کو دور کرنے اور اس کے کس بل نکالنے کے لیے بہت موثر علاج ہے۔ البتہ اس سے نفس کو کوفت بہت ہوتی ہے۔ اور (وَطْاً عَلَى الْاَمْرِ) کا دوسرا معنی کسی کام کو اپنی مرضی کے موافق آسان بنا لینا بھی ہے۔ (تیسیر القرآن:541/4)

(3) رات کو سو کر اٹھنے کے بعد نماز پڑھنا نفس پر قابو پانے کے لئے بہت کارگر اور قرآن کے مقاصد کے حصول کے زیادہ قریب ہے۔ قلب ولسان اس سے مطابقت رکھتے ہیں، اس وقت مشاغل کم ہوتے ہیں اور جو کچھ وہ پڑھتا ہے اس کا فہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہوتا ہے اور اس کا معاملہ درست ہو جاتا ہے۔ یہ دن کے اوقات کے برعکس ہے کیونکہ دن کے اوقات میں یہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے۔ (تفسیر سعدی:2860/3)

(4) ﴿وَّاَقْوَمُ قِیْلًا﴾ ''اور بات کو زیادہ درست بنانے والا ہے'' دن کی قرأت کی نسبت رات کی قرأت میں سکون ہوتا ہے۔ یعنی شب بیداری کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس وقت دل و دماغ تازہ ہوتے ہیں۔ شور و غل نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس وقت جو قرآن پڑھا جائے گا۔ طبیعت پوری توجہ سے اس میں غور و فکر کرے گی۔ گویا قرآن کا مطالب سمجھنے اور اس سے اثر پذیری کے لیے یہ وقت موزوں ہے۔ (تیسیر القرآن:541,540/4)

(5) ابن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مراد یہ ہے کہ رات کے وقت نماز کے لئے اٹھنا قلب، نگاہ، کان اور زبان سب میں باہمی موافقت پیدا کرنے میں اشد ہے یعنی بہت زیادہ مؤثر ہے۔ (تفسیر معارف القرآن:593/8)

(6) رات کے قیام سے دل اور زبان میں کمال موافقت اور تلاوت میں کمال یکسوئی پیدا ہوگی دل زیادہ تر حاضر رہتا ہے اور فہم قرآن کے دروازے کھل جاتے ہیں، دن کے قیام میں یہ خوبیاں نہیں۔ (السراج المنیر :2442/2)

(7) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَوْ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ﴾ ''اے میرے اللہ! ہر طرح کی تعریف تیرے ہی لیے ہے، تو آسمان اور زمین اور اس میں رہنے والی تمام مخلوق کا سنبھالنے والا ہے اور حمد تمام کی تمام بس تیرے ہی لیے مناسب ہے۔ آسمان اور زمین اور ان کی تمام مخلوقات پر حکومت صرف تیرے ہی لیے ہے اور تعریف تیرے ہی لیے ہے۔ تو آسمان اور زمین کا نور ہے اور تعریف تیرے ہی لیے ہے۔ تو سچا ہے، تیرا وعدہ سچا، تیری ملاقات سچی، تیرا فرمان سچا ہے، جنت سچ ہے، دوزخ سچ ہے، انبیاء علیہم السلام سچے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور قیامت کا ہونا سچ ہے۔'' (بخاری:1120)

﴿اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا﴾

''یقیناً دن میں آپ کے لمبے کام ہیں'' (7)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ﴿اِنَّ ۔۔۔ طَوِیْلًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا﴾ ''یقیناً دن میں آپ کے لمبے کام ہیں'' یعنی دن میں آپ ضروریات بھی پوری کر سکتے ہیں، نوافل بھی پڑھ سکتے ہیں اور آرام بھی کر سکتے ہیں۔

(2) دن میں آپ کو معاشی ضروریات کے لئے بار بار آنا جانا پڑتا ہے۔ جو دل کے مشغول ہونے اور مکمل طور پر فارغ نہ ہونے کا سبب بنتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2861/3)

(3) قتادہ نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ سعد بن ہشام بن عامر نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے اور مدینہ کو آئے اور چاہا کہ اپنے باغ و زمین بیچ ڈالیں اور اس سے ہتھیار اور گھوڑے خریدیں اور نصاریٰ سے مرنے کے وقت تک لڑیں۔ پھر جب مدینہ میں آئے اور مدینہ والوں سے ملے، انہوں نے ان کو منع کیا (یعنی بالکل کاروبار دنیا اور ضروریات بشری چھوڑ کر ایسا نہیں کرنا چاہیے) اور خبر دی کہ چھ آدمیوں نے اس کا ارادہ کیا تھا نبی ﷺ کی زندگی میں تو آپ ﷺ نے ان کو منع کیا اور فرمایا: ''کیا تمہارے لئے میری راہ اچھی نہیں؟ پھر جب لوگوں نے ان سے یہ کہا تو انہوں نے اپنی بیوی سے رجعت کی (یعنی جس کو طلاق دے دی تھی) اور ان کو طلاق دے دی تھی اور ان کی رجعت پر لوگوں کو گواہ کر لیا۔ پھر وہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے وتر کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا: میں تم کو ایسا شخص بتا دوں کہ جو ساری زمین کے لوگوں سے نبی ﷺ کے وتر کا حال بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے کہا: وہ کون ہے؟ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ تو تم ان کے پاس جاؤ ان سے پوچھو پھر میرے پاس آؤ اور ان کے جواب سے خبر دو۔ پھر میں ان کے پاس سے چلا حکیم بن افلح کے پاس آیا اور ان سے چاہا کہ وہ مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے چلیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ان کے پاس نہیں جاتا اس لئے کہ میں نے ان کو روکا تھا کہ وہ ان دونوں گروہوں کے بیچ میں کچھ نہ بولیں۔ (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کی آپس کی لڑائیوں میں) مگر انہوں نے نہ مانا اور چلی گئیں۔

زرارہ نے کہا کہ میں نے حکیم کو قسم دی۔ غرض وہ آئے اور ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف چلے اور انہیں اطلاع دی۔ انہوں نے اجازت دی اور ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تب انہوں نے فرمایا: کیا یہ حکیم ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں غرض سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو پہچان لیا، (یعنی آواز وغیرہ سے پردہ کی آڑ سے) پھر انہوں نے فرمایا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ حکیم نے کہا: میرے ساتھ سعد بن ہشام ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ہشام کون سے؟ حکیم نے کہا: عامر کے بیٹے تب ان پر بہت مہربانی کی اور قتادہ نے کہا کہ جنگ احد میں شہید ہوئے تھے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ ام المؤمنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سے خبر دیجئے۔ انہوں نے فرمایا: کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ کا خلق وہی تھا جس کا قرآن میں حکم ہے۔ انہوں نے کہا: پھر میں نے چلنے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ موت کے وقت تک اب کسی سے کوئی چیز نہ پوچھوں۔ پھر مجھے خیال آیا تو میں نے عرض کیا کہ خبر دیجئے مجھے رسول اللہ ﷺ کے رات کے اٹھنے کی۔ پھر انہوں نے فرمایا: کیا تم نے ﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ نہیں پڑھی میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرض کیا رات کو کھڑے ہو کر پڑھنے کو اس سورت کے اول میں پھر نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے سب صحابہ رات کو نماز پڑھتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کا خاتمہ بارہ مہینے تک آسمان پر روک رکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کا آخر اتارا اور اس میں تخفیف فرمائی (یعنی تہجد کی فرضیت معاف کر دی۔ مسنون ہونا باقی رہا) پھر ہو گیا رات کا نماز پڑھنا خوشی کا سودا بعد اس کے کہ فرض تھا۔ پھر میں نے عرض کیا: اے ام المؤمنین! خبر دیجئے مجھے رسول اللہ ﷺ کے وتر کی۔ تب انہوں نے فرمایا کہ ہم آپ ﷺ کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو جب چاہتا اٹھا دیتا تھا رات کو۔ پھر آپ ﷺ مسواک کرتے تھے اور وضو، پھر نو رکعت پڑھتے تھے نہ بیٹھتے اس میں مگر آٹھویں رکعت کے بعد اور یاد کرتے اللہ تعالیٰ کو اور اس کی حمد کرتے اور دعا کرتے (یعنی تشہد پڑھتے) پھر کھڑے ہو جاتے اور سلام نہ پھیرتے اور نویں رکعت پڑھتے پھر بیٹھتے اور اللہ کو یاد کرتے اور اس کی تعریف کرتے اور اس سے دعا کرتے اور اس طرح سلام پھیرتے کہ ہم کو سنا دیتے (تاکہ سوتے جاگ اٹھیں) پھر دو رکعت پڑھتے اس کے بعد، بیٹھے بیٹھے بعد سلام کے۔ غرض یہ گیارہ رکعات ہوئیں اے میرے بیٹے! پھر جب آپ ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی اور بعد میں گوشت آ گیا، سات رکعات وتر پڑھنے لگے اور دو رکعتیں ویسی ہی پڑھتے جیسے اوپر ہم نے بیان کیں۔ غرض یہ سب نو رکعتیں ہوئیں۔ اے میرے بیٹے! (یعنی سات وتر و تہجد کی اور دو بعد وتر کے) اور آپ ﷺ کی عادت تھی کہ جب کوئی نماز پڑھتے اس پر ہمیشگی کرتے۔ اور جب آپ ﷺ پر نیند یا کسی درد کا غلبہ ہوتا کہ رات کو نہ اٹھ سکتے تو دن کو بارہ رکعات ادا کرتے (یعنی وتر نہ پڑھتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وتر کی قضا نہیں) اور میں نہیں جانتی کہ کبھی نبی ﷺ نے سارا قرآن ایک رات میں پڑھ لیا ہو (اس سے ایک شب قرآن ختم کرنے کا بدعت ہونا ثابت ہوا) نہ یہ جانتی ہوں کہ ساری رات آپ ﷺ نے پڑھی صبح تک (یعنی ذرا بھی نہ سوئے نہ آرام لیا ہو) اور نہ یہ کہ سارا مہینہ روزہ رکھا ہو، سوا رمضان کے۔ پھر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان سے یہ ساری حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ بیشک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سچ فرمایا اور کہا کہ اگر میں ان کے پاس ہوتا یا جاتا تو یہ سب منہ در منہ سنتا۔ زرارہ نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ ان کے پاس نہیں جاتے ہیں تو میں کبھی ان کی بات آپ سے نہ کہتا۔ (مسلم:746)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾

''اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور ہر طرف سے منقطع ہو کر اسی کی طرف متوجہ رہو'' (8)

سوال: اللہ تعالیٰ نے ذکر کی کثرت کا حکم دیا، اس کی حکمت کی روشنی میں ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ...تَبْتِيلًا﴾ واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ﴾ ''اور اپنے رب کا نام یاد کرو'' پھر اس میں ہر طرح کا ذکر الٰہی شامل ہے۔

(2) یعنی آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کریں یعنی رات دن، تسبیح، تہلیل اور تحمید کریں۔

(3) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ (مسلم:826)

(4) ﴿وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾ ''اور ہر طرف سے منقطع ہو کر اسی کی طرف متوجہ رہو'' یعنی دنیا سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھیں اور ضروریات سے فراغت پا کر اللہ تعالیٰ کی توجہ سے عبادت کریں۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾ ''تو جب آپ فارغ ہو جائیں تو محنت کریں۔'' (الم نشرح:7)

(5) اللہ تعالیٰ کے لئے تبتیل سے مراد عبادت میں اخلاص پیدا کرنا اور سب سے منقطع ہو کر اس کی عبادت کرنا۔

(6) یعنی اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کیجئے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس کی طرف انابت، قلب کے خلائق سے علیحدہ اور لاتعلق ہونے، اللہ تعالیٰ کی محبت اور ان اوصاف سے متصف ہونے کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقرب بناتے ہیں اور اس کی رضا کے قریب کرتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:2861/3)

﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا﴾

''وہ مشرق و مغرب کا رب ہے۔ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں چنانچہ اُسی کو اپنا وکیل بناؤ'' (9)

سوال: عبادت اور توکل اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہیں، اس کی وضاحت ﴿رَبُّ...وَكِيلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ﴾ ''وہ مشرق و مغرب کا رب ہے۔'' یہ اسم جنس ہے اس میں سارے مشرق اور سارے مغرب شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا رب ہے ان کا خالق اور مدبر ہے۔ یعنی ساری کائنات کا مختار کل اور مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ ''اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور حقیقی معبود نہیں، اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں۔

(3)اس بالا و بلند تر ہستی کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کو محبت و تعظیم اور اجلال و تکریم سے مختص کیا جائے۔(تفسیر سعدی:2861/3)

(4)﴿فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا﴾ ''چنانچہ اُسی کو اپنا وکیل بناؤ'' یعنی اپنے سارے امور اس کو سونپ دو وہ ان کے لئے کافی ہوگا۔ (ایسر التفاسیر:1691)

(5)یعنی جس طرح وہ عبادت میں تنہا ہے وہ توکل میں بھی تنہا ہے۔لہٰذا اسی کو اپنا کارساز بناؤ جیسا کہ فرمایا:﴿فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ﴾ ''سو آپ اسی کی عبادت کریں اور اسی پر بھروسہ رکھیں۔''(ہود:123)﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ ''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔''(الفاتحہ:4)یعنی اللہ تعالیٰ ہی عبادت اور اطاعت کے ساتھ تنہا ہے اور توکل اسی کے ساتھ مخصوص ہے۔(مختصر ابن کثیر:2143/2)

(6)اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو کیونکہ دعوت کے کام کے لئے قوت، طاقت اور سبھی کچھ اُسی سے ملتا ہے۔

﴿وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا﴾

''اور جو کچھ لوگ کہتے ہیں اُس پر صبر کرو اور انہیں چھوڑ دو، اچھے طریقے سے چھوڑنا''(10)

سوال: صبر کے حکم کی وضاحت ﴿وَاصْبِرْ ... جَمِيْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ﴾ ''اور جو کچھ لوگ کہتے ہیں اُس پر صبر کرو'' جب اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر نماز اور عمومی طور پر ذکر الٰہی کا حکم دیا۔جس سے بندہ مومن میں بھاری بوجھ اٹھانے اور پر مشقت اعمال بجالانے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان باتوں پر صبر کرنے کا حکم دیا ہے جو آپ کے معاندین آپ کو کہتے ہیں اور آپ کو اور جو کچھ آپ لے کر آئے ہیں اسے سب و شتم کرتے ہیں، نیز یہ کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چلتے رہیں کوئی روکنے والا آپ کی راہ کھوٹی کر سکے نہ کوئی آپ کو لوٹا سکے۔(تفسیر سعدی:2861/3)

(2) کفار مکہ نے آپ ﷺ کو شاعر، ساحر اور کاذب کہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس ایذاء کے مقابلے میں صبر کرنے کے لئے کہا ہے۔(3)(i)دعوت کے میدان میں لوگوں کی بہت زیادہ باتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔اس لئے ردِّعمل کی نفسیات سے بچانے کے لئے مثبت طرف رخ موڑ دیا گیا کہ صبر اور درگزر سے کام لو۔(ii)صبر بہترین ڈھال اور بہترین

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اَسلحہ ہے، صبر بہترین قلعہ ہے۔

(4)﴿وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا﴾ ''اورانہیں چھوڑ دو، اچھے طریقے سے چھوڑنا'' اور یہ کنارہ کشی وہاں ہے جہاں مصلحت کنارہ کشی کا تقاضا کرتی ہے جس میں کوئی اذیت نہ ہو بلکہ ان کی تکلیف دہ باتوں سے اعراض کرتے ہوئے، ان سے کنارہ کشی کا معاملہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ ان سے اس طریقے سے بحث کریں جو احسن ہو۔ (تفسیر سعدی:2861/3)

(5) یعنی انہیں خوب صورتی سے چھوڑ دیں جن میں عتاب کی جھلک نہ ہو۔

﴿وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا﴾

''اور مجھے اور جھٹلانے والے خوش حال لوگوں کو چھوڑ دو اور اُنہیں تھوڑی سی مہلت دے دو'' (11)

سوال: ﴿وَذَرْنِي ... قَلِيلًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ﴾ '' اور مجھے اور جھٹلانے والے کو چھوڑ دو'' مجھے اور ان جھٹلانے والوں کو چھوڑ دیجئے، میں ان سے انتقام لوں گا، میں نے اگرچہ ان کو مہلت دی ہے مگر میں ان کو مہمل نہیں چھوڑوں گا۔

(2)﴿أُولِي النَّعْمَةِ﴾ ''خوش حال لوگوں کو'' یعنی نعمتوں سے بہرہ منداور دولت مند لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے جب اپنے رزق سے فراخی عطا کی اور اپنے فضل سے ان کو نوازا تو انہوں نے سرکشی کا رویہ اختیار کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ (٦) أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ (٧)﴾ ''ہرگز نہیں! بلاشبہ یقیناانسان سرکش ہوجاتا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے کہ وہ مستغنی ہوگیا۔'' (العلق:7,6)(تفسیر سعدی:2861/3)

(3)﴿وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا﴾ ''اور اُنہیں تھوڑی سی مہلت دے دو'' اللہ تعالیٰ نے سرکشی اختیار کرنے والوں کو عذاب کی وعید سنائی۔ (4) رب العزت نے فرمایا: ﴿نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ﴾ ''ہم انہیں بہت تھوڑا سامان دے رہے ہیں، پھر ہم انہیں ایک بہت سخت عذاب کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے۔'' (لقمان:24)

(5)﴿فَذَرْنِي وَمَن يُكَذِّبُ بِهَٰذَا الْحَدِيثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ (٤٤) وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ (٤٥)﴾ ''چنانچہ مجھے اور اس کو چھوڑ دو جو اس کلام کو جھٹلاتا ہے ہم ضرور انہیں آہستہ آہستہ لے جائیں گے جہاں سے وہ نہیں جانیں گے۔ اور میں اُن کو مہلت دوں گا، یقینا میری خفیہ تدبیر بہت مضبوط ہے۔ یا آپ اُن سے کوئی اجرت مانگتے ہیں کہ وہ تاوان سے بوجھل ہیں؟'' (القلم:45,44)

(6)﴿إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (٩٥) الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (٩٦) وَلَقَدْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴿۹۹﴾ ''بلاشبہ آپ کی جانب سے ہم مذاق اڑانے والوں کے لیے کافی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود بناتے ہیں سو جلد ہی وہ جان لیں گے۔ اور بلاشبہ یقیناً ہم جانتے ہیں آپ کا سینہ بے شک اس سے تنگ ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں۔ چنانچہ آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کے پاس یقین آ جائے۔'' (الحجر:95-99)

﴿اِنَّ لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا وَّ جَحِيْمًا﴾

''یقیناً ہمارے پاس بھاری بیڑیاں اور سخت بھڑکتی ہوئی آگ ہے'' (12)

سوال: ﴿اِنَّ لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا وَّ جَحِيْمًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا﴾ ''یقیناً ہمارے پاس بھاری بیڑیاں'' یعنی ہمارے پاس سخت عذاب ہے، اسے ہم نے اس شخص کے لیے عبرتناک سزا بنایا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے کاموں پر جما ہوا ہے۔

(2) ﴿وَّ جَحِيْمًا﴾ ''اور سخت بھڑکتی ہوئی آگ ہے'' جھٹلانے والوں کے لیے دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ اور دردناک عذاب ہے۔

﴿وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾

''اور حلق میں اٹکنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے'' (13)

سوال: جھٹلانے والوں کے لیے کیسا کھانا اور عذاب ہے، اس کی وضاحت ﴿وَّ طَعَامًا ... اَلِيْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ﴾ ''اور حلق میں اٹکنے والا کھانا'' یہ حلق میں پھنسنے والا کھانا اس کی تلخی اور ذائقے کی کراہت والا ہوگا۔

(2) ﴿وَّ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ ''اور دردناک عذاب ہے'' جھٹلانے والوں کے لیے دردناک اور تکلیف دہ عذاب ہوگا۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۙ﴿۶﴾ لَّا يُسْمِنُ وَ لَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ؕ﴿۷﴾﴾ ''سوکھی خاردار جھاڑی کے سوا اُن کے لیے کوئی کھانا نہ ہوگا۔ جو نہ موٹا کرے گا اور نہ بھوک میں کافی ہوگا۔'' (الغاشیہ:6,7)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ (۴۳) طَعَامُ الْاَثِیْمِ (۴۴)﴾ ''یقیناً زقوم کا درخت۔ گناہ گار کا کھانا ہے۔'' (الدخان:43،44)

(5)امام احمد ابن ابی داود ابن عدی اور بیہقی کی روایت ہے کہ ایک شخص نے قرآن کی یہ آیت سنی تو خوف سے بے ہوش ہوگیا۔

(6)حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک دن روزہ سے تھے افطار کے وقت کھانا سامنے آیا تو اس آیت کا دھیان آ گیا، کھانا نہ کھا سکے اٹھوا دیا اگلے روز پھر شام کو ایسا ہی ہوا کھانا اٹھوا دیا، تیسرے روز پھر ایسا ہوا تو ان کے صاحبزادے سیدنا ثابت بنانی اور یزید ضبی اور یحییٰ بکاء کے پاس گئے اور حال سنایا، یہ تینوں حضرات آئے اور سیدنا حسن کو کھانے کا بہت اصرار کرتے رہے پھر مجبور ہو کر کچھ تناول فرمایا۔ (روح المعانی) (معارف القرآن)

12

﴿یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِیْبًا مَّهِیْلًا﴾

''جس دن زمین اور پہاڑ کانپیں گے اور پہاڑ بھربھری ریت کے ٹیلے ہو جائیں گے'' (14)

سوال: جھٹلانے والوں کو عذاب کس دن دیا جائے گا، اس کی وضاحت ﴿یَوْمَ ... مَّهِیْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ﴾ ''جس دن زمین اور پہاڑ کانپیں گے'' جس دن سخت زلزلہ آئے گا پہاڑ اور زمین سخت زور زور سے ہلا دیے جائیں گے۔

(2)﴿وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِیْبًا مَّهِیْلًا﴾ ''اور پہاڑ بھربھری ریت کے ٹیلے ہو جائیں گے'' اور پہاڑوں کے سخت پتھر اور بھاری بھاری چٹانیں ٹکرا ٹکرا کر چور چور ہو جائیں گی۔ اور ان کے ذرات ادھر اُدھر بکھر جائیں گے۔ پہاڑوں کا نام و نشان تک نہ رہے گا اور زمین ایک چٹیل اور صاف میدان کی طرح رہ جائی گی۔ نہ اس میں کوئی وادی ہوگی اور نہ نشیب و فراز۔ (سراج المنیر: 2144/2) (3) پہاڑ بکھری ہوئی ریت کی مانند ہونگے۔ اس کے بعد یہ ریت آہستہ آہستہ اڑتا ہوا غبار بن جائے گی۔

﴿اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا ۚ شَاهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا﴾

''بلاشبہ ہم نے تمہاری جانب ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر گواہی دینے والا ہے جیسے ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا'' (15)

سوال: ﴿اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ ... رَسُوْلًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا ۚ شَاهِدًا عَلَیْكُمْ﴾ ''بلاشبہ ہم نے تمہاری جانب ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر گواہی دینے والا ہے'' اللہ رب العزت نے قریش سے خصوصاً اور تمام مسلمانوں سے عموماً مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ ہم نے تمہارے پاس رسول بھیجا ہے جو تمہارے اعمال پر شاہد ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) یعنی امت پر ان کے اعمال کے ذریعے سے گواہ ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد ادا کرو اور اس عظیم نعمت پر اس کا شکر ادا کرو ان کی نافرمانی کرنے سے بچو۔

(3) ﴿كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا﴾ ''جیسے ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا'' یعنی ایسا نہ ہو جیسے فرعون کے پاس سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی تو اس نے اس دعوت کو جادو قرار دے کر ان کا جادوگروں سے مقابلہ کروایا۔ آخر رب العزت نے اسے سمندر میں غرق کر دیا۔

(4) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا: ''اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کے پاس جمع کیے جاؤ گے، ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بغیر ختنہ کے'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''جس طرح ہم نے اول بار پیدا کرنے کے وقت ابتدا کی تھی، اسی طرح اسے دوبارہ زندہ کر دیں گے، ہمارے ذمہ وعدہ ہے، ہم ضرور اسے کر کے ہی رہیں گے۔'' آخر آیت تک۔ پھر فرمایا: ''قیامت کے دن تمام مخلوق میں سب سے پہلے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا۔ ہاں اور میری امت کے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا اور انہیں جہنم کی بائیں طرف لے جایا جائے گا۔ میں عرض کروں گا، میرے رب! یہ تو میرے امتی ہیں؟ مجھ سے کہا جائے گا، آپ کو نہیں معلوم ہے کہ انہوں نے آپ کے بعد نئی نئی باتیں شریعت میں نکالی تھیں۔ اس وقت بھی وہی کہوں گا جو عبد صالح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہوگا: میں ان کا حال دیکھتا رہا جب تک میں ان کے درمیان رہا، پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا (جب سے) تو ہی ان پر نگران ہے'' مجھے بتایا جائے گا کہ آپ کی جدائی کے بعد یہ لوگ دین سے پھر گئے تھے۔'' (بخاری: 4625)

(5) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا، وہ کہیں گے: لبیك وسعدیك یارب! اللہ رب العزت فرمائے گا: کیا تم نے میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ نوح علیہ السلام عرض کریں گے: میں نے پہنچا دیا تھا۔ پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا: کیا انہوں نے میرا پیغام تمہیں پہنچایا تھا؟ وہ لوگ کہیں گے کہ ہمارے یہاں کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: (نوح علیہ السلام سے) آپ علیہ السلام کے حق میں کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ وہ کہیں گے: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت میری گواہ ہے۔ چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ان کے حق میں گواہی دے گی کہ انہوں نے پیغام پہنچا دیا تھا اور رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کے حق میں گواہی دیں گے (کہ انہوں نے سچی گواہی دی ہے)۔ یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے: اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ وسط بنایا تاکہ تم لوگوں کے لیے گواہی دو اور رسول تمہارے لیے گواہی دیں۔'' (آیت میں) لفظ وسط کے معنی عادل، منصف اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہتر کے ہیں۔(بخاری:4487)

﴿فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا﴾

''سوفرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے پکڑ لیا، نہایت سخت پکڑنا''(16)

سوال1:﴿فَعَصٰى ... وَّبِيْلًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ﴾''سوفرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی''فرعون نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق نہیں کی بلکہ ان کی نافرمانی کی۔

(2)﴿فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا﴾''تو ہم نے اسے پکڑ لیا، نہایت سخت پکڑنا''اللہ تعالیٰ نے فرعون کو بڑے وبال یعنی انتہا کی شدت کے عذاب میں پکڑ لیا۔

(3)فرعون کو سخت گرفت میں لے لیا لہٰذا اے نافرمانی کرنے والو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے ڈر جاؤ اور رسول ﷺ کی نافرمانی نہ کرو ورنہ تمہارا حشر بھی فرعون جیسا ہی ہوگا جس کو ایک غالب، اقتدار والے کی طرح پکڑ لیا۔

(4)رب العزت نے فرمایا:﴿فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ﴾

''تو ہم نے اُسے اور اُس کے لشکروں کو پکڑ لیا، پھر اُن کو سمندر میں پھینک دیا سو آپ دیکھیں ظالموں کا کیسا انجام تھا۔''

(القصص:40)

(5)﴿وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى (۷۷) فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ (۷۸)﴾''اور بلاشبہ یقیناہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ رات کے وقت میرے بندوں کو لے کر نکلو پھر ان کے لیے سمندر میں خشک راستہ بناؤ، نہ تم تعاقب کا خوف کھاؤ گے اور نہ ہی تم ڈرو گے۔ پھر فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ اُن کا پیچھا کیا تو اُن کو سمندر نے ڈھانپ لیا اس چیز نے جس نے انہیں ڈھانپا۔''(طٰہٰ:78,77)

(6)﴿فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى﴾''تو اللہ تعالیٰ نے اُسے آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔''

(النازعات:25)

سوال2: یہ بات اہلِ مکہ کے سامنے کس وجہ سے رکھی جارہی ہے کہ فرعون کو نافرمانی پر سختی سے پکڑ لیا گیا؟

جواب: یہ بات اہلِ مکہ کو اس لئے کہی گئی ہے کہ وہ متنبہ ہوجائیں کہ اگر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلانے کی وجہ سے فرعون کا یہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حال ہوسکتا ہے تو تمہارا بھی وہی حشر ہوسکتا ہے۔

﴿فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا﴾

''پھر اگر تم نے کفر کیا تو اُس دن تم کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا'' (17)

سوال: ﴿فَكَيْفَ...شِيْبًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا﴾ ''پھر اگر تم نے کفر کیا تو اُس دن تم کیسے بچو گے'' یعنی تمہیں کفر کے ساتھ قیامت کے دن کیسے نجات مل سکتی ہے؟

(2) ﴿يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا﴾ ''جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا'' اگر تم نے اللہ تعالیٰ کو نہ مانا اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق نہ کی تو اس دن کی گھبراہٹوں سے کیسے نجات پاؤ گے وہ دن جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ یعنی اس کے اندوہناک زلزلوں کی زد میں اگر بچے بھی آئیں گے تو بوڑھے ہو جائیں گے۔

(3) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پاک قیامت کے دن سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمائے گا: اے آدم! وہ عرض کریں گے: میں حاضر ہوں اے رب! تیری فرمانبرداری کے لیے، پروردگار آواز سے پکارے گا (یا فرشتہ پروردگار کی طرف سے آواز دے گا) اللہ حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد میں سے دوزخ کا جتھہ نکالو، وہ عرض کریں گے: اے پروردگار! دوزخ کا جتھا کتنا نکالوں۔ حکم ہوگا (راوی نے کہا میں سمجھتا ہوں) ہر ہزار آدمیوں میں سے نو سو ننانوے (گویا ہزار میں ایک جنتی ہوگا) یہ ایسا سخت وقت ہوگا کہ پیٹ والی کا حمل گر جائے گا اور بچہ (فکر کے مارے) بوڑھا ہو جائے گا (یعنی جو بچپن میں پڑا ہو) اور تو قیامت کے دن لوگوں کو ایسا دیکھے گا جیسے وہ نشہ میں متوالے ہو رہے ہیں حالانکہ ان کو نشہ نہ ہوگا بلکہ اللہ کا عذاب ایسا سخت ہوگا (یہ حدیث جو صحابہ حاضر تھے ان پر سخت گزری، ان کے چہرے ڈر کے مارے) بدل گئے۔'' (بخاری: 4741)

(4) ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝﴾ ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، یقیناً قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔ جس دن تم اُسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اس سے غافل ہو جائے گی جسے اس نے دودھ پلایا اور ہر حاملہ اپنا حمل ڈال دے گی اور آپ لوگوں کو مدہوش دیکھیں گے حالانکہ وہ مدہوش نہ ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہی بڑا سخت ہوگا۔'' (الحج: 1، 2)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا﴾

''آسمان اس میں پھٹ جانے والا ہے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہمیشہ سے پورا ہو کر ہی رہنے والا ہے'' (18)

سوال: قیامت کے دن آسمان کی کیا حالت ہوگی، اس کی وضاحت ﴿السَّمَآءُ...مَفْعُوْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ﴾ ''آسمان اس میں پھٹ جانے والا ہے'' اس دن آسمان پھٹ جائے گا اس دن کی دہشت ایسی ہوگی کہ آسمان بھی پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔

(2) ﴿كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا﴾ ''اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہمیشہ سے پورا ہو کر ہی رہنے والا ہے۔'' وہ دن یعنی قیامت آ کر رہے گی۔ کوئی اسے روکنے والا نہیں۔ اس کا وقوع لازم ہے کوئی اس کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتا۔

ع 1 19 13

﴿اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا﴾

''بلاشبہ یہ ایک نصیحت ہے تو جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف راستہ بنا لے'' (19)

سوال: ﴿اِنَّ هٰذِهٖ...سَبِيْلًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ﴾ ''بلاشبہ یہ ایک نصیحت ہے'' یہ آیات جس میں قیامت کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کی ہولناکیوں کی خبر دی گئی ہے۔ یہ ایک یاد دہانی ہے جس سے اہل تقویٰ نصیحت پکڑتے ہیں اور ایمان والے برائیوں سے رک جاتے ہیں۔

(2) ﴿فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا﴾ ''تو جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف راستہ بنا لے'' یعنی وہ راستہ جو اسے اس کے رب تک پہنچاتا ہے۔ وہ راستہ اللہ کی شریعت کی اتباع کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کھول کھول کر بیان کیا اور پوری طرح واضح کر دیا ہے۔ اس آیت کریمہ میں اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ان کے افعال پر قدرت اور اختیار عطا کیا ہے، ایسے نہیں جیسے ''جبریہ'' کہتے ہیں کہ بندوں کے افعال ان کی مشیت کے بغیر واقع ہوتے ہیں کیونکہ یہ نقل اور عقل دونوں کے خلاف ہے۔ (تفسیر سعدی: 2863/3)

(3) جو اپنے رب کا راستہ اختیار کرنا چاہتا ہے وہ ایمان لائے اور اس پر عمل پیرا ہو اور اس کی مرضی کے راستے پر چلے۔

﴿اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ

''یقیناً آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ دو تہائی رات کے قریب یا اس کا آدھا یا اس کا ایک تہائی حصہ قیام کرتے ہیں اور اُن لوگوں میں سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ

ایک گروہ بھی جو آپ کے ساتھ ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی رات اور دن کا اندازہ رکھتا ہے اس نے جان لیا کہ تم اس کو ہرگز ٹھیک شمار نہیں کرسکو گے،

عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ

سو اُس نے تم پر مہربانی کی تو آسانی سے جتنا ہوسکے قرآن پڑھ لیا کرو اس نے جان لیا کہ تم میں سے کچھ مریض بھی ہوں گے

وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ

اور کچھ دوسرے لوگ جو زمین میں سفر کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل میں سے تلاش کریں گے اور کچھ دوسرے لوگ اللہ تعالیٰ

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

کی راہ میں لڑیں گے، چنانچہ آسانی سے جتنا ہوسکے پڑھ لیا کرو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کو قرض دو،

وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ

اچھا قرض، اور جو نیکی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اُسے اللہ تعالیٰ کے ہاں موجود پاؤ گے کہ وہ بہتر اور ثواب میں زیادہ بڑی

هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ ع 2/1 14

ہے، اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' (20)

سوال 1: قیام اللیل کے وجوب کی تنسیخ کی وضاحت آیت ﴿اِنَّ رَبَّكَ ... مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ﴾ ''یقیناً آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ دو تہائی رات کے قریب یا اس کا آدھا یا اس کا ایک تہائی حصہ قیام کرتے ہیں اور اُن لوگوں میں سے ایک گروہ بھی جو آپ کے ساتھ ہیں'' اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو نصف رات یا ایک تہائی یا دو تہائی رات قیام کرنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ کے ساتھ اہل ایمان کی ایک جماعت نے بھی اس حکم کی تعمیل کی۔

(2) ﴿وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ﴾ ''اور اُن لوگوں میں سے ایک گروہ بھی جو آپ کے ساتھ ہیں'' اس سے مراد اصحاب رسول ﷺ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔ سب پر قیام الیل اس وقت فرض تھا۔ (جامع البیان 148/29)

(3) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت پڑھا کرو، پھر جب تم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز سے فارغ ہونا چاہو، تو ایک رکعت وتر پڑھ لیا کرو، یہ ایک رکعت جتنی نماز تم پڑھ چکے ہو اسے وتر بنا دے گی۔'' (بخاری:990)

(4) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص دس آیات کے ساتھ قیام کرے وہ غافلوں میں شمار نہیں ہوتا، جو سو آیات کے ساتھ قیام کرے وہ ''قانتین'' (عبادت گزاروں) میں لکھا جاتا ہے۔ اور جو ہزار آیات کے ساتھ قیام کرے وہ ''مقنطرین'' (یعنی بے انتہا ثواب جمع کرنے والوں) میں لکھا جاتا ہے۔'' (ابوداود:1398)

(5) سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا: ''پانچ نمازیں دن رات میں فرض ہیں۔'' اس نے پوچھا، کیا اس کے سوا بھی کوئی نماز مجھ پر فرض ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں ہیں! الا یہ کہ تو کوئی نفل نماز پڑھنا چاہے۔'' (بخاری:46)

(6) ﴿وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہی رات اور دن کا اندازہ رکھتا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ دن اور رات، گھنٹوں اور اوقات کا علم رکھتا ہے۔ وہ ان کی مقدار کو بھی جانتا ہے اور یہ بھی کہ کتنا وقت گزر گیا ہے اور کتنا باقی ہے۔

(7) ﴿عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ﴾ ''اس نے جان لیا کہ تم اس کو ہرگز ٹھیک شمار نہیں کر سکو گے،'' یعنی وہ جانتا ہے کہ کسی کمی بیشی کے بغیر تم اس کی مقدار معلوم نہیں کر سکو گے کیونکہ اس کی مقدار کی معرفت کا حصول، واقفیت اور مزید مشقت کا تقاضا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تخفیف کر دی ہے اور تمہیں صرف اسی چیز کا حکم دیا ہے جو تمہارے لیے آسان ہے، خواہ وہ مقدار سے زیادہ ہو یا کم۔ (تفسیر سعدی:2864/3)

(8) یعنی تمہارا رب جانتا ہے کہ تم پر قیام اللیل فرض کیا گیا ہے اور تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔

(9) ﴿فَتَابَ عَلَيْكُمْ﴾ ''سو اس نے تم پر مہربانی کی'' اس لئے اس نے تم سے تخفیف فرما دی ہے۔

(10) اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیام اللیل کے حکم کو منسوخ کر دیا۔ اب صرف مستحب ہے اور وہ بھی وقت کی پابندی کے بغیر۔

(11) ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾ ''تو آسانی سے جتنا ہو سکے قرآن پڑھ لیا کرو'' یعنی جتنی قرأت تم پر گراں نہیں گزرتی اتنی تلاوت کرو۔ (12) جس کی تمہیں معرفت حاصل ہے۔

(13) قیام اللیل کرنے والا نمازی صرف اس وقت تک نماز پڑھے جب تک دل کی خوشی شامل ہو۔ اکتاہٹ یا سستی آئے تو اسے آرام کرنا چاہیے۔ (14) راحت اور طمانیت کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے۔ اس سے مراد ہے رات کو جتنی نماز پڑھ سکتے ہو پڑھ لو۔ نہ اس کے لئے وقت کی پابندی ہے نہ رکعتوں کی پابندی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال2:﴿عَلِمَ ... تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى﴾ ''اس نے جان لیا کہ تم میں سے کچھ مریض بھی ہوں گے'' یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ بیمار ہوں گے اور دو تہائی، نصف یا ایک تہائی رات کی نماز ان پر گراں گزرے گی۔ اس لئے مریض اتنی ہی نماز پڑھے جو اس کے لئے آسان ہے۔

(2) مشقت کی صورت میں کھڑے ہو کر بھی نماز پڑھنے کا پابند نہیں ہے۔

(3) اگر بیماری میں نفل نماز پڑھنے میں اس کے لئے مشقت ہے تو وہ اسے چھوڑ دے، اسے اسی طرح نماز پڑھنے کا اجر ملے گا جیسے صحت مندی کی حالت میں پڑھتا تھا۔

(4)﴿وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ ''اور کچھ دوسرے لوگ جو زمین میں سفر کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل میں سے تلاش کریں گے'' یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں مسافر بھی ہیں جو تجارتی سفر کرتے ہیں تا کہ اپنے اہل وعیال کی معاشی کفالت کا حق ادا کر سکیں، مسافر کے لئے فرض نماز میں بھی تخفیف کر دی گئی ہے اور دو نمازوں کو جمع کرنے اور چار میں قصر کو مباح کر دیا گیا ہے۔ تو نفل نمازوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسانی دی گئی ہے۔

(5) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ کے بعد اگر کسی حالت میں جان دینا مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تو وہ یہ حالت ہے کہ میں اللہ کا فضل تلاش کرتے ہوئے کسی پہاڑی درے سے گزر رہا ہوں اور وہاں مجھ کو موت آجائے، پھر انہوں نے یہی آیت پڑھی۔ (بیہقی)

(6)﴿وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ''اور کچھ دوسرے لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑیں گے'' سفر کا ایک سلسلہ رزق کے لئے سفر ہے، دوسرا حج کے لئے، تیسرا جہاد فی سبیل اللہ تعالیٰ کے لئے، وہ اتنی مقدار میں نماز پڑھ سکتا ہے جو اسے تکلیف نہ دے۔

(7)﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾ ''چنانچہ آسانی سے جتنا ہو سکے پڑھ لیا کرو'' اللہ تعالیٰ نے دو امور میں بیماری اور سفر میں تخفیف کے بعد ایسے شخص کا ذکر کیا ہے جو صحت مند ہے اور اپنے گھر میں مقیم ہے۔ رات کا قیام کرتا ہے، اس کے لئے بھی دین میں تنگی نہیں رکھی۔ الحمد اللہ رب العزت نے شریعت کو آسان بنایا ہے۔

(8) یعنی جس قدر آسانی سے قرآن پڑھ سکتے ہو پڑھو۔ رات کی حد بندی نہ کرو۔ رات میں جتنی آسانی کے ساتھ نماز پڑھ سکو پڑھ لو۔ (9) یہاں قرأت سے مراد نماز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(10) یعنی جس قدر قرأت یعنی نماز آسان ہو پڑھ لو۔ جس قدر قیام آسانی سے کر سکو کر لو۔ (مختصر ابن کثیر: 2/2146)

(11) قیام اللیل اس سے پہلے واجب تھا اور اس آیت سے اسے امت کے لئے نفل کر دیا گیا۔ (ایسر التفاسیر: 1694)

(12) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ (فرض) نماز پڑھتے پھر واپس جا کر اپنی قوم کے لوگوں کو (وہی) نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ایک بار عشاء میں انہوں نے سورہ البقرہ شروع کی (مقتدیوں میں سے) ایک شخص نماز توڑ کر چل دیا۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ ان کو برا کہنے لگے یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی (اس نے جا کر معاذ کی شکایت کی) آپ ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''تو بلا میں ڈالنے والا ہے، بلا میں ڈالنے والا ہے، بلا میں ڈالنے والا ہے،'' تین بار فرمایا۔ یا یوں فرمایا: ''تو فسادی ہے، فسادی ہے، فسادی ہے،'' پھر آپ ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا: ''مفصل کی بیچ کی دو سورتیں پڑھا کرے۔'' عمرو بن دینار نے کہا: مجھے یاد نہ رہیں (کہ کون سی سورتوں کا آپ نے نام لیا)۔ (بخاری: 701) (13) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾ سے مراد 100 آیات ہیں۔ (مجمع الزوائد: 7/276)

سوال 3: اقامت صلوٰۃ، زکوٰۃ اور قرض حسنہ کے حکم کی وضاحت ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ... حَسَنًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ ''اور نماز قائم کرو'' یعنی نماز کو اس کے ارکان، اس کی حدود، اس کی شرائط اور اس کی تکمیل کرنے والے تمام امور کے ساتھ قائم کرو۔ (تفسیر سعدی: 3/2865)

(2) ﴿وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ ''اور زکوٰۃ ادا کرو'' یعنی فرض صدقہ دو۔ دل کی سچائی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پاک مال میں سے خرچ کرو۔ (3) جتنی زیادہ نیت سچی ہوگی اور دل کے ثبات سے دو گے اتنا ہی زیادہ اجر پاؤ گے۔

(4) ﴿وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کو قرض دو، اچھا قرض'' یعنی اپنے زائد مال میں سے صدقہ کر کے اپنے نفسوں کو پاک کرو، یہ قرض حسنہ ہے۔ (5) اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرو اور وہ جہاد ہے۔ اس راستے میں خرچ کیا گیا مال سات سو گنا تک اجر دے گا۔ (ایسر التفاسیر: 1693، 1694)

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ ''اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دو گے تو وہ اُسے تمہارے لیے کئی گنا بڑھا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان، بے حد بردبار ہے۔'' (التغابن: 17)

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''کون ہے وہ جو اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دے؟ سو وہ اس کو بڑھا چڑھا کر اس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے لیے کئی گنا کر دے اور اللہ تعالیٰ ہی تنگی اور کشادگی پیدا کرتا ہے اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔" (البقرہ:245)

(8) ﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ﴾ "کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دے؟ تو وہ اُسے کئی گنا تک اُس کے لئے بڑھا دے اور اُسی کے لیے باعزت اجر ہے۔" (الحدید:11)

(9) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کون ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟" صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: "یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر شخص کو اپنا مال ہی سب سے زیادہ محبوب ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "پس انسان کا مال تو وہی ہے جو اس نے (صدقہ وخیرات) کر کے آگے بھیجا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو وہ پیچھے چھوڑ گیا۔" (سلسلہ احادیث صحیحہ:1486)

سوال 4: اللہ تعالیٰ نے تہجد کو فرض سے نفل قرار دیتے ہوئے دو عبادات نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا، اس کی حکمت واضح کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے تہجد جیسی فضیلت والی نماز کی فرضیت کو ساقط کیا تو نیکی کے بڑے کاموں کا حکم دیا اور یہ راہ نمائی کی کہ دین کی درستگی کے لیے کون سے فرائض ہیں جن کی درست ادائیگی آپ کے لئے نفع مند ہوگی۔

(2) رب العزت نے فرائض کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے۔ (3) اللہ تعالیٰ نے دو عبادتوں کا ذکر فرمایا جو ام العبادات اور ان کا ستون ہیں، یعنی نماز قائم کرنا جس کے بغیر دین درست نہیں رہتا اور زکوٰۃ ادا کرنا جو ایمان کی دلیل ہے اور اس سے حاجت مندوں اور مساکین کے لیے ہمدردی حاصل ہوتی ہے۔ (تفسیر سعدی:2865/3)

(4) زکوٰۃ مکہ میں فرض ہوئی پھر مدینہ میں نصاب مقرر ہوا۔

سوال 5: نیکیاں مال سے بہتر ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمَا تُقَدِّمُوْا ... اَجْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَیْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا﴾ "اور جو نیکی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اُسے اللہ تعالیٰ کے ہاں موجود پاؤ گے کہ وہ بہتر اور ثواب میں زیادہ بڑی ہے" تم جو نیکیاں کرو گے تمہارے لئے اس مال سے بہتر ہیں جو تم پیچھے چھوڑ جاؤ گے۔

(2) نیکی کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ بے شمار گنا ملتا ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ اس دنیا میں کی ہوئی ذرہ بھر بھلائی کے مقابلے میں ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کے گھر میں دنیا کی لذتوں سے کئی گنا زیادہ لذتیں اور شہوات ہیں، اس دنیا میں کی ہوئی بھلائی اور نیکی، آخرت کے دائمی گھر میں بھلائی اور نیکی کی بنیاد، اس کا بیج، اس کی اصل اور اساس ہے۔ (تفسیر سعدی:2865/3)

سوال 6: بھلائی اور نیکی کے کاموں کا حکم دینے کے بعد استغفار کے حکم کی حکمت ﴿وَاسْتَغْفِرُوا ... رَّحِیْمٌ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1)﴿وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو'' بھلائی اور نیکی کے کاموں کی ترغیب دینے کے بعد، استغفار کا حکم دیا جس میں بہت بڑا فائدہ ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ بندہ ان کاموں میں کوتاہی سے پاک نہیں جن کا اسے حکم دیا گیا ہے یا تو وہ ان کاموں کو سرے سے کرتا ہی نہیں یا انہیں ناقص طریقے سے کرتا ہے، پس اسے استغفار کے ذریعے سے اس کی تلافی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ بندہ دن رات گناہ کرتا ہے اگر اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت اور مغفرت سے ڈھانپ نہ لے تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (تفسیر سعدی: 3/2865,2866)

(2) یعنی نیکیوں میں کمی اور برائیوں کے سرزد ہونے کے لئے استغفار کرو۔

(3) رب العزت نے اہل ایمان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ (۱۷) وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (۱۸)﴾ ''رات کو وہ بہت کم سویا کرتے تھے۔ اور سحری کے اوقات میں وہ بخشش مانگا کرتے تھے۔'' (الذاریات: 17،18)

(4) سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب نماز سے سلام پھیرتے تو تین دفعہ استغفار کرتے۔ (مسلم: 1334)

(5)﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کے گناہ بخش دیتے ہیں، اس پر رحم فرماتے ہیں، اس سے ایسے گناہ پر مواخذہ نہیں کرتے جس سے اس نے توبہ کر لی ہو۔

(6) اللہ تعالیٰ مجبوریوں کی وجہ سے تخفیف کرتے ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا شعور دلایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجبوریوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی مغفرت کا شعور دلایا ہے۔

(7) دل سے یقین رکھو اور گناہوں کی معافی مانگتے رہو۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی معاف کرنے والا نہیں۔ جو بھی نادم ہو کر اس سے معافی مانگتا ہے وہ اسے معاف کر دیتا ہے۔

(8) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ سب کے سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ یقیناً وہی بڑا بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (الزمر: 53) ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾ ''اے ہمارے رب مجھے اور میرے والدین کو اور تمام مومنوں کو بخش دینا جس دن حساب قائم ہوگا۔'' (ابراہیم: 41)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مکی سورت ہے۔ اس میں دو رکوع اور 56 آیات ہیں۔

سوال2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 74 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے چوتھی سورت ہے۔

سوال3: اس سورت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ وحی کے بند ہو جانے کا حال بیان کرتے ہیں اور (یہ بھی) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک دن اس حال میں کہ میں چلا جا رہا تھا تو یکایک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی، میں نے اپنی نظر اٹھائی تو (کیا دیکھتا ہوں کہ) وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا، ایک کرسی پر زمین و آسمان میں معلق بیٹھا ہوا ہے۔ میں اس (کے دیکھنے) سے ڈر گیا۔ پھر لوٹ آیا تو میں نے (گھر میں آکر) کہا مجھے کمبل اڑھا دو، مجھے کمبل اڑھا دو۔" پھر (اسی موقع پر) اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: "اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھ کھڑا ہو اور (لوگوں کو عذاب الٰہی سے) ڈرا اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کر اور ناپاکی (یعنی بتوں کی پرستش) کو چھوڑ دے۔" (المدثر:1-5) (بخاری:4، مسلم:161)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾

"اے کمبل میں لپٹنے والے!" (1)

سوال: ﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ "اے کمبل میں لپٹنے والے!" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے کپڑا اوڑھنے والے یعنی اے اپنی نیند کے وقت کپڑے میں لپٹنے والے۔ (جامع البیان:151/29)

(2) یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کپڑے سے مراد خلعت نبوت و رسالت ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تقویٰ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لباس سے سرفراز کیا تھا اور انہیں علم کی چادر سے مزین کیا تھا۔(تفسیر القاسمی:330/16)

﴿قُمْ فَاَنْذِرْ﴾

''اُٹھو پھر خبردار کرو''(2)

سوال: رسول اللہ ﷺ کو کس مقصد کے لئے اُٹھنے کا حکم دیا گیا تھا، اس کی وضاحت ﴿قُمْ فَاَنْذِرْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قُمْ فَاَنْذِرْ﴾ ''اُٹھو پھر خبردار کرو'' یہاں اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو یہ حکم دے رہے ہیں کہ اپنی نیند سے کھڑے ہوں اور غیر اللہ کی عبادت کرنے والی اپنی مشرک قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں۔(جامع البیان:153/29)

(2) سیدنا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اپنی قوم کو اللہ کے عذاب، پہلی امتوں کے انجام اور سخت انتقام الٰہی سے ڈرائیں۔(جامع البیان:153/29)

(3) یعنی اٹھ کھڑے ہوں اہل مکہ کو ڈرائیں اور اسلام نہ لانے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید سنائیں یا اس کا معنی ہے کہ اپنے بستر سے اٹھ کھڑے ہوں یا اس کا معنی ہے کہ عزم مصمم اور پختہ ارادہ لے کر اٹھ کھڑے ہوں۔ یہ بھی معنی کہا گیا کہ ان کے درمیان اپنی نبوت کا اعلان کر دیں، یہ بھی معنی کیا گیا ہے کہ ان کے درمیان توحید کا اعلان کر دیں۔ فراء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا معنی ہے آپ کھڑے ہوں اور نماز پڑھیں اور لوگوں کو نماز کا حکم دیں۔(فتح القدیر:397/5)

(4)﴿قُمْ﴾ ''اُٹھو'' یعنی کوشش اور نشاط کے ساتھ کھڑے ہوں۔﴿فَاَنْذِرْ﴾ ''پھر خبردار کرو'' یعنی لوگوں کو ایسے اقوال و افعال کے ذریعے سے تنبیہ کیجئے جن سے مقصد حاصل ہو، ان امور کا حال بیان کر کے ڈرایئے جن سے متنبہ کرنا مطلوب ہے تا کہ وہ ان کو ان کے ترک کرنے پر زیادہ آمادہ کرے۔(تفسیر سعدی:2866/3)

(5) پھر کیا تھا؟ آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور اس زمین پر امانت کا بار اٹھایا۔

﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾

''اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو''(3)

سوال 1: اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے کے حکم کی وضاحت ﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾ ''اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو'' یعنی غیر اللہ کو چھوڑ کر اپنی جملہ حاجات کو اللہ تعالیٰ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضور ہی پیش کرو اور اس کی تعظیم کرو۔(جامع البیان:153/29)

(2)یعنی تیری سرداری ملکیت اور جمیع امور کو تکبیر کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہے یہ (تکبیر) اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور عظمت والی صفت ہے یعنی (اللہ اکبر) اللہ تعالیٰ اس امر سے بڑا ہے کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس امر سے بعید ہے کہ اس کی بیوی یا اولاد ہو۔ابن عربی فرماتے ہیں گویا کہ تکبیر سے مراد اللہ تعالیٰ کی تقدیس اور جملہ عیوب ونقائص سے پاکیزگی بیان کرنا ہے۔نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے اور نہ ہی اس کے سوا کسی کی عبادت کی جائے اور اس امر کا عقیدہ رکھا جائے کہ تمام تصرفات کا اختیار صرف اس کے پاس ہے اور تمام نعمتیں اس کے پاس موجود ہیں۔(فتح القدیر:397/5)

(3)یعنی توحید کے ذریعے سے اس کی عظمت بیان کیجیے۔اپنے انذار اور تنبیہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقصد بنائیں نیز اس بات کو مدنظر رکھیں کہ بندے اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کی عبادت کریں۔(تفسیر سعدی:2866/3)

سوال 2:اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا شعور انسان کو کیا دیتا ہے؟

جواب:(1)اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا شعور انسان کو سختیاں اور مشکلات برداشت کرنے کے قابل بناتا ہے۔

(2)اس کی وجہ سے انسان ثابت قدم رہتا ہے۔

(3)اس کی وجہ سے انسان دنیا کی کسی قوت سے خوف زدہ نہیں ہوتا۔

(4)اس کی وجہ سے انسان ہر غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے۔

(5)اس کی وجہ سے انسان حق اور باطل میں فرق کر کے حق پر جم سکتا ہے۔

﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾

''اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو''(4)

سوال: کپڑوں کو پاک رکھنے کے حکم کی وضاحت ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾''اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو''اس آیت کریمہ کی تاویل (تفسیر) میں اہل تاویل (مفسرین) نے اختلاف کیا ہے بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ اپنے کپڑوں کو نافرمانی اور دھوکہ فریب سے پاک وصاف رکھو۔(جامع البیان)

(2)انہوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سماعت فرمایا وہ فرماتے ہیں:﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾اس سے مراد ہے گناہوں سے پاک صاف ہونا۔پھر فرمایا: کپڑوں کی پاکیزگی عرب میں محاورے کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔(جامع البیان:153/29)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ گناہوں سے پاکیزگی اور طہارت مراد ہے۔ (جامع البیان:154/29)

(4) قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے: اس سے نافرمانیوں سے پاکیزگی اختیار کرنا مراد ہے۔ عرب لوگ وعدہ خلاف کو کہتے ہیں: دنس ثیاب کہ اس نے اپنے کپڑوں کو میلا کر دیا ہے (یعنی ان کو پاک نہیں رکھ سکا) اور جب کوئی آدمی وعدہ پورا کرتا ہے اور اپنی اصلاح کرتا ہے تو اسے عرب لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اپنے کپڑوں کو پاک رکھا ہے (یعنی یہ پاک باز ہے)۔ (جامع البیان:154/29)

(5) سیدنا ضحاک رحمہ اللہ سے سنا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ کے بارے میں وہ فرماتے ہیں کہ نافرمانی کرتے ہوئے اپنے کپڑوں کو مت پہنو۔ (جامع البیان:154/29)

(6) سیدنا عامر رحمہ اللہ اور عطاء رحمہ اللہ دونوں فرماتے ہیں: اس سے مراد غلطیوں اور خطاؤں سے اپنے آپ کو پاک رکھو۔ دوسرے کہتے ہیں بلکہ اس کا معنی ہے کہ اپنے اوپر اپنی حلال کمائی کے علاوہ کوئی کپڑا نہ اوڑھو۔ (جامع البیان:154/29)

(7) دوسرے مفسرین کا قول ہے بلکہ اس کا معنی ہے کہ اپنے عملوں کی اصلاح کرو۔ (جامع البیان:154/29)

(8) ابوزرین اللہ کے اس فرمان ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اپنے عمل کو درست کرلو۔ جب کوئی برے اور خبیث اعمال کا ارتکاب کرتا تھا تو لوگ اسے کہتے تھے کہ یہ شخص برے اور خبیث کپڑوں کا حامل ہے اور جب کوئی شخص اچھے اور صالح اعمال کو بجالاتا تھا تو اسے لوگ کہتے تھے کہ فلاں شخص پاک کپڑوں کو زیب تن کرنے والا ہے۔ (جامع البیان:155/29)

(9) مجاہد تابعی رحمہ اللہ اللہ کے اس فرمان ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ نہ تو نجومی ہے نہ تو جادوگر ہے پس تو اس سے اعراض کر جو وہ کہتے ہیں۔ (جامع البیان:155/29)

(10) دوسرے مفسرین کا قول ہے کہ بلکہ اس (چادر اور کپڑا) کو پانی سے دھوڈال اور اس کو نجاست اور پلیدگی سے پاک کرلے۔ (جامع البیان:155/29) (11) اس آیت میں ان راہبانہ تصورات کا پورا رد موجود ہے۔ (تیسیر القرآن:547/4)

(12) اس آیت کریمہ میں یہ احتمال ہے کہ (ثِيَاب) ''کپڑے'' سے مراد تمام اعمال ہوں اور ان کی تطہیر سے مراد ہے ان کی تخلیص، ان کے ذریعے سے خیر خواہی، ان کو کامل ترین طریقے پر بجالانا اور ان کو تمام مبطلات، مفسدات اور ان میں نقص پیدا کرنے والے امور، یعنی شرک، ریا، نفاق، خود پسندی، تکبر، غفلت وغیرہ سے پاک کرنا ہو، جن کے بارے میں بندہ مومن کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی عبادات میں ان سے اجتناب کرے۔ اس میں کپڑوں کی نجاست سے تطہیر بھی داخل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کیونکہ یہ تطہیر، اعمال کی تطہیر کی تکمیل ہے، خاص طور پر نماز کے اندر جس کے بارے میں بہت سے علماء کا قول ہے: نجاست کو زائل کرنا، نماز کا حق اور اس کی شرائط میں سے ایک شرط ہے، یعنی طہارت اس کی صحت کی شرائط میں سے ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ (ثِیَاب) سے مراد معروف لباس ہو اور آپ کو ان کپڑوں کی تمام اوقات میں تمام نجاستوں سے تطہیر کا حکم دیا گیا ہے، خاص طور پر نماز میں داخل ہوتے وقت۔ جب آپ ظاہری طہارت پر مامور ہیں کیونکہ ظاہری طہارت، باطنی طہارت کی تکمیل کرتی ہے۔ (تفسیر سعدی: 2867,2866/3)

﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾

''اور ناپاکی سے دُور رہو'' (5)

سوال: ناپاکی سے دور رہنے کے حکم کی وضاحت ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) سیدنا ابن زید رضی اللہ عنہ اللہ کے اس فرمان ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ کی تفسیر کرتے ہیں کہ ﴿الرُّجْزَ﴾ سے مراد وہ الٰہ اور بت ہیں جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ حکم دیا گیا کہ ان کو چھوڑ دو نہ تو ان کے قریب آؤ اور نہ ان کے پاس آؤ۔ (جامع البیان: 156/29)

(2) دوسرے مفسرین کا قول ہے بلکہ اس کا معنی ہے کہ گناہوں اور نافرمانیوں کو ترک کر دو۔ (جامع البیان: 156/29)

(3) داعی کے عمومی طور پر دو انجام ہوتے ہیں: (i) غرور فخر اور عظمت، وہ کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تم پر روکنے والا ہوں اور خیر کو تمہارے اوپر جاری کرنے والا ہوں۔ (ii) اور یہ لوگ اس داعی کو اذیت پہنچاتے ہیں اور اس کے بارے میں گردش زمانہ کا انتظار کرتے ہیں اور اسے ہر جگہ تلاش کرتے ہیں۔ ایسی صورتحال کا سامنا کرنے والے دعات کہتے ہیں کیا ہو گیا ہے اس قوم کو ہماری بات ہی نہیں سنتے لہٰذا ہم ان لوگوں سے دور ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ نعمتوں کی قدر نہیں کرتے اور انعام کرنے والوں کا شکریہ ادا نہیں کرتے۔ (تفسیر الرازی: 247/10)

(4) ایک احتمال یہ ہے کہ ﴿الرُّجْزَ﴾ سے مراد بت اور مورتی ہوں جن کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت کی جاتی ہے پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ ان کو ترک کر دیں، ان سے برأت کا اعلان کریں، نیز ان تمام اقوال و افعال سے بے زار ہوں جو ان کی طرف منسوب ہیں۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ ﴿الرُّجْزَ﴾ سے مراد تمام اعمال شر اور اقوال شر ہوں، تب آپ کو یہ حکم دیا گیا کہ آپ تمام چھوٹے اور بڑے، ظاہری اور باطنی گناہ چھوڑ دیں۔ اس حکم میں شرک اور اس سے کم تر گناہ داخل ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2867/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ﴾

''اور احسان نہ کرو کہ تم زیادہ حاصل کرو'' (6)

سوال: ﴿وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ابراہیم رحمہ اللہ اس آیت مبارکہ ﴿وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کوئی شے (اس نیت سے) نہ دو تا کہ اس سے زیادہ حاصل کر سکو۔ (جامع البیان: 157/29)

(2) دیگر اہل علم کا قول ہے کہ اس کا معنی کچھ یوں ہے اپنے عمل سے اپنے رب پر احسان نہ جتلائیں تا کہ آپ زیادہ لے سکیں۔ (جامع البیان)

(3) سیدنا ربیع بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تیری نگاہ میں تیرا عمل بڑا نہ ہو کیونکہ تیرا بڑے سے بڑا عمل بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کے مقابلے میں قلیل ہے۔ (جامع البیان: 158/29)

(4) سیدنا ابن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبوت اور ہمارے نازل کردہ قرآن مجید کے ساتھ لوگوں پر احسان نہ جتلاؤ تا کہ ان سے دنیا میں اس کا بہتر بدلہ حاصل کر سکو۔ (جامع البیان: 158/29)

(5) یعنی آپ نے لوگوں پر جو دینی اور دنیاوی احسانات کیے ہیں انہیں جتلائیں نہیں کہ اس احسان کے بدلے زیادہ حاصل کریں اور ان احسانات کی وجہ سے اپنے آپ کو لوگوں سے افضل سمجھیں بلکہ جب بھی آپ کے لیے ممکن ہو آپ لوگوں پر احسان کریں پھر ان پر اپنے اس احسان کو بھول جایئے۔ جس پر آپ نے احسان کیا ہے اسے اور دوسروں کو برابر سطح پر رکھیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کسی کو کوئی چیز اس لیے عطا نہ کریں کہ آپ کا ارادہ ہو کہ وہ آپ کو اس سے بڑھ کر بدلہ عطا کرے۔ تب یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہے۔ (تفسیر سعدی: 2867/3)

﴿وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ﴾

''اور اپنے رب کے لیے صبر کرو'' (7)

سوال: اپنے ربّ کے لئے صبر کرنے کے حکم کی وضاحت ﴿وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ﴾ ''اور اپنے رب کے لیے صبر کرو'' یعنی اپنے صبر پر اجر کی امید رکھیے اور اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے حکم کی اطاعت کی اور اس کی تعمیل کے لیے آگے بڑھے۔ پس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے لوگوں کو انجام بد سے ڈرایا اور آپ ﷺ نے ان کے سامنے آیات بینات اور تمام مطالب الٰہیہ کو واضح کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کی اور مخلوق کو اس کی تعظیم کی طرف بلایا، آپ نے اپنے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کو ہر قسم کی برائی سے پاک کیا، آپ نے ہر اس ہستی سے برأت کا اظہار کیا جو اللہ تعالیٰ سے دور کرتی تھی اور اس کی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کی جاتی تھی، یعنی بتوں، بت پرستوں، شر اور شر پسندوں سے بیزاری کا اعلان کیا۔ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے احسان کے بعد آپ کا احسان ہے بغیر اس کے کہ آپ اس پر ان سے کسی جزا یا شکر گزاری کا مطالبہ کریں۔ آپ ﷺ نے اپنے رب کی خاطر کامل ترین صبر کیا۔ پس آپ نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر اور اس کی نافرمانی سے اجتناب پر اور اس کی تکلیف دہ قضا وقدر پر صبر کیا، یہاں تک کہ آپ اولوالعزم انبیاء ومرسلین پر بھی فوقیت لے گئے۔ ﴿صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ﴾ (تفسیر سعدی:3/2867)

(2)(i) اسلام قبول کرنے اور اسلام کے پیغام کو پھیلانے یعنی دین کی دعوت دینے کا کام ایسا ہے جس میں انسان کو ہر میدان میں صبر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ جیسے نفس کے تقاضوں، خواہشات اور میلانات کے خلاف جنگ لڑنی پڑتی ہے۔ اس جنگ میں دوسرا فریق شیطان بن جاتا ہے تو انسان کے لئے لڑائی میں ثابت قدم رہنا مشکل ہو جاتا ہے اس لئے صبر کرنے کا حکم دیا گیا۔ (ii) جن لوگوں کو دین کی دعوت دی جاتی ہے وہ بھی شیطان کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں اور مفادات اور خواہشات کے لئے لڑتے ہیں۔ اس کوشش کا میدان بڑا طویل ہوتا ہے۔ اس میں اپنے وسائل لگانے پڑتے ہیں۔ وقت، صلاحیت، ہمت، طاقت سبھی کچھ لگتا ہے۔ اس کے لئے انسان کو صبر کرنا پڑتا ہے اس وجہ سے اس کا حکم دیا گیا۔

﴿فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ﴾

''پس جب صور میں پھونک ماری جائے گی'' (8)

سوال: ﴿فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ﴾ ''پس جب صور میں پھونک ماری جائے گی'' یعنی جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو قبروں سے کھڑا کرنے اور تمام مخلوقات کو دوبارہ زندہ کر کے حساب کتاب کے لیے جمع کرنے کے لیے صور پھونکا جائے گا۔ (2) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ﴾ ''اور صور میں پھونکا جائے گا تو وہ بے ہوش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوکر گر جائے گا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے مگر جسے اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر اس میں دوسری بار صُور پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔'' (الزمر:68)

(3)﴿فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىٕذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ (۱۰۱) فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۱۰۲) وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ (۱۰۳) تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ (۱۰۴)﴾ ''پھر جب صور میں پھونکا جائے گا تو اُس دن اُن کے درمیان کوئی قرابت داریاں نہ رہیں گی اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔ پھر وہ شخص جس کے پلڑے بھاری ہوں گے تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔ اور وہ شخص جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے تو وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو خسارے میں ڈالا، وہ جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اُن کے چہروں کو آگ جھلسا دے گی اور اس میں وہ جبڑے نکالنے والے ہوں گے۔'' (المومنون: 101-104)

(4)﴿وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ (۵۱) قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۫ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ (۵۲) اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ (۵۳)﴾ ''اور صور میں پھونکا جائے گا سو یکایک وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف تیزی سے دوڑ پڑیں گے۔ وہ کہیں گے: ''ہائے ہماری بدبختی! کس نے ہمیں ہماری قبروں سے اُٹھایا؟'' یہ وہی ہے جس کا رحمان نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔ نہیں ہوگی مگر ایک ہی چیخ تو اچانک وہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کئے ہوئے ہوں گے۔'' (یٰس:51-53)

(5) سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں کیونکر آرام کروں جب کہ صور والے اسرافیل علیہ السلام منہ میں صور لئے ہوئے اس حکم پر کان لگائے ہوئے ہیں کہ کب پھونکنے کا حکم صادر ہو اور اس میں پھونک ماری جائے۔'' یہ امر اصحاب رسول پر سخت گزرا، پس آپ ﷺ نے فرمایا تم کہو: ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا﴾ ''اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کافی ہے، کیا ہی اچھا کارساز ہے وہ، اللہ تعالیٰ ہی پر ہم نے توکل کیا۔'' (ترمذی:2431)

﴿فَذٰلِكَ یَوْمَىٕذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ﴾

''تو وہ دن بڑا ہی مشکل دن ہوگا'' (9)

سوال: قیامت کا دن کس وجہ سے سخت ہوگا، اس کی وضاحت ﴿فَذٰلِكَ ... عَسِیْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ﴾ ''تو وہ دن بڑا ہی مشکل دن ہوگا'' یعنی وہ دن ہولناک ہوگا اپنی سختیوں کی وجہ سے بڑا سخت ہوگا۔(2) وہ ایسا دن ہوگا جس کو برداشت کرنے کی کسی میں طاقت نہ ہوگی۔

﴿عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ﴾

''کافروں پر آسان نہ ہوگا''(10)

سوال: کافروں کے لئے وہ دن آسان کیوں نہیں ہوگا، اس کی وضاحت ﴿عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ﴾ ''کافروں پر آسان نہ ہوگا'' کافر اپنی بھلائی سے مایوس ہو چکے ہوں گے اور انہیں اپنی تباہی اور بربادی کا یقین آجائے گا۔

(2) کافروں کو اس دن اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا ہوگا اس لئے وہ دن ان کے لئے آسان نہ ہوگا۔

(3) اس دن کافر کہیں گے ﴿هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ﴾ ''یہ تو بڑا مشکل دن ہے۔'' (القمر:8)

﴿ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا﴾

''چھوڑ دو مجھے اور اُس کو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا''(11)

سوال: قرآن کو جادو قرار دینے والوں کی جو مذمت کی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا﴾ ''چھوڑ دو مجھے اور اُس کو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا'' یہ آیات ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت کی ہے اور ہر وہ شخص جو حق سے دشمنی رکھتا ہے اس کے لیے دنیا اور آخرت کی رسوائی ہے۔

(2) حاکم نے تصحیح کے ساتھ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور ولید بن مغیرہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ نے اس کے سامنے قرآن کریم پڑھا گویا کہ اس پر قرآن کریم کا اثر ہوا۔ ابوجہل کو اس چیز کی اطلاع ہوئی تو وہ اس کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے چچا تیری قوم چاہتی ہے کہ تیرے لیے مال جمع کر دے، کیونکہ تو محمد ﷺ کے پاس جو کچھ ہے اس کو لینے کے لیے جاتا ہے، ولید کہنے لگا: قریش کو معلوم ہے کہ میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ ابوجہل نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہا: تو اس کے بارے میں کوئی بات کہہ دو جس سے تمہاری قوم کو معلوم ہو جائے کہ تم اس چیز کو پسند نہیں کرتے اور اسے برا سمجھتے ہو۔ ولید کہنے لگے: میں کیا کہوں اللہ تعالیٰ کی قسم! تم میں کوئی مجھ سے زیادہ شعر جاننے والا نہیں اور نہ مجھ سے زیادہ اس کے رجز اور قصیدے اور اشعار سے واقف ہے اور اللہ تعالیٰ کی قسم جو یہ کہتے ہیں اس کے کوئی چیز مشابہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ان کی باتوں میں مٹھاس ہے اور اس پر رونق ہے اور یہ اپنے اوپر کو روشن کرنے والے ہیں اور مشرق ان کے نیچے ہے اور یہ غالب آئیں گے مغلوب نہیں ہوں گے اور ان کے نیچے جو چیز ہے اس کو ریزہ ریزہ کر دیں گے۔ ابوجہل یہ سن کر کہنے لگا: تیری قوم تجھ سے اس وقت تک راضی نہ ہوگی جب تک محمد ﷺ کے بارے میں کچھ کہے۔ تو ولید کہنے لگا مجھے سوچنے کا موقع دو چنانچہ اس نے سوچا تو کہنے لگا: یہ دوسروں سے منقول شدہ جادو ہے۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن عباس: 430/3)

(3) اللہ تعالیٰ نے ولید کو دھمکی دی ہے کہ میں نے اسے اکیلا، کسی مال اور اہل وعیال کے بغیر پیدا کیا۔ میں نے اسے نعمتیں دیں، مال اور اولاد عطا کی، دولت وثروت دی۔

﴿وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا﴾

''اور میں نے اُسے لمبا چوڑا مال دیا ہے'' (12)

سوال: ولید بن مغیرہ کو کتنا مال دیا گیا تھا، اس کی وضاحت ﴿وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا﴾ ''اور میں نے اُسے لمبا چوڑا مال دیا ہے'' یعنی اسے تجارت میں وسعت دی اور وسیع مال دیا۔

(2) اللہ تعالیٰ نے اسے ہزاروں اشرفیوں کا مالک اور بڑا زمیندار بنا دیا۔ لونڈیاں، غلام اور ہر قسم کا مال دے کر رئیس بنا دیا۔ (مختصر ابن کثیر: 2149/2)

﴿وَّبَنِیْنَ شُهُوْدًا﴾

''اور حاضر رہنے والے بیٹے دیے'' (13)

سوال: ولید کو کیسی اولاد دی گئی تھی، اس کی وضاحت ﴿وَّبَنِیْنَ شُهُوْدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّبَنِیْنَ شُهُوْدًا﴾ ''اور حاضر رہنے والے بیٹے دیے'' مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں ولید کے دس بیٹے تھے۔ (جامع البیان: 163/29) (2) اس کے بیٹے اس کے پاس موجود رہتے اور اس کی شان وشوکت بڑھاتے تھے۔

(3) اس کے بیٹوں میں سے ایک خالد بن ولید بھی تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا﴾

''اور میں نے اس کے لیے سامان تیار کیا، ہر طرح سامان تیار کرنا''(14)

سوال: ولید کے لئے کیسے کشادگی عطا کی گئی تھی، اس کی وضاحت ﴿وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا﴾''اور میں نے اس کے لیے سامان تیار کیا، ہر طرح سامان تیار کرنا''یعنی اس کی عمر، بیٹوں اور عزت میں کشادگی عطا کی۔

(2)اور میں نے دنیا اور اس کے اسباب پر اسے اختیار دیا، یہاں تک کہ اس کے تمام مطالب آسان ہو گئے اور اس نے ہر وہ چیز حاصل کر لی جو وہ چاہتا تھا اور جس کی اسے خواہش تھی۔(تفسیر سعدی:2869/3)

(3)یعنی طرح طرح کا سامان دے کر کثیر ساز و سامان والا کر دیا۔

﴿ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ﴾

''پھر وہ طمع رکھتا ہے کہ میں اُسے اور زیادہ دوں''(15)

سوال:﴿ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ثُمَّ﴾''پھر''یعنی مال و دولت، بیٹیوں اور بھلائیوں کے باوجود۔

(2)﴿یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ﴾''وہ طمع رکھتا ہے کہ میں اُسے اور زیادہ دوں''وہ یہ چاہتا ہے کہ دنیا کی طرح اسے آخرت کی نعمتیں بھی حاصل ہوں۔(3)یعنی اتنا حریص ہے اس کے دل کی حسرت ختم نہیں ہوئی وہ چاہتا ہے کہ اور مال مل جائے۔

(4)سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اگر ابن آدم کے لیے سونے کی ایک وادی ہو تب بھی دوسری وادی کی خواہش کرے گا۔اور اس کا منہ مٹی ہی بھرے گی اور اللہ تعالیٰ رجوع کرنے والے ہی پر رجوع فرماتے ہیں۔''(مسلم:2417)

﴿كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا﴾

''ہرگز نہیں! یقیناوہ ہماری آیات سے سخت دشمنی رکھنے والا ہے''(16)

سوال:﴿كَلَّا ... عَنِیْدًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿كَلَّا﴾''ہرگز نہیں''یعنی آج کے بعد ایسا نہیں ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) معاملہ ایسا نہیں ہوگا جو وہ چاہتا ہے۔

(3) ﴿اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا﴾ ''یقیناوہ ہماری آیات سے سخت دشمنی رکھنے والا ہے'' یعنی وہ قرآن کی آیات کا دشمن ہے۔(4) اس نے ان آیات کو پہچان کر ان کا انکار کر دیا، ان آیات نے اسے حق کی طرف دعوت دی مگر اس نے ان کی اطاعت نہ کی۔ اس نے صرف ان سے روگردانی کرنے اور منہ موڑنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے خلاف جنگ کی اور ان کے ابطال کے لیے بھاگ دوڑ کی۔ (تفسیر سعدی:2869/3)

﴿سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا﴾

''جلد ہی میں اُسے دشوار گزار گھاٹی پر چڑھاؤں گا'' (17)

سوال: ﴿سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا﴾ ''جلد ہی میں اُسے دشوار گزار گھاٹی پر چڑھاؤں گا'' اب ہم اسے صعود پہاڑ پر چڑھائیں گے۔

﴿اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ﴾

''اُس نے غور وفکر کیا اور بات بنائی؟'' (18)

سوال: ﴿اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّهٗ فَكَّرَ﴾ ''اُس نے غور وفکر کیا'' یعنی اس نے سوچا اپنے دل میں اندازہ لگایا۔

(2) ﴿وَقَدَّرَ﴾ ''اور بات بنائی'' اور اپنے دل میں غور کیا کہ ایسی بات کہے جس سے قرآن کو غلط ثابت کر سکے۔

﴿فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ﴾

''پس ہلاک ہو! اُس نے کیسی بات بنائی؟'' (19)

سوال: ﴿فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ﴾ ''پس ہلاک ہو! اُس نے کیسی بات بنائی؟'' کیونکہ اس نے ایسی تجویز سوچی جو اس کی حدود میں نہیں، اس نے ایسے معاملے میں ہاتھ ڈالا جو اس کی اور اس جیسے دوسرے لوگوں کی پہنچ میں نہیں۔ (تفسیر سعدی:2870,2869/3)

(2) صاف معلوم ہوتا ہے کہ ولید بن مغیرہ پر قرآن کی حقیقت پوری طرح واضح ہو چکی تھی۔ اب وہ جو کچھ پینترے بدل رہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا محض اپنے اقتدار اور جاہ کو محفوظ رکھنے کی خاطر کر رہا تھا۔ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس کی اسی ہٹ دھرمی اور کج فکری کا نقشہ پیش کیا ہے۔(تیسیر القرآن:550/4)

﴿ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ﴾

''وہ پھر ہلاک ہو! اُس نے کیسی بات بنائی؟''(20)

سوال:﴿ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ﴾''وہ پھر ہلاک ہو! اُس نے کیسی بات بنائی؟''اللہ تعالیٰ نے اس پر دوبارہ لعنت کی ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی مار ہو اس نے کیسی بات بنائی؟

﴿ثُمَّ نَظَرَ﴾

''پھر اُس نے دیکھا''(21)

سوال:﴿ثُمَّ نَظَرَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ثُمَّ نَظَرَ﴾''پھر اُس نے دیکھا''یعنی اس نے جو کہا اس پر دوبارہ غور وفکر کیا۔

(2)اور یہ کہا گیا کہ اس نے لوگوں کی طرف دیکھا۔(البحر المحیط:330/10)

﴿ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ﴾

''پھر تیوری چڑھائی اور برا منہ بنایا''(22)

سوال:﴿ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ﴾''پھر تیوری چڑھائی اور برا منہ بنایا''یعنی اس نے تیوری چڑھا کر، چہرے کے تاثرات کو بگاڑ کر حق سے نفرت کا اظہار کیا۔

(2)اس نے حق سے ہٹ کر غرور کا اظہار کیا۔

﴿ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ﴾

''پھر اس نے پیٹھ پھیری اور تکبر کیا''(23)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: ﴿ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ثُمَّ اَدْبَرَ﴾ ''پھر اس نے پیٹھ پھیری'' یعنی اس نے حق سے منہ موڑا اور اپنے گھر والوں کی طرف چل دیا۔ (فتح القدیر: 401/5)

(2) ﴿وَاسْتَكْبَرَ﴾ ''اور تکبر کیا'' یعنی ایمان اور اتباع رسول ﷺ سے تکبر کا اظہار کیا۔

﴿فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ﴾

''پھر کہا: یہ کچھ نہیں مگر ایک جادو ہے جو پہلے نقل کیا جاتا ہے'' (24)

سوال: غور وفکر کے نتیجے میں ولید نے قرآنِ حکیم کے بارے میں کیا بات بنائی، اس کی وضاحت ﴿فَقَالَ ... يُّؤْثَرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ﴾ ''پھر کہا: یہ کچھ نہیں مگر ایک جادو ہے جو پہلے نقل کیا جاتا ہے'' ولید نے کہا! یہ قرآن تو نقل کیا ہوا جادو ہے۔

(2) یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ انسانوں میں سے سب سے جھوٹے جادوگر کا کلام ہے۔

﴿اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ﴾

''یہ تو بس ایک انسان کا کلام ہے'' (25)

سوال: ولید نے اللہ تعالیٰ کے کلام کے بارے میں دوسری بات کیا کہی، اس کی وضاحت ﴿اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ﴾ ''یہ تو بس ایک انسان کا کلام ہے'' ولید نے کہا کہ قرآن انسانی کلام ہے اور انسانوں میں سے بھی سب سے جھوٹے اور شریر جادوگر کا کلام ہے۔

(2) کسی انسان کا ضمیر یہ کیسے تصور کر سکتا ہے کہ وہ کلام جو سب سے عظیم ہے، محتاج اور ناقص مخلوق کے کلام سے ملتا جلتا ہے؟

﴿سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ﴾

''جلد ہی میں اُسے دوزخ میں داخل کروں گا'' (26)

سوال: اللہ تعالیٰ نے کلامُ اللہ کے بارے میں باتیں بنانے والے کی کیا سزا سنائی ہے، اس کی وضاحت ﴿سَاُصْلِيْهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَقَرَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:﴿سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ﴾''جلد ہی میں اُسے دوزخ میں داخل کروں گا''یعنی عنقریب ہم اس کو بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل کرنے والے ہیں۔

(2)سقر جہنم کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ﴾

''اور تمہیں کس نے خبر دی کہ وہ دوزخ کیا ہے؟''(27)

سوال1:﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ﴾''اور تمہیں کس نے خبر دی کہ وہ دوزخ کیا ہے؟''یعنی آپ کو خبر نہیں ہے کہ سقر کیا ہے؟(2)آپ کو کیا معلوم کہ وہ کتنی عظیم آگ ہے۔

(3)رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِیْزًا حَكِیْمًا﴾''بلاشبہ جن لوگوں نے ہماری آیات کا کفر کیا بہت جلد ہم انہیں آگ میں ڈالیں گے، جب کبھی ان کی کھالیں گل سڑ جائیں گی تو ہم انہیں اس کے علاوہ کھالیں بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھیں۔یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''(النساء:56)

سوال2:﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ﴾ سے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کی طرف توجہ دلائی ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی دہشت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ تمہارے احاطۂ علم میں نہیں آسکتی۔

﴿لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ﴾

''نہ وہ باقی رکھے گی اور نہ وہ چھوڑے گی''(28)

سوال:جہنم کی آگ کی سختی کی وضاحت﴿لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ﴾''نہ وہ باقی رکھے گی اور نہ وہ چھوڑے گی''یعنی وہ نہ گوشت چھوڑے نہ پٹھے ہر چیز کو برباد کردے۔

(2)یعنی نہ زندہ چھوڑے اور نہ مار ڈالے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰى﴾''پھر اُس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نہ وہ مرے گا اور نہ جیے گا۔" (الاعلیٰ:13)

(3) یعنی جہنم کوئی ایسی سختی نہیں چھوڑے گی جو عذاب دیے جانے والے کو نہ پہنچے۔

﴿لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ﴾

"کھال کو جھلسا دینے والی ہے" (29)

سوال: جہنم کی آگ کا اثر سب سے زیادہ کس پر ہوگا، اس کی وضاحت ﴿لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ﴾ "کھال کو جھلسا دینے والی ہے" آگ کا اثر سب سے زیادہ بیرونی جلد پر ہوتا ہے۔ بیرونی جلد پر سب سے زیادہ تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ کھال جھلس دے گی۔

(2) یعنی جلد کو پھونک کر رکھ دے گی۔ اندر سے گوشت نظر آئے گا پھر اسے بھی پھونک دے گی یہاں تک کہ ہڈیاں جلا دے گی۔

(3) یا کھال کو جھلس کر رات کی سیاہی کی طرح سیاہ فام کر دے گی، کوئلہ بنا کر چھوڑے گی اور کھال ادھیڑ کر رکھ دے گی۔

(مختصر ابن کثیر: 2/2150)

﴿عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ﴾

"اُس پر انیس (فرشتے) مقرر ہیں" (30)

سوال: جہنم کے اُنیس فرشتوں کا کیا کام ہے، اس کی وضاحت ﴿عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ﴾ "اُس پر انیس (فرشتے) مقرر ہیں" یعنی جہنم پر انیس فرشتے داروغوں کے طور پر متعین ہیں جو نہایت سخت اور درشت خو ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جو حکم دیتا ہے وہ نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم دیا جاتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 3/2870)

(2) اس پر 19 داروغہ متعین ہیں جو چوڑے چکلے جسم والے اور بے رحم ہیں۔ نہ عذاب دینے سے تھکیں، نہ کسی پر ترس کھائیں۔

﴿وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ

"اور نہیں بنائے ہم نے جہنم کے نگران مگر فرشتے اور ہم نے اُن کی تعداد کو ان لوگوں کے لیے آزمائش بنایا ہے جنہوں نے کفر کیا،

كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تا کہ وہ یقین کرلیں جن کو کتاب دی گئی اور وہ لوگ جو ایمان لائے ایمان میں بڑھ جائیں اور ایمان والے اور وہ لوگ

الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ

جنہیں کتاب دی گئی شک نہ کریں اور تا کہ وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور کفر کرنے والے کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس

مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

مثال سے کیا ارادہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ایسے ہی گمراہ کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تیرے رب

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَمَا هِیَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿31﴾ ع 1/15

کے لشکروں کو اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور یہ انسانیت کے لیے سراسر نصیحت ہے'' (31)

سوال 1: اللہ تعالیٰ نے آگ کا نگران کس کو بنایا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَا ... مَلٰٓئِكَةً﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً﴾ ''اور نہیں بنائے ہم نے جہنم کے نگران مگر فرشتے'' اللہ تعالیٰ نے جہنم کی دیکھ بال کے لیے فرشتوں کو مقرر کیا ہے جو طاقت ور ہیں۔ (2) اس آیت میں مشرکوں کی مذمت ہے۔

سوال 2: ﴿وَّمَا جَعَلْنَا ... بِهٰذَا مَثَلًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ''اور ہم نے اُن کی تعداد کو ان لوگوں کے لیے آزمائش بنایا ہے جنہوں نے کفر کیا'' یعنی جہنم کے فرشتوں کی تعداد 19 بتائی گئی ہے تا کہ ہم جان لیں کہ کون تصدیق کرتا ہے۔ اور کون تکذیب کرتا ہے۔

(2) (i) اللہ تعالیٰ نے جہنم کے دربانوں کو مشرکین مکہ کے لئے فتنہ بنا دیا۔

(ii) ابو جہل نے تعداد سن کر قریش مکہ سے کہا کیا تم میں سے ہر دس آدمیوں کا گروہ ایک فرشتے کے لئے کافی نہ ہوگا؟

(iii) ایک شخص نے جسے اپنی طاقت کا بڑا مان تھا یہ کہا کہ تم سب صرف دو فرشتوں کو سنبھال لینا سترہ کو تو میں اکیلا کافی ہو جاؤں گا۔ (iv) جہنم کے دربانوں کی تعداد کفار مکہ کے مذاق اور آزمائش کا سبب بن گئی۔

(3) ﴿لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ﴾ ''تا کہ وہ یقین کرلیں جن کو کتاب دی گئی'' یعنی تا کہ وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی اپنی کتاب کے ذریعے جان کر یقین کرلیں کہ قرآن ان کتابوں کی موافقت کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) کیونکہ اہل کتاب کے پاس جو کچھ ہے، جب قرآن اس کی مطابقت کرے گا تو حق کے بارے میں ان کے یقین میں اضافہ ہوگا۔ (تفسیر سعدی:3/2870)

(5)﴿وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا﴾ ''اور وہ لوگ جو ایمان لائے ایمان میں بڑھ جائیں'' یعنی ایمان والے قرآن کریم کو تورات کے موافق پا کر اپنے ایمان میں اضافہ کر لیں۔

(6) رب العزت نے فرمایا:﴿وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ ''اور جب بھی کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تم میں سے کس کو ایمان میں اس نے زیادہ کیا؟ چنانچہ جو لوگ ایمان لائے، سو ان کو ایمان میں اس نے زیادہ کیا ہے اور وہ اس سے بہت خوش ہوتے ہیں'' (التوبہ:124)﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ ''بلاشبہ مومن وہی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی آیات اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں وہ اُن کو ایمان میں بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر اعتماد کرتے ہیں۔'' (الانفال:2)

(7)﴿وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾ ''اور ایمان والے اور وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی شک نہ کریں'' یعنی یہاں تک کہ وہ کسی شک میں نہ پڑیں اور جان لیں کہ دونوں کتابیں ایک ہی حقیقت پر مبنی ہیں۔

(8) ان جلیل القدر مقاصد کو خردمند لوگ ہی درخور اعتنا سمجھتے ہیں، یعنی یقین میں کوشش، ایمان میں ہر وقت اضافہ، دین کے مسائل میں سے ہر مسئلہ پر ایمان میں اضافہ اور شکوک واوہام کو دور کرنا جو حق کے بارے میں پیش آتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے رسول پر نازل کیا ہے، اسے ان مقاصد جلیلہ کو حاصل کرنے کا ذریعہ، سچے اور جھوٹے لوگوں کے درمیان امتیاز کی میزان قرار دیا ہے۔ (تفسیر سعدی:3/2870،2871)

(9)﴿وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا﴾ ''اور تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور کفر کرنے والے کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مثال سے کیا ارادہ کیا ہے؟'' وہ یہ بات حیرت، شک اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے کفر کی وجہ سے کہتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:3/2870،2871)

(10) منافقوں نے یہ بات کہی تھی کہ فرشتوں کی تعداد بیان کرنے کا یہ کون سا موقع ہے؟

سوال 3: اللہ تعالیٰ کس کو گمراہ کرتا ہے اور کس کو ہدایت دیتا ہے، اس کی وضاحت ﴿كَذٰلِكَ ... مَنْ يَّشَآءُ﴾ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ ''اللہ تعالیٰ ایسے ہی گمراہ کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے'' اللہ تعالیٰ جس شخص کو ہدایت دینا چاہے اسے ہدایت دیتا ہے اور گمراہ وہی ہوتا ہے جسے وہ گمراہ کر دے۔(2)اس قسم کی باتوں سے کچھ لوگوں کا ایمان مضبوط ہو جاتا ہے اور کچھ لوگ ڈانواڈول ہو جاتے ہیں۔

(3)اللہ تعالیٰ اپنے علم اور اپنی حکمت کی بنیاد پر کسی کے لئے ہدایت اور کسی کے لئے گمراہی کا فیصلہ کرتا ہے۔

(4)رب العزت نے فرمایا:﴿يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ﴾ ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے ذریعے بہت سوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت دیتا ہے اور وہ اس کے ساتھ فاسقوں کے سوا کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔'' (البقرہ:26)

(5)پس اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت عطا کر دے تو جو کچھ اس نے اپنے رسول پر نازل کیا، اسے اس کے حق میں رحمت اور اس کے دین وایمان میں اضافے کا باعث بنا دیتا ہے اور جسے گمراہ کر دے تو جو کچھ اس نے اپنے رسول پر نازل کیا ہے اسے اس کے حق میں ظلمت اور اس کے لیے بدبختی اور حیرت کا سبب بنا دیتا ہے۔واجب ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے خبر دی ہے اسے اطاعت وتسلیم کے ساتھ قبول کیا جائے۔(تفسیر سعدی:3/2870,2871)

سوال 4:اللہ تعالیٰ کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، اس کی وضاحت ﴿وَمَا يَعْلَمُ ... لِلْبَشَرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ﴾ ''اور تیرے رب کے لشکروں کو اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا'' یعنی رب کے بے شمار لشکر ہیں، جن کی تعداد وہی جانتا ہے۔(2)فرشتوں اور انسانوں میں سے کوئی بھی رب کے لشکروں کو نہیں جانتا۔

(3)﴿اِلَّا هُوَ﴾ ''اس کے سوا'' جب تم اللہ تعالیٰ کے لشکروں کے بارے میں علم نہیں رکھتے اور اس عظیم علم والے نے تمہیں آگاہ کر دیا ہے تو تم پر واجب ہے کہ تم اس کی خبر کی کسی شک کے بغیر تصدیق کرو۔

(4)سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیث معراج میں ساتویں آسمان کا ذکر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر بیت المعمور میرے سامنے ظاہر کیا گیا، میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ بیت المعمور ہے، اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور جو ایک مرتبہ نماز پڑھ کر نکل جاتا ہے تو پھر کبھی دوبارہ داخل نہیں ہوتا۔'' (بخاری:3207)

(5)سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، آسمان اللہ تعالیٰ کے خوف سے چرچرا رہا ہے اور اسے چرچرانا ہی چاہیے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آسمان میں چار انگل جگہ (تقریباً تین انچ) ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی اللہ تعالیٰ کے حضور رکھے سجدہ نہ کر رہا ہو، اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں اور تم ہنستے کم اور روتے زیادہ، بیویوں سے تم لطف اندوز نہ ہو سکتے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہوئے میدانوں میں نکل جاتے۔ حدیث کے راوی سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کاش میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ (ابن ماجہ:4190)

(6) رب کے لشکروں کے تذکرے سے رب کی عظمت اور قدرت کا شعور دلایا گیا ہے۔

(7) ﴿وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ﴾ ''اور یہ انسانیت کے لیے سراسر نصیحت ہے'' یعنی نصیحت کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس سے سبق حاصل کریں اور اس پر عمل کریں جو چیز انہیں فائدہ دے اور اس کو چھوڑ دیں جو انہیں نقصان دے۔

سوال 5: جہنم پر مقرر فرشتوں کی تعداد کس کس کے لئے نصیحت ہے؟

جواب: جہنم کے فرشتوں کی تعداد انسانوں کے لئے نصیحت ہے۔ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کے لشکروں کے ذکر سے وہ نافرمانی سے باز آجائیں

﴿كَلَّا وَالْقَمَرِ﴾

''ہرگز نہیں! قسم ہے چاند کی!'' (32)

سوال: ﴿كَلَّا وَالْقَمَرِ﴾ چاند کی قسم کیوں کھائی گئی ہے؟

جواب: (1) ﴿كَلَّا وَالْقَمَرِ﴾ ''ہرگز نہیں! قسم ہے چاند کی!'' اللہ تعالیٰ نے چاند کی قسم اس لئے کھائی ہے کہ چاند کے مناظر انسان کے دل و دماغ پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں اور انسان پر کئی راز کھلتے ہیں۔ انسان چاندی کے نور میں نہا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا احساس اس کو گھیر لیتا ہے۔

(2) چاند اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیوں میں سے ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی قدرت تامہ، حکمت کاملہ، اس کی بے پایاں رحمت، لامحدود قوت اور اس کے کامل علم پر دلالت کرتا ہے۔

﴿وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ﴾

''اور رات کی! جب وہ جانے لگے'' (33)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال:﴿وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ﴾ رات کی قسم کیوں کھائی گئی ہے؟

جواب:﴿وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ﴾ ''اور رات کی! جب وہ جانے لگے'' رات کے جانے کا منظر عجیب ہوتا ہے۔صبح طلوع ہوتی ہے۔ایک منظر کا جانا اور دوسرے منظر کا آنا انسان کی توجہ اپنی طرف کھینچتا ہے۔یہ مناظر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کا احساس دلاتے ہیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی قسم کھائی ہے۔

﴿وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ﴾

''اور قسم ہے صبح کی! جب وہ روشن ہو''(34)

سوال:﴿وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ﴾ صبح کی قسم کیوں کھائی گئی ہے؟

جواب:﴿وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ﴾ ''اور قسم ہے صبح کی! جب وہ روشن ہو'' اللہ تعالیٰ نے یہ قسم اس لئے کھائی ہے کہ روشن ہوتی ہوئی صبح انسان کے شعور کو بیدار کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے غفلت میں ڈوبے ہوئے انسانوں کو توجہ دلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو سمجھنے کی کوشش کرو۔

﴿اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ﴾

''یقیناوہ (دوزخ) بڑی چیزوں میں سے ایک ہے''(35)

سوال:اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کی قسم کھا کر کس کی بڑائی کو بیان کیا ہے،اس کی وضاحت ﴿اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ﴾ ''یقیناوہ (دوزخ) بڑی چیزوں میں سے ایک ہے'' اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کی قسم کھا کر دوزخ کی بڑائی اور ہولناکی کو بیان کیا ہے اور ان کائناتی مناظر کی طرف توجہ کرنے سے انسان کے دل میں دوزخ کے بارے میں شک نہیں رہ جاتا۔

(2)اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ کے بارے میں واضح فرمایا ہے کہ اس کی آگ بڑی عظیم ہے۔

(3)یعنی بے شک جہنم کی آگ ایک بہت بڑی مصیبت اور غم میں مبتلا کر دینے والا معاملہ ہے۔پس جب ہم نے تمھیں اس کے بارے میں خبردار کر دیا اور تم اس کے بارے میں پوری بصیرت رکھتے ہو،تب تم میں سے جو چاہے آگے بڑھے اور ایسے عمل کرے جو اسے اللہ تعالیٰ اور اس کی رضا کے قریب کرتے ہیں اور اس کے اکرام و تکریم کے گھر تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہنچاتے ہیں یا وہ اس مقصد سے پیچھے ہٹ جائے جس کے لیے اس کو تخلیق کیا گیا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور اس سے راضی ہے اور نافرمانی کے کام کرے جو جہنم کے قریب کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۟ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ ''اور کہہ دو کہ یہ حق ہے تمہارے ربّ کی طرف سے۔ پھر جو چاہے تو وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے تو وہ کفر کرے۔'' (الکہف:29) (تفسیر سعدی:3/2872، 2873)

﴿نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ﴾

''بشر کے لیے ڈرانے والی ہے'' (36)

14

سوال: ﴿نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ﴾ ''بشر کے لیے ڈرانے والی ہے'' یعنی انسان کو چوکنا کرنے والی آگ ہے۔

﴿لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ﴾

''تم میں سے ہر اُس شخص کے لیے جو آگے بڑھے یا پیچھے ہٹے'' (37)

سوال: ﴿لِمَنْ ... اَوْ يَتَاَخَّرَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ﴾ ''تم میں سے ہر اُس شخص کے لیے'' یعنی اے لوگوں جو تم میں سے چاہے۔

(2) ﴿اَنْ يَّتَقَدَّمَ﴾ ''جو آگے بڑھے'' یعنی اطاعت کرے۔

(3) ﴿اَوْ يَتَاَخَّرَ﴾ ''یا پیچھے ہٹے'' یا نافرمانی کرے۔ (ایسر التفاسیر:1698)

(4) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۟ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا﴾ ''اور آپ کہہ دیں تمہارے رب کی جناب سے یہی حق ہے پھر جو چاہے سو وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے سو وہ کفر کرے۔ یقیناً ہم نے ظالموں کے لیے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جس کی لپٹیں انہیں گھیرے میں لے چکی ہیں اور اگر وہ پانی مانگیں گے تو انہیں پگھلے ہوئے تانبے جیسا پانی دیا جائے گا جو چہروں کو بھون ڈالے گا، بڑا ہی بُرا مشروب ہے اور بہت ہی بری آرام گاہ ہے۔'' (الکہف:29)

(5) ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے جان لیا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جوتم میں سے بہت آگے جانے والے ہیں اور بلاشبہ یقیناً ہم نے جان لیا جو بہت پیچھے آنے والے ہیں'' (الحجر:24)

(6) جو شخص اس ڈراوے کو قبول کر کے حق کے راستے میں چلنا چاہے چلے اور جو حق سے پیٹھ موڑنا چاہے موڑ لے۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ﴾

''ہر شخص اس کے بدلے میں گروی ہے جو اس نے کمایا'' (38)

سوال: ﴿كُلُّ ... رَهِيْنَةٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿كُلُّ نَفْسٍ﴾ ''ہر شخص'' یعنی قیامت کے دن ہر شخص۔

(2) ﴿بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ﴾ ''اس کے بدلے میں گروی ہے جو اس نے کمایا'' اپنے برے اعمال کے بدلے گروی ہے۔ (3) یعنی اس کی گردن جکڑی ہوئی ہے اور اس کی گردن میں طوق ڈالا ہوا ہے جس کی وجہ سے عذاب اس پر واجب ہو گیا ہے۔

(4) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ﴾ ''اور جو لوگ ایمان لائے اور اُن کی اولاد جو ایمان کے ساتھ ان کے پیچھے چلی، ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے اور اُن کے عمل میں سے کچھ بھی کمی نہ کریں گے۔ ہر شخص اس کے بدلے جو اس نے کمایا گروی رکھا ہوا ہے۔'' (الطور:21)

(5) سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طہارت نصف ایمان کے برابر ہے اور الحمد للہ میزان عدل کو بھر دے گا اور سبحان اللہ اور الحمد للہ سے زمین و آسمان کی درمیانی فضا بھر جائے گی اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے لیے حجت ہو گا یا تیرے خلاف ہو گا ہر شخص صبح کو اُٹھتا ہے اپنے نفس کو فروخت کرنے والا ہے یا اس کو آزاد کرنے والا ہے۔'' (مسلم:534)

﴿اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ﴾

''مگر دائیں بازو والے'' (39)

سوال: ﴿اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ﴾ ''مگر دائیں بازو والے'' یعنی مومن آگ سے نجات پائیں گے اور وہ نعمت بھری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنتوں میں ہوں گے کیونکہ وہ اپنے اعمال کے بدلے میں گروی نہیں ہوں گے بلکہ خوش وخرم اور شاداں وفرحاں ہوں گے۔

(2) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ (۲۷) فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ (۲۸) وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ (۲۹) وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ (۳۰) وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ (۳۱) وَّفَاكِهَةٍ كَثِیْرَةٍ (۳۲) لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ (۳۳) وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ (۳۴) اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً (۳۵) فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا (۳۶) عُرُبًا اَتْرَابًا (۳۷) لِّاَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ (۳۸) ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ (۳۹) وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ (۴۰)﴾ ''اور دائیں ہاتھ والے، کیا ہی خوب ہیں دائیں ہاتھ والے! وہ بیریوں میں ہوں گے جن کے کانٹے دور کیے گئے ہیں۔ اور تہ بہ تہ لگے ہوئے کیلوں میں ہوں گے۔ اور پھیلی ہوئی چھاؤں میں۔ اور ایسے پانی میں جو گرایا جا رہا ہے۔ اور کثیر پھلوں میں۔ نہ ختم ہونے والے اور نہ روک دیے جانے والے۔ اور بلند مسندوں میں۔ بلاشبہ ہم نے انہیں نئے سرے سے پیدا کیا ہے۔ پس ہم نے انہیں کنواریاں بنایا ہے۔ شوہر کی محبوب، ان کی ہم عمر ہیں۔ دائیں ہاتھ والوں کے لیے ہوں گی۔ پہلے لوگوں میں سے ایک بڑا گروہ ہے۔ اور پچھلے لوگوں میں سے بھی ایک بڑا گروہ ہے۔'' (الواقعہ:27-40)

﴿فِیْ جَنّٰتٍ ۛ یَتَسَآءَلُوْنَ﴾

''جنتوں میں سوال کریں گے'' (40)

سوال: ﴿فِیْ جَنّٰتٍ ۛ یَتَسَآءَلُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فِیْ جَنّٰتٍ ۛ یَتَسَآءَلُوْنَ﴾ ''جنتوں میں سوال کریں گے'' اصحاب الیمین کو جنت میں تمام نعمتیں حاصل ہوں گی۔ وہ جنت کے بالا خانوں میں ہوں گے اور وہاں سے جہنمیوں کو عذاب میں مبتلا دیکھ کر پوچھیں گے۔

(2) یعنی جنت کے اندر ان کو تمام چیزیں حاصل ہوں گی جن کی وہ طلب کریں گے، ان کے لیے کامل راحت واطمینان ہوگا، وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر سوال کریں گے، وہ آپس کی بات چیت میں مجرموں کے بارے میں پوچھیں گے کہ وہ کس حال کو پہنچے ہیں، کیا انھوں نے وہ کچھ پالیا جس کا اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ وعدہ کیا تھا؟ (تفسیر سعدی:2873/3)

﴿عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ﴾

''مجرموں سے'' (41)

سوال: ﴿عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ﴾ مجرموں سے کون لوگ مراد ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: ﴿عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ ''مجرموں سے'' مجرموں سے مراد دوزخ والے ہیں۔

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ﴾

''تمھیں کس چیز نے دوزخ میں داخل کیا؟'' (42)

سوال: اہل جنت مجرموں سے کیا سوال کریں گے، اس کی وضاحت ﴿مَاسَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اہل جنت مجرموں سے سوال کریں گے: ﴿مَاسَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ﴾ ''تمھیں کس چیز نے دوزخ میں داخل کیا؟'' پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ کیا تم انھیں جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو؟ وہ ان کو جھانک کر دیکھیں گے تو انھیں جہنم کے درمیان اس حال میں پائیں گے کہ انھیں عذاب دیا جا رہا ہوگا تو وہ ان سے کہیں گے: یعنی کس چیز نے تمھیں جہنم میں ڈالا ہے اور کس گناہ کے سبب سے تم جہنم کے مستحق قرار پائے ہو؟ (تفسیر سعدی: 2873/3)

(2) اس سے مراد ہے کہ کس عمل نے تمھیں دوزخ کا مستحق بنا دیا۔ (3) یعنی تم اس بدترین اور دہشت ناک جگہ کیسے آن پہنچے؟

﴿قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ﴾

''وہ کہیں گے: ''ہم نماز ادا کرنے والوں میں سے نہ تھے'' (43)

سوال: اہلِ دوزخ جہنم میں جانے کا پہلا سبب کیا بتائیں گے، اس کی وضاحت ﴿قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اہلِ دوزخ جہنم میں جانے کا پہلا سبب بتائیں گے: ﴿قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ﴾ ''وہ کہیں گے: ''ہم نماز ادا کرنے والوں میں سے نہ تھے۔'' یعنی ہم اپنے پیدا کرنے والے کے لیے بھی مخلص نہیں تھے۔ اس کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ (2) وہ جواب دیں گے کہ ہم نے دنیا میں رب کی عبادت سے جی چرایا تھا، نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ (3) سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جو صبح ہونے تک سویا رہا ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ وہ شخص ہے جس کے کانوں (یا کہا کہ کان) میں شیطان پیشاب کر جاتا ہے۔'' (بخاری: 1144) (4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان آدمی کے سر کے پیچھے رات میں سوتے وقت تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ افسوں پھونک دیتا ہے کہ سو جا ابھی رات بہت باقی ہے پھر اگر کوئی بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لگا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر نماز (فرض یا نفل) پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اس طرح صبح کے وقت آدمی چاق و چوبند خوش مزاج رہتا ہے، ورنہ سست اور بد باطن رہتا ہے۔" (بخاری:1142)

(5) سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان سے نبی کریم ﷺ نے خواب بیان کرتے ہوئے فرمایا: "جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا وہ قرآن کا حافظ تھا مگر وہ قرآن سے غافل ہو گیا تھا اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جایا کرتا تھا۔" (بخاری:1143)

(6) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے۔ اول گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔" (صحیح بخاری:8)

(7) سیدنا ابن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے تھے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مجھے (خدا کا یہ) حکم ہوا ہے کہ لوگوں (کافروں) سے اس وقت تک لڑو جب تک وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور محمد اس کے رسول ہیں اور نماز درستی سے ادا کریں اور زکوٰۃ دیں جب وہ یہ کرنے لگیں تو انہوں نے اپنے جانوں اور اپنے مالوں کو مجھ سے بچا لیا مگر اسلام کے حق سے اور ان (کے دلوں کی باتوں) کا حساب اللہ تعالیٰ پر رہے گا۔" (صحیح بخاری:22)

(8) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن آدمی اور شرک و کفر کے درمیان (فرق) نماز کا چھوڑنا ہے۔" (مسلم:82)

﴿وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ﴾

"اور ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے" (44)

سوال: اہلِ دوزخ جہنم میں جانے کا دوسرا سبب کیا بتائیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اہلِ دوزخ جہنم میں جانے کا دوسرا سبب بتائیں گے: ﴿وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ﴾ "اور ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے" یعنی مالی عبادت سے بھی جی چراتے تھے۔

(2) ہمیں اپنے جیسوں پر ترس نہیں آتا تھا۔ ان کے دکھوں کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ مال پیارا تھا۔ ہم نے کبھی غریبوں کو وہ کھانا کپڑا نہیں دیا تھا اور نہ کبھی ان کی ضروریات کا خیال رکھا تھا۔ (مختصر ابن کثیر:2153,2152)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا (۹) اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا (۱۰) فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا (۱۱)﴾ ''اور وہ باوجود اس (کھانے) کی محبت کے مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ یقیناً ہم صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تمہیں کھلاتے ہیں اور نہ تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ ہی شکریہ بے شک ہم اپنے رب سے اس دن کا خوف رکھتے ہیں جو سخت منہ چڑھانے والا، تیوری چڑھانے والا ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُس دن کی مصیبت سے اُنہیں بچایا اور اُنہیں تازگی اور خوشی عطا فرمائی ہے۔'' (الدھر:8-11)

(4) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ایک آدمی نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کونسا اسلام بہتر ہے؟ فرمایا: ''یہ کہ تم کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانو اس کو بھی اور جس کو نہ پہچانو اس کو بھی الغرض سب کو سلام کرو۔'' (بخاری:12)

﴿وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ﴾

''اور ہم فضول بحث کرنے والوں کے ساتھ فضول بحث کرتے تھے'' (45)

سوال: اہلِ دوزخ جہنم میں جانے کا تیسرا سبب کیا بتائیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اہلِ دوزخ جہنم میں جانے کا تیسرا سبب بتائیں گے: ﴿وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ﴾ ''اور ہم فضول بحث کرنے والوں کے ساتھ فضول بحث کرتے تھے'' یعنی جس سے اللہ تعالیٰ نے نفرت کی وہ کام کرتے رہے۔ جو جی میں آتا رہا زبان سے کہتے رہے۔ (2) باطل کے ذریعے سے حق کے خلاف جھگڑے کرتے رہے۔

(3) احکام شریعت کا مذاق اڑاتے رہے۔ اور ہر گمراہ کے پیچھے لگے رہے۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ (۶۵) لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً ۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ﴾ ''اور یقیناً اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ ضرور کہیں گے کہ درحقیقت بس یونہی ہم ہنس بول رہے تھے اور دل لگی کر رہے تھے۔ آپ کہہ دیں کہ کیا تم اللہ تعالیٰ سے اور اس کی آیات اور اس کے رسول سے مذاق کر رہے تھے؟ بہانے مت بناؤ، بلاشبہ تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا۔ اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو معاف کر بھی دیں تو ایک گروہ کو ہم ضرور عذاب دیں گے، اس وجہ سے کہ یقیناً وہ مجرم تھے۔'' (التوبہ:65,66)

(5) ﴿فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ (۱۱) الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ (۱۲)﴾ ''چنانچہ اُس دن جھٹلانے والوں کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لئے بڑی تباہی ہے۔ جو فضول بحث میں اچھل کود رہے ہیں۔" (الطور:12,11)

﴿وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ﴾

"اور ہم جزا کے دن کو جھٹلاتے تھے" (46)

سوال: اہلِ دوزخ جہنم میں جانے کا چوتھا سبب کیا بتائیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اہلِ دوزخ جہنم میں جانے کا چوتھا سبب بتائیں گے: ﴿وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ﴾ "اور ہم جزا کے دن کو جھٹلاتے تھے" یعنی جزا سزا کے دن کو جھٹلاتے رہے، نہ ثواب کی تصدیق کی، نہ عذاب کی۔

(2) یہ باطل میں مشغول ہونے کا اثر ہے اور وہ ہے تکذیب حق۔ سب سے بڑے حق میں سے قیامت کا دن ہے جو اعمال کی جزا و سزا، اللہ تعالیٰ کے اقتدار اور تمام مخلوق کے لیے اس کے عدل پر مبنی فیصلے کا محل ہے۔ ہمارا عمل اسی باطل نہج پر جاری رہا۔ (تفسیر سعدی:2873/3)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ (۱۱) وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖۤ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ﴾ "جو جزا کے دن کو جھٹلاتے ہیں۔ اور اُسے نہیں جھٹلاتا مگر ہر وہ شخص جو حد سے گزرنے والا، سخت گناہ گار ہے۔" (المطففین:12,11)

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (حدیث جبریل علیہ السلام میں) ایمان کی تعریف یہ فرمائی: "ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور یوم آخرت پر ایمان لاؤ اور تقدیر پر، خواہ اچھی ہو یا بری ایمان لاؤ۔" (بخاری:50) جزا کے دن کو جھٹلانا ہی ساری خرابیوں کی جڑ ہے کیونکہ اس کی وجہ سے انسان کی زندگی کا دائرہ تنگ ہو جاتا ہے اور وہ محدود دائرے کے اندر رہ کر سوچ سکتا ہے۔ اس کی وجہ سے انسان کی زندگی کی اَقدار اور پیمانے بدل جاتے ہیں۔ رب العزت فرماتے ہیں: ﴿يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ (۶) الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ (۷) فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ (۸) كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ (۹)﴾ "اے انسان! اپنے رب کریم کے بارے میں تجھے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا؟ جس نے تجھے پیدا کیا۔ پھر تجھے درست بنایا، پھر تجھے برابر کیا۔ جس صورت میں اُس نے چاہا تجھے جوڑ دیا۔ ہرگز نہیں! بلکہ تم جزا کو جھٹلاتے ہو۔" (الانفطار:6-9)

﴿حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ﴾

"حتیٰ کہ ہم پر موت آ گئی" (47)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ﴿حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ﴾ ''حتیٰ کہ ہم پر موت آ گئی'' یہاں تک کہ یقینی موت آ گئی۔

(2) جب کفر کی حالت میں مر گئے تو امید کا دروازہ بند ہو گیا۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ ''اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کے پاس یقین آ جائے'' (الحجر:99)

﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ﴾

''چنانچہ سفارش کرنے والوں کی سفارش اُن کو کوئی نفع نہ دے گی'' (48)

سوال: ﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ﴾ ''چنانچہ سفارش کرنے والوں کی سفارش اُن کو کوئی نفع نہ دے گی'' گناہ گار اہل توحید کی شفاعت ہو گی۔ ان کو شفاعت فائدہ دے گی مگر وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہونگے۔

(2) کیونکہ وہ صرف اسی کی سفارش کریں گے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ راضی ہو گا اور یہ ایسے لوگ ہیں جن کے اعمال سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں۔ (تفسیر سعدی:2873/3)

﴿فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ﴾

''تو اُنہیں کیا ہے کہ وہ نصیحت سے منہ موڑنے والے ہیں؟'' (49)

سوال: ﴿فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ﴾ ''تو اُنہیں کیا ہے کہ وہ نصیحت سے منہ موڑنے والے ہیں؟'' یعنی وہ قرآن سے منہ موڑنے والے ہیں۔ (2) کافر قرآن اور توحید کی دعوت سے منہ موڑ لیتے ہیں آخر اس کا سبب کیا ہے؟

(3) یہ سوال اس لئے کیا ہے کہ ہر انسان نے اپنے اعمال کے بدلے میں جزا سزا تو پانی ہے۔ اب لوگوں کے لئے نصیحت کے مواقع فراہم کر دیئے گئے لیکن پھر بھی وہ ہدایت اور نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں یعنی عقل سے کام کیوں نہیں لیتے۔

﴿كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ﴾

''گویا کہ وہ بدکنے والے جنگلی گدھے ہیں'' (50)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: اللہ تعالیٰ نے نصیحت سے منہ موڑنے والوں کو جنگلی گدھوں سے تشبیہ دی ہے، اس کی وضاحت ﴿كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ﴾ ''گویا کہ وہ بدکنے والے جنگلی گدھے ہیں'' یعنی وہ نصیحت سے اتنی نفرت کرتے ہیں گویا کہ شیر سے بدکے ہوئے جنگلی گدھے ہیں۔

(2) ایک دوسرے سے بدکنے کی وجہ سے وہ تیز بھاگنے لگے ہیں۔ یہ حق سے، اس کی نصیحت سے اتنی نفرت کرتے ہیں کہ وہ اس سے منہ موڑنے میں گدھوں کی طرح ہو گئے ہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ نے یہ بات اس لئے کی ہے کہ نصیحت سے منہ موڑنا انہیں انسان نہیں بلکہ گدھا بنا دیتا ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ نے نصیحت سے بھاگنے کے عمل کو قابلِ نفرت بنا دیا ہے تا کہ لوگ اس رویے سے بچیں۔

﴿فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ﴾

''جو شیر سے بھاگے ہیں'' (51)

سوال: ﴿فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ﴾ ''جو شیر سے بھاگے ہیں'' یعنی حق کی نصیحت سے منہ موڑنے میں ان کے دلوں کی یہ حالت ہے کہ وہ ڈر کر ایسے بھاگتے ہیں جیسے شکاری شیر سے گدھے بھاگتے ہیں۔

(2) جو کسی شکاری یا کسی تیر انداز سے، جو ان کو نشانے میں لینے کا ارادہ رکھتا ہو یا کسی شیر وغیرہ سے، ڈر کر بھاگے ہیں۔

(تفسیر سعدی: 2874/3)

﴿بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً﴾

''بلکہ اُن میں سے ہر آدمی چاہتا ہے کہ اُسے کھلے ہوئے صحیفے دیے جائیں'' (52)

سوال: ہر مشرک کتاب کا متمنی ہے، اس کی وضاحت ﴿بَلْ يُرِيْدُ ... صُحُفًا مُّنَشَّرَةً﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ''بلکہ اُن میں سے ہر آدمی چاہتا ہے کہ اُسے کھلے ہوئے صحیفے دیے جائیں'' یعنی مشرک کی یہ تمنا ہے کہ اسے بھی کتاب دے دی جائے جیسے نبی ﷺ کو دی گئی۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ ۭ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ﴾ ''اور جب ان کے پاس کوئی نشانی آتی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ہرگز نہیں مانیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گے یہاں تک کہ ہمیں بھی اُس جیسا دیا جائے جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے جہاں وہ اپنی رسالت رکھتا ہے، جن لوگوں نے جرم کیے جلد ہی اُنہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ذلت اور سخت عذاب پہنچے گا اس وجہ سے کہ وہ مکروفریب کرتے تھے۔" (الانعام:124)

(2) یعنی اس پر آسمان سے نازل ہو، وہ سمجھتا ہے کہ وہ اس صورت میں حق کو تسلیم کر لے گا، حالانکہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے، ان کے پاس اگر ہر قسم کی نشانی آ بھی جائے، تب بھی وہ اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک وہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں کیونکہ ان کے پاس واضح دلائل آئے جنہوں نے حق کو بیان کر کے واضح کر دیا، اگر ان میں کوئی بھلائی ہوتی تو وہ ضرور ایمان لے آتے۔ (تفسیر سعدی:2874/3)

(3) یعنی جب ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی پر ایمان لانے کی دعوت آتی ہے تو نہیں مانتے اور مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم پر بھی ایسی کتابیں نازل کی جائیں۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے۔

﴿كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ﴾

"ہرگز نہیں! بلکہ یہ آخرت کا خوف نہیں رکھتے" (53)

سوال: ﴿كَلَّا بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿كَلَّا﴾ "ہرگز نہیں" یعنی ان کی آرزو کبھی پوری نہیں ہوگی۔

(2) ﴿بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ﴾ "بلکہ یہ آخرت کا خوف نہیں رکھتے" یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف نہیں رکھتے اس لیے کہ وہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

﴿كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ﴾

"ہرگز نہیں! بلاشبہ یہ تو ایک نصیحت ہے" (54)

سوال: ﴿كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ﴾ "ہرگز نہیں! بلاشبہ یہ تو ایک نصیحت ہے" یعنی وہ تو نصیحت اور عبرت ہے۔

(2) یعنی یہ سورت نصیحت ہے۔ (3) ابن کثیر کہتے ہیں حق یہ ہے کہ قرآن نصیحت ہے۔

﴿فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تو جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے''(55)

سوال:﴿فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ﴾''تو جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے''اب جو چاہے قرآن سے نصیحت حاصل کرلے۔

(2)اللہ تعالیٰ نے اس کے سامنے سیدھے راستے کو کھول کر بیان کر دیا اور اس کے سامنے دلیل واضح کر دی۔(تفسیر سعدی:2874/3)

(3)اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ رب بھی اُسی کے لئے نصیحت قبول کرنے کے مواقع فراہم کرتا ہے جو خود نصیحت حاصل کرنا چاہے۔لہٰذا جو نصیحت حاصل کرنا چاہے اس کے لئے مواقع موجود ہیں۔

﴿وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ

''اور وہ نصیحت حاصل نہیں کریں گے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے،وہی اس کا اہل ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور

اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾

وہی اس اہل ہے کہ بخش دے''(56)

سوال:﴿وَمَا ... وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾''اور وہ نصیحت حاصل نہیں کریں گے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے''جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے کوئی نصیحت بھی حاصل نہیں کرسکتا۔جیسا کہ فرمایا:﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾''اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا،کمال حکمت والا ہے۔''(الدھر:30)

(2) کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سب پر نافذ ہے،کوئی قلیل یا کثیر حادث اس کی مشیت سے باہر نہیں۔اس آیت میں قدریہ کا رد ہے جو بندوں کے افعال کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت داخل نہیں کرتے ،نیز اس میں جبریہ کا بھی رد ہے جن کا زعم ہے کہ بندے کی کوئی مشیت ہے نہ حقیقت میں اس کا کوئی فعل ہے وہ تو اپنے افعال پر مجبور محض ہے۔پس اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے مشیت اور فعل کا اثبات کیا ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے۔(تفسیر سعدی:2874/3)

(3)قرآن مجید اسی کے لیے نصیحت بنتا ہے جس کے لئے رب العزت چاہے۔فرمایا:﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾''اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔''(التکویر:29)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(4)اللہ تعالیٰ کی کتاب سے متقی ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں کیونکہ وہ اس کی عظیم سلطنت اور اس کے عذاب الیم کو جانتے ہیں۔

(5)﴿هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى﴾ ''وہی اس کا اہل ہے کہ اس سے ڈرا جائے'' یعنی وہ اس کا اہل ہے کہ اس سے تقویٰ اختیار کیا جائے اور اس کی عبادت کی جائے کیونکہ وہی معبود ہے، عبادت صرف اسی کے لائق ہے۔ وہ اس کا بھی اہل ہے کہ جو کوئی اس سے ڈرے اور اس کی رضا کی اتباع کرے، وہ اس کو بخش دے۔ (تفسیر سعدی:2874/3)

(6)﴿وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ ''اور وہی اس اہل ہے کہ بخش دے'' وہ اپنے توحید پرست بندوں کے گناہ معاف کرتا ہے۔

(7)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارا پروردگار بلند برکت والا ہر رات کو اس وقت آسمان دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں؟'' (بخاری:1145)

اٰیَاتُهَا:40	75 - سُوْرَةُ الْقِیٰمَةِ مَكِّيَّةٌ - 31	رُكُوْعَاتُهَا:2

سوال1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی۔ اس میں دو رکوع اور 40 آیات ہیں۔

سوال2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے یہ 75 ویں سورت ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 31 ہے۔

سوال3: اس سورت کی کیا فضیلت ہے؟

جواب:(1)سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جو شخص قیامت کے بارے میں سوال کرے یا ارادہ رکھے کہ وہ اس کے واقع ہونے کی حقیقت کو سمجھے تو وہ اس سورت کو پڑھے۔ (المحرالوجیز:401/5)

(2)سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگ کہتے ہیں قیامت قیامت، بندے کی قیامت تو اس کی موت ہے۔ (المحرالوجیز:401/5)

(3)سیدنا ابن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کا جنازہ لایا گیا تو انہوں نے کہا: اس کی قیامت قائم ہو گئی۔ اسی طرح علقمہ سے روایت ہے۔ (المحرالوجیز:401/5)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ﴾

''نہیں میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی!''(1)

سوال: ﴿لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ﴾ ''نہیں میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی!'' رب العزت نے قیامت کی قسم کھائی ہے۔ جب قیامت آئے گی ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ پھر رب العزت کے حکم سے سیدنا اسرافیل علیہ السلام دوبارہ صور پھونکیں گے تو سب لوگ اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور پھر انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا کیا جائے گا۔ اس وقت سب لوگ اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انتظار کریں گے۔

(2) قیامت کے دن کی قسم کھانے کا مقصد اس کی اہمیت اور عظمت کو واضح کرنا ہے۔

﴿وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ﴾

''اور میں قسم کھاتا ہوں بہت ملامت کرنے والے نفس کی!''(2)

سوال: ملامت کرنے والے نفس کی وضاحت ﴿وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ﴾ ''اور قسم کھاتا ہوں بہت ملامت کرنے والے نفس کی!'' نفس لوامہ مومن کا نفس ہے کیونکہ وہ اپنے نفس کو ملامت کرتا ہی رہتا ہے کہ یہ بات کیوں کہی؟ یہ نوالہ کیوں کھایا؟ یہ خیال دل میں کیوں آیا؟ اور کافر دردمندانہ اقدام اٹھاتا چلا جاتا ہے وہ کیوں اپنی خواہش کو دبائے؟ (السراج المنیر: 2154/2)

(2) اس سے مراد تمام نیک اور بدنفوس ہیں۔ نفس کو اس کے کثرت تردد، اسے ملامت کرنے اور اپنے احوال میں سے کسی حال پر بھی اس کے عدم ثبات کی بنا پر ﴿لَوَّامَةِ﴾ سے موسوم کیا گیا ہے، نیز اس بنا پر اس کو ﴿لَوَّامَةِ﴾ کہا گیا ہے کہ یہ موت کے وقت انسان کو اس کے افعال پر ملامت کرے گا مگر مومن کا نفس اسے دنیا ہی میں اس کوتاہی، تقصیر اور غفلت پر ملامت کرتا ہے جو حقوق میں سے کسی حق کے بارے میں اس سے ہوتی ہے۔ (تفسیر سعدی: 2875/3)

(3) ملامت گر نفس کی ملامت کا تعلق آخرت کے حساب کتاب سے ہے اور یہاں چونکہ انسان کے جی اُٹھنے کے معاملے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوثابت کرنا مطلوب ہے تو اس کے لئے نفس سے اُٹھنے والی ملامت کو شہادت کے طور پر پیش کیا ہے کہ قیامت کی گواہی تو تمہاری ملامت کی صورت میں تمہارے نفس کے اندر سے اُٹھتی ہے۔ اگر حساب کتاب کا خوف نہ ہو تو یہ ملامت کیسی؟

﴿اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ﴾

''کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہم اُس کی ہڈیاں ہرگز جمع نہ کریں گے؟''(3)

سوال 1: اللہ تعالیٰ کی قدرت میں سب کچھ ہے، اس کی وضاحت ﴿اَیَحْسَبُ...عِظَامَهٗ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ﴾ ''کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہم اُس کی ہڈیاں ہرگز جمع نہ کریں گے؟'' یعنی کیا انسان کا یہ خیال ہے کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اس کے بکھرے اجزا کو زندہ کرنے اور جمع کرنے پر قدرت نہیں رکھیں گے؟

(2) انسان کا ہر دور میں یہ مسئلہ رہا ہے کہ وہ اپنی جہالت کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اندازہ نہیں لگا پاتا اور دوبارہ زندہ ہونے کو بعید سمجھتا ہے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ﴾ ''اس نے کہا کہ اُن ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا حالانکہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟'' (یٰسٓ:78)

(4) ہڈیاں بدن کا سہارا ہیں۔ ہڈیوں کے ڈھانچے پر ہی گوشت چڑھایا جائے گا۔ انسان کتنا ظالم ہے! اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کو بعید سمجھتا ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے انکارِ قیامت کے پیچھے کام کرنے والی فکری خرابی کا کیسے اظہار کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان کے عمل کے پیچھے کام کرنے والے گمان کی طرف توجہ دلائی کہ انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہیں کر سکیں گے۔ اس وجہ سے وہ قیامت کا انکار کرتا ہے اور اسی وجہ سے وہ بداعمالیاں کرنا چاہتا ہے۔

﴿بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ﴾

''کیوں نہیں! ہم اس پر قادر ہیں کہ اُس کی پور پور تک کو درست کر دیں'' (4)

سوال: رب العزت نے اپنی قدرت کا غلط اندازہ لگانے والوں کو جو جواب دیا ہے، اس کی وضاحت ﴿بَلٰی...بَنَانَهٗ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿بَلٰى قٰدِرِیْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ﴾ ''کیوں نہیں! ہم اس پر قادر ہیں کہ اُس کی پور پور تک کو درست کر دیں'' رب العزت نے اپنے ارشاد کے ذریعے اپنی قدرت کا غلط اندازہ لگانے والوں کی بات کو رد کیا ہے۔ کیوں نہیں ہم ان اجزاء کو جمع کریں گے اور ہم قدرت رکھتے ہیں کہ جوڑ جوڑ اور ذرے ذرے کو درست کر کے زندہ کریں تو جب چھوٹے اور باریک اعضاء کو درست کرنے پر وہ قدرت رکھتا ہے تو بڑی ہڈیوں کے ساتھ کیا ہوگا؟

(2) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کرتے ہیں وہ کسی دلیل کی بنیاد پر نہیں کرتے ان کا ارادہ محض قیامت کو جھٹلانا ہوتا ہے۔

(3) سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلی امتوں میں سے ایک آدمی کا ذکر کیا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اسے مال اور اولاد سب کچھ دیا تھا۔ جب اس کے مرنے کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا: میں تمہارے لیے کیسا باپ ثابت ہوا؟ انہوں نے کہا کہ بہترین باپ۔ اس پر اس نے کہا، لیکن تمہارے باپ نے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی نیکی نہیں بھیجی، اگر اللہ نے مجھے پکڑ لیا تو سخت عذاب دے گا، تو دیکھو کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا، یہاں تک کہ جب میں کوئلہ ہو جاؤں تو اسے خوب پیس لینا اور جس دن تیز آندھی آئے تو اس میں میری یہ راکھ اڑا دینا'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر اس نے اپنے بیٹوں سے پختہ وعدہ لیا اور اللہ کی قسم! ان لڑکوں نے ایسا ہی کیا، پھر انہوں نے اس کی راکھ کو تیز ہوا کے دن اڑا دیا۔ تو اللہ عزوجل نے ''کن'' (ہو جا) کا لفظ فرمایا تو وہ فوراً ایک آدمی بن کر کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندے! تجھے کس بات نے اس پر آمادہ کیا کہ تو نے یہ کام کروایا؟ اس نے کہا: تیرے خوف نے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی سزا نہیں دی، بلکہ اس پر رحم کیا۔'' (بخاری:7508)

﴿بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ﴾

''بلکہ انسان یہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ آئندہ بھی نافرمانی کرتا رہے'' (5)

سوال: انسان توبہ کی امید پر گناہ کرتا چلا جاتا ہے، اس کی وضاحت ﴿بَلْ... اَمَامَهٗ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ﴾ ''بلکہ انسان یہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ آئندہ بھی نافرمانی کرتا رہے'' یعنی یہی ایک گناہ نہیں بلکہ انسان آگے بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور گناہ پر گناہ کیے جاتا ہے صرف اس امید پر کہ گناہ کر لوں، مرنے سے پہلے توبہ کر لوں گا، لیکن افسوس نادان کو یہ خبر نہیں کہ موت اچانک آ جائے گی۔ اس بات کی کون ضمانت دے سکتا ہے کہ مرنے سے پہلے توبہ نصیب ہو جائے گی؟ انسان قدم قدم پر فسق و فجور میں مبتلا نظر آتا ہے۔ پھونک پھونک کر قدم نہیں اٹھاتا بڑا سر چڑھا ہے منٹ منٹ پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ نفس کی شرارت سے وہی محفوظ رہ سکتا ہے جسے اللہ محفوظ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رکھے۔گناہوں میں جلدی ہے اور توبہ میں لیت ولعل یا کافر قیامت کو جھٹلاتا ہے اور حساب کا قائل نہیں اس لیے دل کھول کر گناہ کرتا ہے۔(السراج المنیر:2/2155)

(2)فجور کے معنی جان بوجھ کر جھوٹ بولنا ہے۔یعنی انسان یہ چاہتا ہے کہ آگے بھی جھوٹی زندگی،گناہوں بھری زندگی اختیار کرتا رہے۔(3)سیدنا حسن رحمہ اللہ نے فرمایا:وہ گناہوں میں پڑنا چاہتا ہے۔

(4)یعنی کافر چاہتا ہے کہ قیامت کو جھٹلاتا ہی رہے۔(جامع البیان:29/188)

﴿یَسْـَٔلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ﴾

''وہ پوچھتا ہے:''کب ہوگا قیامت کا دن؟''(6)

سوال:انسان قیامت آنے کے وقت کے بارے میں سوال کیوں کرتا ہے،اس کی وضاحت ﴿یَسْـَٔلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)قیامت کا سوال کرنے والا دراصل اُس کے واقع ہونے پر یقین نہیں رکھتا۔اسی وجہ سے وہ بداعمالیوں سے باز نہیں آتا۔(2)﴿یَسْـَٔلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ﴾''وہ پوچھتا ہے:''کب ہوگا قیامت کا دن؟''یہ سوال انکار،استہزاء اور قیامت کے معاملے کو ہلکا کرنے کے لیے ہے۔(ایسر التفاسیر:1702)

(3)سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:جو قیامت کے بارے میں سوال کرے وہ یہ سورت پڑھ لے۔(جامع البیان:29/189)

(4)وہ یہ سوال اس لیے کرتا ہے کہ اپنے قائل نہ ہونے کو ظاہر کردے۔رب العزت نے بہت سے مقامات پر اس بے دلیل جھٹلانے کا ذکر فرمایا ہے جیسا کہ سورہ یونس میں فرمایا:﴿وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾''اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو؟''(یونس:48)

(5)سورہ المومنون میں فرمایا:﴿هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ(۳۶)اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ(۳۷)﴾''بعید بالکل ہی بعید ہے جو تم وعدہ دیے جاتے ہو۔نہیں ہے یہ مگر ہماری دنیا کی زندگی،ہم یہیں مرتے اور جیتے ہیں اور ہم ہرگز اُٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔''(المومنون:37,36)

(6)سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا:﴿وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا(۴۹)قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِیْدًا(۵۰)اَوْ خَلْقًا مِّمَّا یَكْبُرُ فِیْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَیَقُوْلُوْنَ مَنْ یُّعِیْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَیُنْغِضُوْنَ اِلَیْكَ رُءُوْسَهُمْ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هُوَ ؕ قُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنَ قَرِیْبًا(۵۱)﴾''اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا یقیناً ہم نئی پیدائش پر ضرور اُٹھائے جانے والے ہیں؟ آپ کہہ دیں تم پتھر یا لوہا بھی ہو جاؤ یا کوئی اور مخلوق جو تمہارے دلوں میں اس سے بھی بڑی ہو۔ تو جلد ہی وہ کہیں گے کہ کون ہے جو ہمیں دوبارہ پیدا کرے گا؟ آپ کہہ دیں وہی ذات جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا، تو جلد ہی وہ آپ کے سامنے تعجب سے سر ہلائیں گے اور کہیں گے تو یہ کب ہوگا؟ آپ کہہ دیں امید ہے کہ وہ قریب ہو۔" (بنی اسرائیل:49-51)

(7) سورہ الملک میں فرمایا: ﴿وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۲۵) قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۫ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (۲۶) فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ (۲۷)﴾ "اور وہ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا؟ کہہ دو یقیناً اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور حقیقتاً میں کھلا ڈرانے والا ہوں۔ پس جب وہ اُس کو قریب سے دیکھیں گے تو اُن کے چہرے بگڑ جائیں گے جنہوں نے کفر کیا اور کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ جس کو تم مانگا کرتے تھے۔" (الملک:25-27)

﴿فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ﴾

"پھر جب آنکھیں پتھرا جائیں گی" (7)

سوال: قیامت کے دن آنکھیں پتھرا جائیں گی، اس کی وضاحت ﴿فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ﴾ "پھر جب آنکھیں پتھرا جائیں گی" یعنی جب قیامت برپا ہوگی تو خوف اور دہشت کی وجہ سے آنکھیں پتھرا جائیں گی جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ (۴۲) مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ (۴۳)﴾ "اور آپ اللہ تعالیٰ کو ہرگز غافل خیال نہ کریں اس سے جو ظالم کرتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کے لیے ڈھیل دے رہا ہے جس میں نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ اس حالت میں کہ تیز دوڑنے والے، اپنے سروں کو اوپر اٹھانے والے ہوں گے ان کی نگاہ ان کی اپنی جانب ہی نہیں لوٹے گی اور ان کے دل خالی ہوں گے۔" (ابراہیم:42,43)

(2) عظیم خوف اور دہشت کی وجہ سے دل زور زور سے دھڑک رہے ہوں گے اور لوگوں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

﴿وَخَسَفَ الْقَمَرُ﴾

"اور چاند گہنا جائے گا" (8)

سوال: قیامت کے دن چاند بے نور ہو جائے گا، اس کی وضاحت ﴿وَخَسَفَ الْقَمَرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَخَسَفَ الْقَمَرُ﴾''اور چاند گہنا جائے گا''یعنی چاند بے نور ہو جائے گا اور اس کی روشنی اور طاقت زائل ہو جائے گی۔(2)چاند گہن میں آ جائے گا اور اس کا نور چھن جائے گا۔(مختصر ابن کثیر:2/2155)

﴿وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ﴾

''اور سورج اور چاند کو جمع کر دیا جائے گا''(9)

سوال: قیامت کے دن سورج اور چاند کو جمع کر دیا جائے گا،اس کی وضاحت ﴿وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ﴾''اور سورج اور چاند کو جمع کر دیا جائے گا''جب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے،وہ کبھی اکٹھے نہیں ہوئے۔اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو جمع کرے گا،چاند گہنا جائے گا اور سورج کو بے نور کر دیا جائے گا اور ان دونوں کو آگ میں پھینک دیا جائے گا تا کہ بندے دیکھ لیں کہ چاند اور سورج بھی اللہ تعالیٰ کے مسخر ہیں تا کہ جو لوگ ان کی عبادت کرتے تھے وہ دیکھ لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔(تفسیر سعدی:3/2876)

(2)سورج اور چاند دونوں کو لپیٹ کر اکٹھا کر دیا جائے گا جیسا کہ فرمایا:﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ(۱) وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ(۲)﴾''جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔اور جب تارے بے نور ہو جائیں گے۔''(التکویر:1،2)

(3)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''قیامت کے دن سورج اور چاند دونوں تاریک (بے نور) ہو جائیں گے۔''(بخاری:3200)

(4)سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''قیامت کے دن سورج نزدیک کیا جائے گا،یہاں تک کہ ایک میل پر آ جائے گا۔''(پھر)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''لوگ (اپنے اپنے اعمال کے موافق) پسینے میں ڈوبے ہوں گے،کوئی تو وہ ہوگا جو اپنے پسینے میں ٹخنوں تک ڈوبا ہوگا،کوئی ان میں سے نصف پنڈلی تک،کوئی ان میں سے اپنے گھٹنوں تک،کوئی ان میں سے اپنی سرین تک،کوئی ان میں سے پہلو تک،کوئی ان میں سے اپنے کندھوں تک، کوئی ان میں سے اپنی گردن تک اور کوئی ان میں سے اپنے منہ تک (اپنے پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا)۔''(مسند احمد:22248)

﴿يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ﴾

''اُس دن انسان کہے گا:''بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟''(10)

سوال:﴿يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ﴾ کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ﴾''اُس دن انسان کہے گا:''بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟'' انسان حیرت اور دہشت سے کہے گا جہنم سے فرار کی کونسی جگہ ہے؟ کیا اس سے کوئی جائے پناہ ہے؟

(2) قیامت آنے پر انسان کو اس کے وقوع پر یقین آ جائے گا۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے قہر سے اور جہنم کے عذاب سے بچنے کے لئے بھاگے گا۔

(3) اسی لیے رب العزت نے فرمایا:﴿اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ یَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِیْرٍ﴾''اپنے رب کی پکار پر لبیک کہو قبل اس سے کہ وہ دن آئے جس کے اللہ تعالیٰ سے ٹلنے کی کوئی صورت نہیں۔ اُس دن تمہارے لیے نہ کوئی جائے پناہ ہوگی اور نہ ہی انکار کی کوئی صورت ہوگی۔''(الشوریٰ:47)

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں:''تین طریق سے لوگوں کا حشر کیا جائے گا۔ ایک (گروہ میں) تو امید رکھنے والے اور ڈرنے والے ہوں گے اور (دوسرا گروہ) ان لوگوں کا ہوگا جو دو دو اور تین تین اور چار چار اور دس دس ایک ایک اونٹ پر (سوار) ہوں گے اور باقی لوگوں کو آگ اکٹھا کرے گی، جہاں وہ آرام لیں گے وہیں وہ بھی آرام لے گی اور جہاں سے وہ رات گزاریں گے وہیں وہ بھی رات گزارے گی اور جہاں وہ صبح کریں گے وہیں وہ بھی صبح کرے گی اور جہاں وہ شام کریں گے وہیں وہ بھی شام کرے گی۔ (یعنی ان کو میدان حشر میں پہنچا دے گی)۔''(بخاری:6522)

﴿كَلَّا لَا وَزَرَ﴾

''ہرگز نہیں، کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے''(11)

سوال:﴿كَلَّا لَا وَزَرَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿كَلَّا لَا وَزَرَ﴾''ہرگز نہیں، کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے''یعنی یہاں جائے پناہ کا کیا کام! یہاں نجات کی کوئی صورت نہیں۔(2) یہاں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں چھپ سکیں، جہاں پہنچ نہ جا سکیں۔

(3) دنیا میں جن جگہوں پر انسان پناہ لیتا ہے قیامت کے دن وہ پناہ گاہیں نہیں رہیں گی۔

﴿اِلٰى رَبِّكَ یَوْمَئِذِ ِالْمُسْتَقَرُّ﴾

''اُس دن تیرے رب کے پاس ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے''(12)

سوال:﴿اِلٰى رَبِّكَ یَوْمَئِذِ ِالْمُسْتَقَرُّ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِلٰى رَبِّكَ یَوْمَئِذِ ِالْمُسْتَقَرُّ﴾''اُس دن تیرے رب کے پاس ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے''اس دن تمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بندوں کا ٹھکانا رب ہی کے پاس ہوگا۔(2)رب کے پاس سب کو ٹھہرایا جائے گا تا کہ سب کے اعمال کا حساب لیا جا سکے۔
(3)ابن زید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل جنت کو جنت میں اور اہل جہنم کو جہنم میں ٹھہرایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کا قول پڑھا: ﴿وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور یقیناً آخرت کا گھر ہی اصلی زندگی ہے، کاش وہ جانتے ہوتے۔'' (العنکبوت:64)(جامع البیان:193/29)

﴿یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَىٕذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ﴾

''اُس دن انسان کو بتایا جائے گا جو کچھ اُس نے آگے بھیجا اور جو اُس نے پیچھے چھوڑا ہے'' (13)

سوال: قیامت کے دن تمام عمل سامنے ہوں گے، اس کی وضاحت ﴿یُنَبَّؤُا...وَاَخَّرَ﴾ کی روشنی میں کریں؟
جواب:(1)﴿یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَىٕذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ﴾ ''اُس دن انسان کو بتایا جائے گا جو کچھ اُس نے آگے بھیجا اور جو اُس نے پیچھے چھوڑا ہے'' قیامت کے دن تمام اعمال انسان کے سامنے ہوں گے۔ انسان کو اس کے پہلے وقت اور آخری وقت کے، چھوٹے بڑے سب اعمال کی خبر دی جائے گی۔
(2)جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ ''اور جو بھی انہوں نے کیا تھا وہ سب اس کو سامنے پائیں گے اور آپ کا رب کسی ایک پر ظلم نہیں کرتا۔'' (الکہف:49)
(3)ابن زید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انسان کو خبر دی جائے گی جو اس نے عمل کرنے چھوڑ دیے اور جو اس نے نہیں کیے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے جو کام اس نے چھوڑے اور جو آگے بھیجے، ہر خیر اور شر سے آگاہ کیا جائے گا۔ (جامع البیان:195,194/29)
(4)رب العزت نے فرمایا: ﴿فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ (۷) وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ (۸)﴾
''تو جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اُس کو دیکھ لے گا۔ اور جو ذرہ برابر بدی کرے گا وہ اُس کو دیکھ لے گا۔'' (الزلزال:8،7)

﴿بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ﴾

''بلکہ انسان اپنے آپ کو خوب دیکھنے والا ہے'' (14)

سوال: انسان اپنے اعمال پر خود گواہ ہوگا، اس کی وضاحت ﴿بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟
جواب:(1)﴿بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ﴾ ''بلکہ انسان اپنے آپ کو خوب دیکھنے والا ہے'' اس دن انسان اپنے اعمال پر خود گواہ ہوگا۔ وہ اپنے اعمال کو خوب پہچانتا ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)ابن زید رحمہ اللہ نے فرمایا: انسان اپنے نفس پر گواہ ہوگا اور یہ آیت پڑھی ﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا﴾ ''پڑھ اپنا نامۂ اعمال! آج کے دن تم اپنے اوپر خود حساب لینے والے کافی ہو۔'' (بنی اسرائیل:14) (جامع البیان:195/29)

﴿وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ﴾

''اگرچہ وہ اپنی معذرتیں پیش کرے'' (15)

سوال: مجرم لاکھ چھپانا چاہیں گے مگر چھپ نہیں سکیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ﴾ ''اگرچہ وہ اپنی معذرتیں پیش کرے'' انسان کو اس کی معذرت فائدہ نہیں دے گی کیونکہ اس کے اعضاء اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ﴾ ''تو اُس دن جن لوگوں نے ظلم کیا اُن کی معذرت فائدہ نہ دے گی اور نہ ہی اُن سے معافی مانگنے کے لیے کہا جائے گا۔'' (الروم:57) (2) مجرم لاکھ چھپانا چاہیں گے مگر چھپ نہیں سکیں گے۔

(3) اس دن انسان اپنے نفس کی طرف سے کتنا ہی جھگڑا کرے، کتنی ہی دلیلیں دے، سب رد کر دی جائیں گی جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ﴾ ''جس دن ظالموں کو اُن کی معذرت فائدہ نہ دے گی اور اُن کے لیے لعنت ہے اور اُن کے لیے بدترین گھر ہوگا۔'' (غافر:52)

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ﴾

''آپ اپنی زبان کو اس کے ساتھ حرکت نہ دیں کہ اُس میں جلدی کریں'' (16)

سوال: وحی سیکھنے کے آداب کی وضاحت ﴿لَا تُحَرِّكْ ... بِهٖ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ﴾ ''آپ اپنی زبان کو اس کے ساتھ حرکت نہ دیں کہ اُس میں جلدی کریں'' نبی ﷺ کو وحی سیکھنے کے آداب بتائے جا رہے ہیں۔ نبی ﷺ وحی کو یاد کرنے کے لیے جلدی جلدی پڑھا کرتے تھے۔ جب سیدنا جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو ان کے فارغ ہونے سے پہلے، ان کی تلاوت کے ساتھ ساتھ تلاوت شروع کر دیتے۔ رب العزت نے حکم دیا کہ جب فرشتہ وحی لے کر آئے تو پوری توجہ سے سنیں۔ اس وقت یاد کرنے کی کوشش نہ کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) سورہ طٰہٰ میں فرمایا: ﴿فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾ ''پس اللہ تعالیٰ بے حد بلند ہے، بادشاہِ حقیقی ہے، اور آپ قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کریں، اس سے پہلے کہ آپ کی طرف اس کی وحی پوری کی جائے اور آپ دُعا کریں اے میرے رب! مجھے علم میں زیادہ کر!'' (طٰہٰ:114)

(3) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نزول قرآن کے وقت بہت سختی محسوس کیا کرتے تھے اور اس (کی علامتوں) میں سے ایک یہ تھی کہ یاد کرنے کے لیے آپ اپنے ہونٹوں کو ہلاتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾﴾ ''اپنی زبان کو حرکت نہ دو تاکہ تم اُسے جلدی (یاد) کرلو۔ یقیناً ہم پر ہے اس کا جمع کرنا اور اُس کا پڑھوا دینا۔ پھر جب ہم اُس کو پڑھیں تو اُس کے پڑھنے کی پیروی کرو۔'' (القیامہ:16-18) چنانچہ ان آیات کے نزول کے بعد جب جبریل علیہ السلام آتے تو آپ ﷺ خاموش رہتے اور جب چلے جاتے تو آپ ﷺ اسی طرح پڑھ کر سنا دیتے جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو سنایا ہوتا۔ (بخاری:5، مسلم:1004)

(4) اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ جلدی کے کام قابل مذمت ہیں اگرچہ دینی امور میں ہی کیوں نہ ہوں۔ (تفسیر منیر:15/288)

﴿اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ﴾

''یقیناً اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھانا ہمارے ذمے ہے'' (17)

سوال: ﴿اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ﴾ ''یقیناً اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھانا ہمارے ذمے ہے'' رب العزت نے نبی ﷺ پر یہ واضح فرمایا کہ آپ کے دل میں قرآن مجید کے علم کے حصول کی جو حرص ہے، اس کے بھول جانے کا جو خوف ہے تو آپ کے سینے میں وحی کو محفوظ کر دینا اور دوسروں تک پہنچانے کے لیے آسانیاں فراہم کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ آپ ﷺ کی زبان سے اس قرآن کی وضاحت کروانے کی ہم ضمانت دیتے ہیں۔

(2) ان چار آیات میں آپ ﷺ کے لیے تین باتوں کی ذمہ داری لی گئی۔ (i) وحی کو آپ ﷺ کے سینے میں محفوظ کرنا۔ (ii) اس کی تلاوت کرانا۔ (iii) اس کی تفسیر کرانا۔

﴿فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ﴾

''تو جب ہم اس کو پڑھ چکیں تو آپ اُس کے پڑھنے کی پیروی کرو'' (18)

سوال: ﴿فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ﴾ کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ﴾ ''تو جب ہم اس کو پڑھ چکیں تو آپ اُس کے پڑھنے کی پیروی کرو'' یعنی جب ہم آپ کے سامنے سیدنا جبرائیل علیہ السلام سے اس وحی کی تلاوت کروائیں جو آپ کی طرف نازل کی جاتی ہے تو آپ ﷺ ان کی قرأت کی پیروی کریں یعنی خوب غور سے سنتے رہیں۔

(2) پھر جب وہ تلاوت مکمل کرلیں تو ہماری بتائی ہوئی قرأت کے مطابق پڑھیں۔

﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ﴾

''پھر یقیناً ہم ہی پر ہے اس کا بیان کرنا بھی''(19)

سوال: قرآنِ مجید کے معانی کا بیان اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ﴾ ''پھر یقیناً ہم ہی پر ہے اس کا بیان کرنا بھی'' یعنی وحی کو سمجھنے میں جو مشکل ہوگی اس کے معانی کا بیان ہمارے ذمے ہے۔

(2) رب العزت نے قرآن کے الفاظ اور معانی دونوں کی حفاظت کا وعدہ فرمایا۔ یہ حفاظت کا بلند ترین درجہ ہے۔

(3) نبی ﷺ نے اپنے رب کے احکامات پر عمل کیا۔ اس کے بعد جب سیدنا جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو آپ ﷺ خاموش رہتے اور پوری توجہ سے وحی کو سنتے۔ جب وہ قرأت سے فارغ ہو جاتے تو آپ ﷺ سیدنا جبرائیل علیہ السلام کے بتانے کے مطابق تلاوت کرتے۔

(4) اس آیت کریمہ میں علم حاصل کرنے کے لیے ادب سکھایا گیا ہے کہ معلم نے جس مسئلہ کو شروع کیا ہو، اس سے معلم کے فارغ ہونے سے پہلے طالب علم کو جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ جب وہ اس مسئلہ سے فارغ ہو جائے تو پھر طالب علم کو جو اشکال ہو اس کے بارے میں معلم سے سوال کرے۔ اسی طرح جب کلام کی ابتدا میں کوئی ایسی چیز ہو جس کو رد کرنا واجب ہو یا کوئی ایسی چیز جو مستحسن ہو تو اس کلام سے فارغ ہونے سے قبل اس کو رد یا قبول کرنے میں جلدی نہ کرے تاکہ اس میں جو حق یا باطل ہے وہ اچھی طرح واضح ہو جائے اور اسے اچھی طرح سمجھ لے تاکہ اس میں صواب کے پہلو سے کلام کر سکے۔ ان آیات کریمہ سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امت کے سامنے جس طرح قرآن کے الفاظ کو بیان فرمایا ہے، اسی طرح آپ ﷺ نے اس کے معانی کو بھی ان کے سامنے بیان فرمایا ہے۔ (تفسیر سعدی:3/2878)

(5) قرآنِ مجید کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان سے کی ہے۔ نبی ﷺ کی زبان سے، اُن کے عمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی جو وضاحت ہوتی ہے اُسے حدیث کہتے ہیں۔حدیث بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے اِلہام ہے۔حدیث کو ماننا اسی طرح ضروری ہے جس طرح قرآنِ مجید کو ماننا ضروری ہے۔

﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ﴾

''ہرگز نہیں! بلکہ تم جلد حاصل ہونے والی (دنیا) سے محبت رکھتے ہو''(20)

سوال: انسان کی غفلت کا سبب دنیا کی محبت ہے،اس کی وضاحت ﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ﴾ ''ہرگز نہیں! بلکہ تم جلد حاصل ہونے والی (دنیا) سے محبت رکھتے ہو''یعنی تمہاری غفلت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے منہ موڑنے کا سبب یہ ہے کہ تم جلد حاصل ہونے والی لذتوں اور شہوتوں کے حصول میں مصروف رہتے ہو،تم دنیا سے محبت کرتے ہو۔

(2) قیامت کو نہ ماننے اور حق کی مخالفت کا بنیادی سبب یہ ہے کہ لوگ دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں اور آخرت کو بھول جاتے ہیں۔

(3) تم دنیا کے لیے دن رات اس لیے بھاگ دوڑ کرتے ہو کہ تمہارے سامنے حقیقت بدل گئی ہے۔تم نے دنیا کو سب کچھ سمجھ لیا،تم بڑے خسارے میں رہے۔

(4) رب العزت نے فرمایا:﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (۱۶) وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (۱۷)﴾ ''بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔حالانکہ آخرت بہت بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔''(الاعلیٰ:16,17)

﴿وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ﴾

''اور تم آخرت کو چھوڑ دیتے ہو''(21)

سوال:﴿وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ﴾ ''اور تم آخرت کو چھوڑ دیتے ہو''تم نے آخرت کے لیے عمل کرنا چھوڑ دیا۔آخرت کی نعمتوں کے بارے میں تم نے غور ہی نہیں کیا۔گویا تمہارا ان میں کوئی حصہ ہی نہیں،گویا تم ان کے لیے پیدا ہی نہیں کیے گئے۔

(2) اگر تم نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہوتی اور تم نے ایک صاحب بصیرت اور عقل مند شخص کی طرح انجام پر غور کیا ہوتا تو تم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کامیاب ہوتے، ایسا نفع حاصل کرتے جس کے ساتھ خسارہ نہ ہوتا اور تمہیں ایسی فوز وفلاح حاصل ہوتی جس کی مصاحبت میں بدبختی نہیں ہوتی۔ (تفسیر سعدی:2879/3)

(3) سیدنا قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اکثر لوگوں نے جلد ملنے والی دنیا کو اختیار کر لیا مگر جس پر اللہ تعالیٰ نے رحم کیا اسے بچا لیا۔ (تفسیر مراغی:267/10)

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ﴾

''بعض چہرے اُس دن تروتازہ ہوں گے'' (22)

سوال: ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ﴾ ''بعض چہرے اُس دن تروتازہ ہوں گے'' رب العزت نے آخرت کو ترجیح دینے کی دعوت دی ہے کہ قیامت کے دن کئی چہرے حسین، بارونق اور خوب صورت ہوں گے کیونکہ ان کی روحیں دنیا میں ایمان اور عمل صالح کے نور سے چمکی ہوں گی۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ﴾ ''کئی چہرے اُس دن تروتازہ ہوں گے۔'' (الغاشیہ:8)

(3) چہروں کی رونق کا سبب ان کے اخلاق حسنہ، دلوں کا اطمینان اور روحوں کی لذت ہوگی۔

﴿اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾

''اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے'' (23)

سوال: ﴿اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ ''اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے'' یعنی وہ اپنے مرتبے کے مطابق اپنے رب کا دیدار کریں گے۔

(2) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی دشواری آتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول نہیں۔ پھر فرمایا: ''جس وقت بادل نہ ہوں کیا تمہیں سورج دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو پھر تم اسی طرح اپنے رب کا دیدار کرو گے۔'' (بخاری:7437، مسلم:451)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب جنت والے جنت میں چلے جائیں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ کیا تم مزید کچھ چاہتے ہو؟ وہ جنتی عرض کریں گے (اے اللہ) کیا تو نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟ کیا تو نے ہم کو دوزخ سے نجات نہیں دی؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' پھر اللہ تعالیٰ ان کے اور اپنے درمیان سے پردے اٹھا دے گا اور جنتی اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے تو ان کو اس دیدار سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہیں ہوگی۔'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَةٌ﴾ ''جن لوگوں نے نیکی کی انہی کے لیے نہایت اچھا بدلہ اور کچھ زیادہ ہے۔ (اور کچھ زیادہ سے رب تعالیٰ کا دیدار مراد ہے)۔'' (مسلم:450,449)

(4) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مومنوں پر (قیامت کے دن) مسکراتا ہوا تجلی فرمائے گا۔'' (مسلم:469)

(5) لوگ اپنے مرتبے کے مطابق رب العزت کا دیدار کریں گے۔ کچھ لوگ ہر صبح و شام کریں گے، کچھ لوگ ہر جمعہ ایک مرتبہ دیدار کریں گے۔ جب وہ اپنے رب کریم کے بے پناہ جمال والے کریم چہرے کا دیدار کریں گے تو ساری لذتیں بھول جائیں گے جو انہیں حاصل ہوں گی۔ انہیں دیدار سے ایسی لذت ملے گی جس کا الفاظ میں اظہار ممکن نہیں۔ ان کے چہرے خوب صورت اور بارونق ہوں گے اور ان میں اضافہ ہوتا ہی چلا جائے گا۔ یا ذالجلال والاکرام! ہم آپ سے سوال کرتے ہیں اس نظر کا جو تیرے چہرے کے دیدار کا شرف حاصل کرے، اس لذت کا جو ہمارے دل حاصل کریں، اس اطمینان اور رونق کا جو ہمارے چہروں کا مقدر بنے۔

﴿وَوُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ﴾

''اور کچھ چہرے اُس دن بگڑے ہوئے ہوں گے'' (24)

سوال: روز قیامت نافرمانوں کے چہرے سیاہ ہوں گے، اس کی وضاحت ﴿وَوُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَوُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ﴾ ''اور کچھ چہرے اُس دن بگڑے ہوئے ہوں گے'' قیامت کے دن کچھ چہرے اداس، سہمے ہوئے، بے رونق اور ذلیل ہوں گے۔

(2) اس دن نافرمانوں کے چہروں کا رنگ فق ہو جائے گا۔ انہیں یقین ہوگا کہ اب ایسی مصیبت آنے والی ہے جو کمر توڑ دے گی۔ وہ جہنم میں جھونکے جانے کے انتظار میں ہوں گے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ (٤٠) تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ (٤١) أُولَـٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ (٤٢)﴾ ''اور اُس دن کچھ چہروں پر خاک اُڑ رہی ہوگی۔ اُن پر سیاہی چھائی ہوئی ہوگی۔ یہی لوگ کافر، بدکردار ہیں۔'' (عبس: 40-42)

(3) سورہ آل عمران میں فرمایا: ﴿يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ (١٠٦) وَأَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللهِ ۖ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (١٠٧)﴾ ''جس دن کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے، تو وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے (اُن سے پوچھا جائے گا کہ) کیا تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا؟ تو اب عذاب چکھو اس وجہ سے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔ اور جن کے چہرے سفید ہوں گے، سو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہوں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔'' (آل عمران: 106، 107)

(4) ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ﴾ ''کئی چہرے اُس دن ذلیل ہوں گے۔'' (الغاشیۃ: 2)

﴿تَظُنُّ أَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ﴾

''گمان کر رہے ہوں گے کہ اُن کے ساتھ کمر توڑ معاملہ کیا جائے گا'' (25)

سوال: ﴿تَظُنُّ أَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿تَظُنُّ أَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ﴾ ''گمان کر رہے ہوں گے کہ اُن کے ساتھ کمر توڑ معاملہ کیا جائے گا'' یعنی جن کے چہرے بے رونق ہوں گے وہ یقین کر لیں گے کہ اب سخت عقوبت اور کمر توڑ برتاؤ ہونے والا ہے۔

(2) ان کے چہرے جہنم کے عذاب کے یقین کی وجہ سے اڑے ہوئے ہوں گے۔

﴿كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ﴾

''ہرگز نہیں! جب جان ہنسلیوں تک پہنچ جائے گی'' (26)

سوال: قریب المرگ شخص کے حالات سے کی گئی نصیحت کی وضاحت ﴿كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ﴾ ''ہرگز نہیں! جب جان ہنسلیوں تک پہنچ جائے گی'' اللہ رب العزت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قریب المرگ شخص کے حالات بیان کر کے اپنے بندوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ جب روح ہنسلی کی ہڈی یعنی حلق تک پہنچ جائے گی۔ التراقی سے مراد وہ ہڈیاں ہیں جنہوں نے سینے کا احاطہ کر رکھا ہے۔ اس وقت کی تکلیف کا اندازہ مرنے والا ہی کرتا ہے۔ یا ارحم الراحمین سکرات موت حق ہے۔ موت کی بے ہوشیوں میں بھی توحید پر قائم رکھنا۔

(2) اس وقت کا آنا یقینی ہے جب انسان ہر سبب تلاش کرتا ہے جس سے شفا مل جائے۔

﴿وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ﴾

''اور کہا جائے گا: ''کون ہے دم کرنے والا؟'' (27)

سوال: ﴿وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ﴾ ''اور کہا جائے گا: ''کون ہے دم کرنے والا؟'' کیونکہ اسباب عادیہ پر ان کی امیدیں منقطع ہو کر اسباب الٰہیہ پر لگ گئی ہیں مگر جب قضا و قدر کا فیصلہ آ جاتا ہے تو اس کو کوئی نہیں روک سکتا۔ (تفسیر سعدی: 2880/3)

(2) ﴿فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ (۸۳) وَاَنْتُمْ حِيْنَىِٕذٍ تَنْظُرُوْنَ (۸۴)﴾ ''پھر کیوں نہیں! جب جان حلق تک پہنچ جاتی ہے۔ اور تم اُس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو۔'' (الواقعہ: 84,83)

(3) ثابت بنانی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ثابت نے کہا: ابو حمزہ! (سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی کنیت) میری طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر کیوں نہ میں تم پر وہ دعا پڑھ کر دم کر دوں جسے رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ ثابت نے کہا کہ ضرور کیجیے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ان پر یہ دعا پڑھ کر دم کیا: ﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاْسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا﴾ اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کر دینے والے! شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں، ایسی شفا عطا فرما کہ بیماری بالکل باقی نہ رہے۔ (بخاری: 5742)

(4) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چند صحابہ در حالت سفر عرب کے ایک قبیلہ پر گزرے۔ قبیلہ والوں نے ان کی ضیافت نہیں کی۔ کچھ دیر بعد اس قبیلے کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا، اب قبیلہ والوں نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا: آپ لوگوں کے پاس کوئی دوا یا کوئی جھاڑنے والا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: تم لوگوں نے ہمیں مہمان نہیں بنایا اور اب ہم اس وقت تک دم نہیں کریں گے جب تک کہ تم ہمارے لیے اس کی مزدوری نہ مقرر کر دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے چند بکریاں دینی منظور کر لیں پھر (سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ) سورہ فاتحہ پڑھنے لگے اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس پر دم کرنے میں منہ کا تھوک بھی اس جگہ پر ڈالنے لگے۔اس سے وہ شخص اچھا ہو گیا چنانچہ قبیلہ والے بکریاں لے کر آئے لیکن صحابہ نے کہا: جب تک ہم نبی کریم ﷺ سے نہ پوچھ لیں یہ بکریاں نہیں لے سکتے ۔ پھر جب نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ سورہ فاتحہ سے دم بھی کیا جا سکتا ہے،ان بکریوں کو لے لو اور اس میں میرا بھی حصہ لگاؤ۔(بخاری:5736)

(5)سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مرض الوفات میں اپنے اوپر معوذات (سورہ الفلق والناس اور سورہ اخلاص) کا دم کیا کرتے تھے پھر جب آپ ﷺ کے لئے دشوار ہو گیا تو میں ان کا دم آپ پر کیا کرتی تھی اور برکت کے لئے نبی ﷺ کا ہاتھ آپ کے جسم مبارک پر پھیر لیتی تھی۔پھر راوی نے اس کے متعلق پوچھا کہ نبی ﷺ کس طرح دم کرتے تھے،انہوں نے بتایا کہ اپنے ہاتھ پر دم کر کے ہاتھ کو چہرے پر پھیرا کرتے تھے۔(بخاری:5735)

(6)سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مریض کے لئے (کلمے کی انگلی زمین پر لگا کر) یہ دعا پڑھتے تھے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى بِهٖ سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا﴾ ''اللہ تعالیٰ کے نام کی مدد سے ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ تا کہ ہمارا مریض شفاء پائے ہمارے رب کے حکم سے۔''(بخاری:5745)

(7)سیدنا عثمان بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درد کی شکایت کی جسے وہ اپنے جسم میں اسلام لانے کے وقت سے محسوس کرتے تھے۔تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اپنا ہاتھ اس جگہ رکھو جہاں تم اپنے جسم سے درد محسوس کرتے ہو اور تین مرتبہ بسم اللہ کہو اور سات مرتبہ کہو ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ﴾ ''میں اللہ کی ذات اور قدرت سے ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جسے میں محسوس کرتا ہوں اور جس سے خوف کھاتا ہوں۔''(مسلم:5737)

(8)سیدنا بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے۔ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے دم میرے سامنے پیش کرو اور ایسے دم میں کوئی حرج نہیں جس میں شرک نہ ہو۔''(مسلم:5732)

(9)سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دس آدمیوں پر مشتمل ایک وفد بیعت کے لیے حاضر ہوا،آپ نے ان میں سے نو سے بیعت لے لی مگر ایک سے بیعت نہ لی۔انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے نو آدمیوں سے بیعت لے لی اور ایک کو چھوڑ دیا؟ آپ نے فرمایا: ''اس نے تعویذ پہنا ہوا ہے۔''اس نے اپنا ہاتھ ڈال کر تعویذ کاٹ ڈالا،تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے بھی بیعت لے لی،نیز فرمایا: ''جس نے تعویذ لٹکایا اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے شرک کیا۔" (مسند احمد:17432)

﴿وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ﴾

"اور وہ یقین کرے گا کہ یقیناً اب جدائی کا وقت ہے" (28)

سوال: ﴿وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ﴾ "اور وہ یقین کرے گا کہ یقیناً اب جدائی کا وقت ہے" یعنی جب روح کھینچ کر حلق میں آ کر اٹک جائے گی تو یقین آ جائے گا کہ جدائی کا وقت ہے اپنے گھر والوں سے، مال اور اولاد سے جدائی کا۔

(2) کیونکہ موت کو کوئی روک نہیں سکتا اس لیے جدائی کا یقین آ جائے گا۔

﴿وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ﴾

"اور پنڈلی سے پنڈلی جڑ جائے گی" (29)

سوال: پنڈلی پر پنڈلی لپٹ جانے کی وضاحت ﴿وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ﴾ "اور پنڈلی سے پنڈلی جڑ جائے گی" یعنی تمام سختیاں جمع ہو کر لپٹ جائیں گی، معاملہ بہت بڑا اور کرب بہت سخت ہو جائے گا، خواہش ہو گی کہ بدن سے روح نکل جائے جو اس سے لپٹی ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہے۔ (تفسیر سعدی:2880/3)

(2) یعنی آخرت اور دنیا دونوں مل جاتے ہیں۔ دنیا کی آخری گھڑی اور آخرت کی پہلی گھڑی ہوتی ہے جس کی وجہ سے حسرت پر حسرت اور غم پر غم بڑھ جاتا ہے مگر جس پر رحمٰن اپنا فضل فرمائے یا خود شدت موت سے مرنے والے کی ٹانگ پر ٹانگ چڑھ جاتی ہے یا ٹانگوں سے بھی جان نکل جاتی ہے اور ٹانگیں مرنے والے کو اٹھا نہیں سکتیں۔ یہی وہ ٹانگیں تھیں جن سے کبھی بھاگا بھاگا پھرتا تھا یا کفن میں دونوں ٹانگیں ملا کر لپیٹ دی جاتی ہیں۔ یا دو کام جمع ہو جاتے ہیں ادھر عزیز نہلا دھلا کر قبر میں اتار رہے ہیں اور ادھر فرشتے روح کو لے کر آسمان پر چڑھ رہے ہیں۔ (مختصر ابن کثیر:2188/2)

﴿اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمَسَاقُ﴾

"اُس دن تیرے رب کی طرف روانگی ہے" (30)

سوال: ﴿اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمَسَاقُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمَسَاقُ﴾ "اُس دن تیرے رب کی طرف روانگی ہے" یعنی اب رب ہی کے پاس

ع 1 29 17

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانا ہے۔فرشتے روح کو لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کو زمین میں لوٹا دو۔میں نے مٹی سے اسے پیدا کیا، مٹی میں ہی لوٹاؤں گا اور دوسری بار پیدا کروں گا۔جیسا کہ فرمایا:﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ﴾ ''اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ تم پر نگہبان بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی ایک پر موت آتی ہے، ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اس کو قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔'' (الانعام:61)

(2) پس روح کو اللہ تعالیٰ کے پاس لے جایا جائے گا تاکہ وہ اسے اعمال کی جزا دے اور اس کے کرتوتوں کا اعتراف کرائے۔یہ زجر و توبیخ جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے دلوں کو اس منزل کی طرف لے جاتی ہے جن میں اس کی نجات ہے اور ان امور سے روکتی ہے جن میں اس کی ہلاکت ہے مگر وہ معاند حق جسے آیات کوئی فائدہ نہیں دیتیں، وہ اپنی گمراہی، کفر اور عناد پر جما رہتا ہے۔(تفسیر سعدی:2880/3)

﴿فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى﴾

''سو نہ اُس نے سچ مانا اور نہ نماز پڑھی'' (31)

سوال:﴿فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَلَا صَدَّقَ﴾ ''سو نہ اُس نے سچ مانا'' یعنی اے انسان جو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کر سکے گا نہ تو نے اللہ تعالیٰ کی تصدیق کی، نہ اس کے فرشتوں کی، نہ اس کی کتابوں کی، نہ اس کے رسولوں کی، نہ آخرت کے دن کی، نہ ہی اس کی اچھی اور بری تقدیر کی۔

(2)﴿وَلَا صَلّٰى﴾ ''اور نہ نماز پڑھی'' اور نہ اس نے اپنے رب کے لیے نماز پڑھی جو اس پر فرض تھی۔(تفسیر منیر:295/15)

(3) نہ وہ اپنے دل سے ایمان لایا اور نہ اس نے اپنے بدن کے عمل سے تصدیق کی۔(تفسیر قرطبی:84/10)

(4) اس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تصدیق نہیں کی اور اپنے اوپر عائد فرض نماز نہیں پڑھی۔

﴿وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى﴾

''بلکہ اُس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا'' (32)

سوال:﴿وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى﴾ کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَلٰكِنْ كَذَّبَ﴾''بلکہ اُس نے جھٹلایا''یعنی اس نے حق کی تصدیق کی بجائے تکذیب کی۔

(2)﴿وَتَوَلّٰى﴾''اور منہ پھیرا''یعنی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے پیٹھ پھیر لی۔(جامع البیان:210/29)

(3)اس نے نماز، زکوٰۃ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ہدایت حاصل کرنے سے منہ پھیرا۔(الاساس:6270/11)

﴿ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى﴾

''پھر اکڑتا ہوا اپنے گھر والوں کی طرف چلا گیا''(33)

سوال:﴿ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى﴾کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى﴾''پھر اکڑتا ہوا اپنے گھر والوں کی طرف چلا گیا''یعنی دنیا میں اس کا حصہ اتنا ہے کہ وہ اپنے رب سے بے خوف ہے، حق کو جھٹلانے پر دلیر ہے۔نیک اعمال سے دور بھاگتا ہوا، اکڑتا، اتراتا ہوا گھر پہنچ جاتا تھا۔

(2)رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا﴾''بلاشبہ وہ اپنے گھر والوں میں خوش تھا۔''(الانشقاق:13)

(3)﴿وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فٰكِهِيْنَ﴾''اور جب وہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس آتے تو مزے لیتے ہوئے واپس آتے تھے۔''(المطففین:31)

﴿اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى﴾

''تیرے لیے یہی لائق ہے، پھر یہی لائق ہے''(34)

سوال:حق کو جھٹلانے اور اس سے منہ موڑنے والے کو جو وعید دی گئی ہے، اس کی وضاحت﴿اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى﴾''تیرے لیے یہی لائق ہے، پھر یہی لائق ہے''اس کلمے کی اصل یہ ہے''اَوْلَاكَ اللّٰهُ مَا تَكْرَهُ''اللہ تجھے ایسی چیز سے دوچار کرے جو تجھے ناپسند ہو۔

(2)یعنی تیری زندگی، موت، تہی دامنی اور محرومی پر افسوس ہے۔اترانے والے، جھٹلانے والے کے لیے زبردست ڈراوا ہے۔

(3)رب العزت نے فرمایا:﴿كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ﴾''سو تم تھوڑا سا کھالو اور فائدہ اُٹھالو، بلاشبہ تم ہی مجرم ہو۔''(المرسلات:46)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى﴾

''پھر تیرے لیے یہی لائق ہے، پھر یہی لائق ہے''(35)

سوال: ﴿ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى﴾ ''پھر تیرے لیے یہی لائق ہے، پھر یہی لائق ہے'' سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیات: ﴿اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى(۳۵) ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى(۳۶)﴾ (القیامہ:35-36) ان کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ الفاظ ابوجہل سے فرمائے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں قرآن مجید میں نازل فرما دیا۔ (سنن نسائی:11638)

(2) ان آیات میں یہ احکام اور ان کی تکرار وعید اور ڈراوے کے لیے ہیں۔

﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى﴾

''کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اُسے یونہی بغیر پوچھے چھوڑ دیا جائے گا؟''(36)

سوال: موت کے بعد کی زندگی برحق ہے، اس کی وضاحت ﴿اَيَحْسَبُ...سُدًى﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى﴾ ''کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اُسے یونہی بغیر پوچھے چھوڑ دیا جائے گا؟'' یعنی کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے دنیا میں یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا، نہ اسے نیکی کا حکم دیا جائے گا، نہ برائی سے روکا جائے گا اور آخرت میں اس کے اعمال کا حساب نہیں لیا جائے گا۔ نہ اسے ثواب دیا جائے گا، نہ عذاب میں مبتلا کیا جائے گا، تو یہ اللہ تعالیٰ کے عدل اور حکمت کے خلاف ہے۔ مومن اور کافر، اطاعت گزار اور نافرمان برابر نہیں ہو سکتے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى﴾ ''یقیناً قیامت آنے والی ہے، قریب ہے کہ میں اُسے چھپاؤں تاکہ ہر شخص کو اس کا بدلہ دیا جائے جو اس نے کوشش کی۔'' (طٰہٰ:15)

(3)﴿اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ﴾ ''کیا ہم اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے زمین میں فساد پھیلانے والوں کی طرح کر دیں؟ کیا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں جیسا کر دیں؟'' (ص:28)

(4) یقیناً اسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ دنیا میں بھی اسے شریعت کی پابندی کرنی ہوگی اور آخرت میں اعمال کی جواب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دہی کرنی ہوگی۔موت کے بعد کی زندگی برحق ہے۔

﴿اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی﴾

''کیا وہ منی کا قطرہ نہ تھا جو گرایا جاتا ہے؟''(37)

سوال: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کی اصل کا احساس کیسے دلایا ہے، اس کی وضاحت ﴿اَلَمْ ... یُّمْنٰی﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: ﴿اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی﴾ ''کیا وہ منی کا قطرہ نہ تھا جو گرایا جاتا ہے؟'' اللہ رب العزت نے انسان کو اس کی تخلیق یاد دلائی ہے کہ انسان جو اپنے رب سے بے پروا ہو جاتا ہے، اکڑتا ہے اور اپنے آپ کو جواب دہ نہیں سمجھتا، وہ غور تو کرے حقیر پانی کا کمزور نطفہ ہی تو تھا جو ماں کے رحم میں ڈالا گیا۔نہ اس میں زندگی تھی اور نہ کوئی حقیقت۔

﴿ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰی﴾

''پھر وہ جما ہوا خون بنا پھر اُس نے پیدا کیا اور پھر درست بنا دیا''(38)

سوال: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کی پیدائش سے پہلے کن مراحل سے گزارا، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ ... فَسَوّٰی﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً﴾ ''پھر وہ جما ہوا خون بنا'' اللہ رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ نطفے کو اس نے علقہ خون کا لوتھڑا بنایا۔

(2) ﴿فَخَلَقَ فَسَوّٰی﴾ ''پھر اُس نے پیدا کیا اور پھر درست بنا دیا'' پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو کتنے مراحل سے گزار کر اس کی تخلیق کی، بے شکل کی بوٹی کو شکل بھی دی۔اس کے وجود کو ہڈیوں کے ڈھانچے پر سیدھا کھڑا کیا اور اسے شکل وصورت والا بنایا پھر اس میں روح پھونکی اور صحیح سالم انسان کی صورت میں دنیا میں بھیج دیا۔

﴿فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰی﴾

''پھر اُس نے اس سے مرد اور عورت کی دو قسمیں بنائیں''(39)

سوال: انسان کی جوڑا جوڑا تخلیق کی حکمت کو ﴿فَجَعَلَ ... وَالْاُنْثٰی﴾ کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: ﴿فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی﴾ ''پھر اُس نے اس سے مرد اور عورت کی دو قسمیں بنائیں'' یعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مرد اور عورت کی صورت میں دنیا میں بھیجا تا کہ نسل انسانی کا سلسلہ جاری رہے۔

ع 2 10 18

﴿اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْـِۧيَ الْمَوْتٰى﴾

''کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ مردوں کو زندہ کرے؟'' (40)

سوال: اللہ تعالیٰ نے موت کے بعد دوبارہ پیدا کرنے کے لئے کیا دلیل دی ہے، اس کی وضاحت ﴿اَلَيْسَ ---الْمَوْتٰى﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْـِۧيَ الْمَوْتٰى﴾ ''کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ مردوں کو زندہ کرے'' اللہ رب العزت نے اپنی بے مثال کاریگری یعنی پانی کے ایک قطرے سے جیتا جاگتا، چلتا پھرتا صحیح سالم انسان بنانے سے یہ دلیل دی ہے کہ کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ وہ اسی انسان کو فنا کرے پھر دوبارہ اپنے مقررہ وقت پر پیدا فرما دے۔

(2) جب اس نے ایک بے بنیاد چیز کو جیتا جاگتا انسان بنا دیا تو انسان کو فنا کر کے دوبارہ بنا دینا تو بہت ہی آسان ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ ''اور وہی ہے جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے، پھر وہی اُس کا اِعادہ کرے گا اور وہ اُس پر آسان ترین ہے۔'' (الروم:27)

(3) موسیٰ بن ابی عائشہ کہتے ہیں: ایک صاحب اپنی چھت پر نماز پڑھا کرتے تھے، جب وہ آیت کریمہ ﴿اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْـِۧيَ الْمَوْتٰى﴾ (القیامہ:40) پر پہنچتے تو ﴿سُبْحَانَكَ فَبَلٰى﴾ کہتے پھر روتے، لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا: میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ (ابوداؤد:884)

(4) جب رسول اللہ ﷺ سورہ القیامہ ختم کرتے تو ﴿سُبْحَانَكَ وَبَلٰى﴾ پڑھتے۔ (مختصر ابن کثیر:2/2160)

اٰیَاتُھَا 31	76 - سُوْرَةُ الدَّھْرِ مَدَنِيَّةٌ - 98	رُکُوْعَاتُھَا 2

سوال 1: سورہ الدھر کہاں نازل ہوئی؟ اس کے کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: سورہ الدھر مکہ میں نازل ہوئی۔ اس میں دو رکوع اور 31 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 76 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 98 ہے۔

سوال 3: سورہ الدھر کی کیا فضیلت ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن صبح کی نماز کی پہلی رکعت میں الم تنزیل السجدہ اور دوسری میں سورہ الدھر پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم: 2035)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا﴾

"کیا انسان پر زمانے میں سے کوئی وقت ایسا بھی آیا ہے جب وہ قابلِ ذکر چیز ہی نہ تھا؟" (1)

سوال: اللہ تعالیٰ نے انسان کو عدم سے وجود بخشا، اس کی وضاحت ﴿هَلْ ... مَّذْكُوْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا﴾ "کیا انسان پر زمانے میں سے کوئی وقت ایسا بھی آیا ہے جب وہ قابلِ ذکر چیز ہی نہ تھا" انسان کی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے رب العزت نے فرمایا کہ تمہارے وجود میں آنے سے پہلے ایک طویل زمانہ گزرا ہے جب تمہارا نام ونشان بھی نہ تھا بلکہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہیں تھے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا (٦٧) فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا (٦٨)﴾ "اور کیا انسان یاد نہیں کرتا کہ یقیناً ہم نے اس سے پہلے بھی اسے پیدا کیا تھا حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا؟ پس آپ کے رب کی قسم! ہم ان سب کو شیاطین سمیت ضرور اکٹھا کریں گے پھر ہم ضرور انہیں جہنم کے گرد گھٹنوں کے بل گرے ہوئے حاضر کریں گے۔" (مریم: 68,67)

﴿اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾

"ہم نے انسان کو بلاشبہ ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ ہم اسے آزمائیں، سو ہم نے اُس کو خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا بنایا" (2)

سوال: انسان کی پیدائش کی حکمت ﴿اِنَّا خَلَقْنَا ... بَصِيْرًا﴾ کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ﴾ "ہم نے انسان کو بلاشبہ ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا" یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا آغاز مرد اور عورت کے پانی سے کیا۔

(2) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مرد کا پانی سفید، گاڑھا اور عورت کا پانی پتلا زرد ہوتا ہے، ان میں سے جو غالب آجائے یا سبقت کر جائے اسی سے (بچے کی) مشابہت ہوتی ہے۔" (مسلم: 710)

(3) ﴿نَّبْتَلِيْهِ﴾ "تاکہ ہم اسے آزمائیں" ہم اس کے ذریعے سے اس کو آزماتے ہیں تاکہ ہم جان لیں کہ آیا وہ اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی حالت کو چشم بصیرت سے دیکھ اور اس کو سمجھ سکتا ہے یا اس کو بھول جاتا ہے اور اس کو اس کے نفس نے فریب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ (تفسیر سعدی:3/2881,2882)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ ''تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے۔'' (الملک:2)

(5) ﴿فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا﴾ ''سو ہم نے اُس کو خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا بنایا'' انسان کو کان اور آنکھیں اس لیے عطا کیں کہ امتحان کا مقصد پورا ہو، وہ کانوں سے حق کی دعوت سنے اور آنکھوں سے دیکھ بھال کر حق کا راستہ اختیار کرے۔ یعنی ان دونوں قوتوں سے برائی اور بھلائی میں فرق کر سکے۔

﴿اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا﴾

''بلاشبہ ہم نے اُس کو راستہ دِکھا دیا خواہ وہ شکر کرنے والا ہو یا ناشکرا'' (3)

سوال: اللہ تعالیٰ نے انسان کو حق کا راستہ کھول کر دکھا دیا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّا... كَفُوْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ﴾ ''بلاشبہ ہم نے اُس کو راستہ دِکھا دیا'' یعنی ہم نے حق کا راستہ کھول کر دکھا دیا۔ اب ہدایت اور گمراہی، خیر اور شر کا راستہ واضح ہو گیا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ﴾ ''اور ہم نے اُس کو دو راستے بتا دیے ہیں۔'' (البلد:10) اس مقصد کے لیے رب العزت نے رسول بھیجے، کتابیں بھیجیں اور وہ راستہ دکھایا جو سیدھا اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچتا ہے۔

(2) رب العزت نے راستہ واضح بھی کیا، اس کی رغبت بھی دلائی اور ان نعمتوں کے بارے میں واضح فرمایا جو اسے رب کے پاس پہنچنے پر حاصل ہوں گی۔

(3) رب العزت نے اس راستے سے بھی خبردار کیا ہے جو ہلاکت کے گھر تک پہنچاتا ہے اور اس سے ڈرایا ہے کہ اگر اس راستے پر چلو گے تو کیا سزا ملے گی۔

(4) جیسا کہ قوم ثمود کے بارے میں فرمایا: ﴿وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ ''اور جو ثمود تھے تو ہم نے اُنہیں ہدایت کا راستہ دکھا دیا پھر انہوں نے ہدایت پر اندھے رہنے کو پسند کیا تو اُن کو رسوائی کے عذاب کی کڑک نے پکڑ لیا، اُس کی وجہ سے جو وہ کمایا کرتے تھے۔'' (فصلت:17)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا﴾ ''خواہ وہ شکر کرنے والا ہو یا ناشکرا'' اللہ رب العزت نے یہ واضح فرمایا کہ کیسے ہدایت پانے کے بعد بندے دو قسموں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ اول: اس نعمت پر شکر ادا کرنے والا بندہ جس سے اللہ تعالیٰ نے اس کو بہرہ مند کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان حقوق کو ادا کرنے والا جن کی ذمہ داری کا بوجھ اللہ تعالیٰ نے اس پر ڈالا ہے۔ ثانی: نعمتوں کی ناشکری کرنے والا، اللہ تعالیٰ نے اس کو دینی اور دنیاوی نعمتوں سے بہرہ مند کیا مگر اس نے ان نعمتوں کو ٹھکرا دیا اور اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور اس راستے پر چل نکلا جو ہلاکت کی گھاٹیوں میں لے جاتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2885/3)

(6)﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ ''اور آپ کہہ دیں تمہارے رب کی جناب سے یہی حق ہے پھر جو چاہے سو وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے سو وہ کفر کرے۔'' (الکھف:29)

(7) نبی ﷺ نے فرمایا: ''صبح صبح ہر شخص اپنا نفس فروخت کرتا ہے پھر یا تو اسے تباہ کر ڈالتا ہے، یا آزاد کرا لیتا ہے۔'' (مسلم:223) یعنی یہ اس کے اعمال ہیں جن سے وہ تباہ بھی ہوتا ہے اور جہنم سے آزاد بھی ہوتا ہے۔

﴿اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا﴾

''یقیناً ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے'' (4)

سوال: کافروں کے انجام کی وضاحت ﴿اِنَّآ ۔۔۔ وَّسَعِيْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ﴾ ''یقیناً ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں تیار کر رکھی ہے'' اللہ رب العزت نے ان لوگوں کے انجام کے بارے میں واضح فرمایا ہے جنہوں نے کفر کیا اور نافرمانی کی اور ان کے لیے جہنم کی آگ کی زنجیریں تیار ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: ﴿ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ﴾ ''پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر ہاتھ ہے اس کو جکڑ دو۔'' (الحاقۃ:32)

(2)﴿وَاَغْلٰلًا﴾ ''اور طوق'' یعنی وہ طوق جن کے ذریعے ان کے ہاتھوں اور ان کی گردنوں کو ایک ساتھ باندھ کر انہیں جکڑ دیا جائے گا جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ يُسْحَبُوْنَ (٧١) فِي الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ (٧٢)﴾ ''جب طوق اور زنجیریں اُن کی گردنوں میں ہوں گے، وہ گھسیٹے جا رہے ہوں گے۔ کھولتے ہوئے پانی میں، پھر وہ آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔'' (مومن:72,71)

(3)﴿وَّسَعِيْرًا﴾ ''اور بھڑکتی ہوئی آگ'' جہنم کی آگ لوگوں کے ساتھ بھڑکے گی اور ان کے بدنوں کو جلا دے گی جیسا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِیْزًا حَكِیْمًا﴾ ''بلاشبہ جن لوگوں نے ہماری آیات کا کفر کیا بہت جلد ہم انہیں آگ میں ڈالیں گے، جب کبھی ان کی کھالیں گل سڑ جائیں گی تو ہم انہیں اس کے علاوہ کھالیں بدل دیں گے تا کہ وہ عذاب چکھیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔'' (النساء:56)

﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا﴾

''یقیناً نیک لوگ ایسے ساغر سے پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی'' (5)

سوال: خوش نصیب لوگوں کا استقبال کیسے ہوگا، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ... كَافُوْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) خوش نصیب لوگوں کے استقبال کے بارے میں رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ﴾ ''یقیناً نیک لوگ'' یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرماں بردار، اپنے ایمان، اقوال، اور احوال میں سچے لوگ۔ (ایسر التفاسیر:1706)

(2) وہ جن لوگوں کے دل نیک ہیں کیونکہ ان کے اندر اللہ تعالیٰ کی معرفت، اس کی محبت اور اخلاق جمیلہ ہیں۔ پس اس سبب سے ان کے اعمال بھی نیک ہیں انہوں نے ان کو نیک اعمال میں استعمال کیا ہے۔ (تفسیر سعدی:3/2883,2884)

(3) ابرار سے مراد سچے اور مقرب لوگ ہیں اور وہ صدیقین ہیں۔ (قرطبی:19/93)

(4)﴿یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا﴾ ''ایسے ساغر سے پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی'' خوش نصیب لوگوں کا استقبال کیسے ہوگا؟ ان کی تواضع جس مشروب سے کی جائے گی اس میں کافور کی آمیزش ہوگی تا کہ وہ اس کی گرمی کو ختم کر کے ٹھنڈا کر دے۔ یہ کافور انتہائی لذیز ہوگا۔ دنیا کے کافور سے مختلف ہوگا۔

﴿عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا﴾

''ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے بندے پئیں گے وہ بہالے جائیں گے اس کو، خوب بہا کر لے جانا'' (6)

سوال:﴿عَیْنًا... تَفْجِیْرًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا﴾ ''ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے بندے پئیں گے وہ بہالے جائیں گے اس کو، خوب بہا کر لے جانا'' یعنی اللہ تعالیٰ کے بندے شراب پئیں گے اس کے ختم ہونے کا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اندیشہ نہیں ہوگا۔ ہمیشہ جاری رہنے والا چشمہ ہوگا۔

(2) پانی اور شراب پینے کے لیے انہیں دریا پر جانا نہیں پڑے گا بلکہ ان کے محلات کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی۔ وہ جس طرف چاہیں گے نہریں نکال لیں گے کبھی باغات کی طرف، کبھی محلات کے اندرونی حصوں کی طرف لے جائیں گے

﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾

''جو اپنی نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس کی آفت بہت زیادہ پھیل جانے والی ہے'' (7)

سوال: نیک لوگوں کے اعمال کی وضاحت ﴿يُوفُونَ... مُسْتَطِيرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ﴾ ''جو اپنی نذر پوری کرتے ہیں'' نعمتوں سے کلام کا رخ نیک لوگوں کے افضل اعمال کی طرف موڑ دیا گیا۔ ان کے کاموں اور نعمتوں کی رغبت دلانے کے لیے۔

(2) یعنی وہ دنیا میں اطاعت کے کام نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ و صدقات اپنے رب کی قربت کے لیے انجام دیتے تھے اور نذروں اور معاہدوں کو اپنے اوپر لازم کر لیتے تھے۔ (ایسر التفاسیر: 1708،1707)

(3) نذر کسی پر واجب نہیں ہوتی الاّ یہ کہ کوئی ایسا کام خود اپنے آپ پر واجب کر لے۔ تو جو نذروں کو پورا کرتے رہے وہ فرائض کو بدرجہ اولیٰ پورا کرتے ہوں گے۔

(4) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نذر انسان کو کوئی ایسی چیز نہیں دیتی جو اس کے مقدر میں نہ ہو، البتہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے بخیل سے اس کا مال نکلواتا ہے اور اس طرح وہ چیزیں صدقہ کر دیتا ہے جس کی اس سے امید نہیں کی جا سکتی تھی۔'' (بخاری: 6694)

(5) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف کروں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو۔ (بخاری: 6697)

(6) سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نذر کے بارے میں پوچھا جو ان کی والدہ کے ذمہ باقی تھی اور ان کی موت نذر پوری کرنے سے پہلے ہو گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا فتویٰ دیا: ''وہ اپنی ماں کی طرف سے نذر پوری کر دیں۔'' چنانچہ بعد میں یہی طریقہ مسنون قرار پایا۔ (بخاری: 6698)

(7) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ میری بہن نے نذر مانی تھی کہ حج کریں گی لیکن اب ان کا انتقال ہو چکا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر ان پر کوئی قرض ہوتا کیا تم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے ادا کرتے؟'' انہوں نے عرض کی ضرور ادا کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اللہ تعالیٰ کا قرض بھی ادا کرو کیونکہ وہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔'' (بخاری:6699)

(8) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص کو کھڑے دیکھا۔ نبی ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابواسرائیل نامی ہیں۔ انہوں نے نذر مانی ہے کہ کھڑے ہی رہیں گے، بیٹھیں گے نہیں، نہ کسی چیز کے سایہ میں بیٹھیں گے اور نہ کسی سے بات چیت کریں گے اور روزہ رکھیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان سے کہو کہ بات کریں، سایہ کے نیچے بیٹھیں اٹھیں اور اپنا روزہ پورا کرلیں۔'' (بخاری:6704)

(9) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا نبی کریم ﷺ کعبہ کے پاس سے گزرے تو کعبہ کا ایک شخص اس طرح طواف کر رہا تھا کہ دوسرا شخص اس کے ناک میں رسی باندھ کر اس کے آگے سے اس کی راہ نمائی کر رہا تھا۔ نبی ﷺ نے وہ رسی اپنے ہاتھ سے کاٹ دی پھر حکم دیا: ''ہاتھ سے اس کی راہ نمائی کرو۔'' (بخاری:6703)

(10) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''معصیت میں نذر کا مکمل کرنا درست نہیں اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔'' (ابوداؤد:3290)

(11) ﴿ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ ''پھر چاہیے کہ وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اس قدیم گھر کا خوب طواف کریں۔'' (الحج:29)

(12) سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، اس کے بعد ان کا جو اس کے قریب ہوں گے، اس کے بعد وہ جو اس کے قریب ہوں'' عمران نے بیان کیا: مجھے یاد نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانے کے بعد دو کا ذکر کیا تھا یا تین کا۔ فرمایا: ''پھر ایک ایسی قوم آئے گی جو نذر مانے گی اور اسے پورا نہیں کرے گی، خیانت کرے گی اور ان پر اعتماد نہیں رہے گا، وہ گواہی دینے کے لیے تیار رہیں گے جبکہ ان سے گواہی کے لیے کہا بھی نہیں جائے گا اور ان میں موٹاپا عام ہو جائے گا۔'' (صحیح بخاری:6695)

(13) ﴿وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا﴾ ''اور اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس کی آفت بہت زیادہ پھیل جانے والی ہے'' نیک لوگوں کے اعمال کے پیچھے جو ذہن کام کرتا ہے اس کی وضاحت ہے کہ وہ اس دن کا خوف رکھتے تھے جس کی برائی ہمہ گیر ہے۔ انہیں خوف تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کے وقت انہیں کوئی برائی نہ پہنچ جائے اس لیے انہوں نے ہر وہ راستہ چھوڑ دیا جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی تک پہنچانے والا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(14) مُسْتَطِیْرًا (مادہ۔ ط ی ر) بمعنی چار سو پھیلی ہوئی آفت۔ پوری پوری فضا کو متاثر کرنے والی تکلیف اور مصیبت۔ جس دن سورج بالکل زمین کے قریب لے آیا جائے گا اور حرارت اور گھبراہٹ کے مارے لوگوں کا برا حال ہوگا۔ اس دن کے شر سے وہی لوگ محفوظ رہیں گے جو پہلے ہی اس دن کے شر سے ڈر کر اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بن کر رہے ہوں گے۔ (تیسیر القرآن: 568/4)

﴿وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا﴾

اور وہ باجود اس (کھانے) کی محبت کے مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں'' (8)

سوال: مومن کا مال اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے ہے، اس کی وضاحت ﴿وَیُطْعِمُوْنَ...وَّاَسِیْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا﴾ ''اور وہ باجود اس (کھانے) کی محبت کے مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں'' جنت کی لذتیں ان کے لیے ہیں جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے اس کی محبت میں ضرورت مندوں پر لگاتے ہیں۔ (2) وہ مال کی محبت کے باوجود مستحق اور ضرورت مندوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

(3) وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنے نفس کی محبت پر مقدم رکھتے ہیں اور مال کو اس کے راستے میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ ''اور مال دے اس کی محبت کے باوجود رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں اور غلاموں کو چھڑانے میں اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں جب وہ عہد کریں اور تنگ دستی، تکلیف اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہوں، یہی لوگ ہیں جنھوں نے سچ کہا اور یہی متقی لوگ ہیں۔'' (البقرۃ: 177)

(4) اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی کو نیکی کا اعلیٰ مقام نصیب نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنا محبوب مال اس کے راستے میں خرچ نہ کرے۔ (5) ابن منذر نے ابن جریر سے ﴿وَّاَسِیْرًا﴾ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ مسلمانوں میں سے کسی کو قید نہیں کیا کرتے تھے لیکن یہ آیت کافروں کے قیدیوں کے بارے نازل ہوئی ہے۔ کافر عذاب میں ان کو قید کر لیا کرتے تھے تو رسول اکرم ﷺ ان کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ (تفسیر ابن عباس: 439/3) (تفسیر قرطبی: 130/19)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6)﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (۱۱) وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ (۱۲) فَكُّ رَقَبَةٍ (۱۳) اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ (۱۴) يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ (۱۵) اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ (۱۶)﴾ ''سو وہ دشوار گزار گھاٹی میں داخل نہیں ہوا۔ اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ دشوار گزار گھاٹی؟ کسی گردن کا چھڑانا۔ یا بھوک والے دن کھانا کھلانا۔ کسی رشتہ دار یتیم کو۔ یا خاک نشین محتاج کو۔'' (البلد:11-16)

(7) سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ اندھے تھے اس لیے اپنے مصلّٰی سے دروازے تک ایک دھاگا باندھ رکھا تھا۔ جب کوئی مسکین آتا تو ٹوکری سے کچھ کھجوریں لے لیتے اور دھاگے کے سہارے سے دروازہ تک آ کر اس کو دے دیتے۔ گھر کے لوگوں نے کہا: ہم آپ کا یہ کام کر سکتے ہیں۔ بولے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مسکین کو دینا بری جگہ پر گرنے سے محفوظ رکھتا ہے۔'' ایک دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روزے سے تھیں اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا۔ اسی حالت میں ایک مسکین نے سوال کیا۔ انہوں نے لونڈی سے کہا: وہ روٹی اس کو دے دو۔ اس نے کہا: افطار کس چیز سے کریں گی؟ بولیں: دے تو دو۔ شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھجوا دیا، لونڈی کو بلا کر کہا: لے کھا یہ تیری روٹی سے بہتر ہے۔ (سیرۃ الصحابہ:186/5)

(8) سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیدیوں کو آزاد کراؤ، بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور بیمار کی عیادت کرو۔'' (بخاری:3046) (9) تندرستی اور حالت بخل کا صدقہ بڑی فضیلت والا ہے۔ جب تمہیں مال کی محبت، حرص اور حاجت ہو اس وقت کا صدقہ کرنا افضل ہے۔

(10) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اس وقت مشرک ہی قیدی تھے۔ آپ ﷺ نے بدر کے قیدیوں کی خاطر داری کا حکم دیا تھا۔ انہیں مسلمان اپنے سے اچھا کھانا کھلاتے تھے۔ (مختصر ابن کثیر:2162/2)

(11) اسیر سے مراد غلام بھی ہیں۔

(12) غلاموں، کمزوروں اور ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کے لیے آپ ﷺ نے بہت نصیحتیں فرمائیں۔

﴿اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا﴾

''یقیناً ہم صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تمہیں کھلاتے ہیں اور نہ تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ ہی شکریہ'' (9)

سوال 1: ﴿اِنَّمَا ... وَّلَا شُكُوْرًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ﴾ ''یقیناً ہم صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تمہیں کھلاتے ہیں'' یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب کے حصول کے لیے تمہارے ساتھ حسن معاملہ کر رہے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2) ﴿لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا﴾ ''اور ہم نہ تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ ہی شکریہ'' ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں کوئی مالی جزا دو، نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم لوگوں کے سامنے ہماری تعریفیں بیان کرو۔

(3) ابن جبیر کہتے ہیں: اللہ کی قسم وہ اپنی زبان سے کچھ نہ کہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلی جذبہ کو دیکھ کر ان کی تعریف فرمائی تا کہ دوسروں میں بھی رغبت پیدا ہو۔ (ابن کثیر) (اشرف الحواشی)

(4) مسکین کو کھانا کھلانا اعلیٰ درجے کا عمل تب بنتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی رضا کے جذبے کے سوا کوئی دنیاوی نفع پیش نظر نہ ہو حتیٰ کہ شکریہ تک کی توقع نہ رکھی جائے۔

سوال 2: دنیا میں منظم ٹیکس نافذ کر کے محتاجوں کی امداد کی جاتی ہے۔ عام ٹیکس اور اسلامی نظام کی ہدایات میں کیا فرق ہے؟

جواب: دنیا کے ٹیکس اور اسلام کی صدقے کے لئے دی جانے والی ہدایات کے تحت محتاجوں کی مدد تو ہوتی ہے لیکن اسلام دینے والوں کو روحانی پاکیزگی کی اعلیٰ سطح تک لے جانا چاہتا ہے۔ اس اعتبار سے عام ٹیکس سے وہ فوائد حاصل نہیں ہوتے جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایات سے حاصل ہوتے ہیں۔

﴿اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا﴾

''بے شک ہم اپنے رب سے اس دن کا خوف رکھتے ہیں جو سخت منہ چڑھانے والا، تیوری چڑھانے والا ہوگا'' (10)

سوال 1: اللہ تعالیٰ کے رحم کے امیدوار اس کے بندوں پر رحم کرتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿اِنَّا نَخَافُ... قَمْطَرِيْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا﴾ ''بے شک ہم اپنے رب سے اس دن کا خوف رکھتے ہیں جو سخت منہ چڑھانے والا، تیوری چڑھانے والا ہوگا'' یعنی ہم آپ کے ساتھ حسن سلوک صرف اس لیے کرتے ہیں کہ نہایت سخت اور شر والے دن اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے اور ہمارے ساتھ رحم و کرم کا معاملہ فرمائے۔

(2) ﴿قَمْطَرِيْرًا﴾ ''تیوری چڑھانے والا ہوگا'' اس دن جو نہایت تنگ، سخت پریشان کن ہوگا۔

(3) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''اے عائشہ! قیامت کے دن سب لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن، بغیر ختنہ کے جمع کیے جائیں گے۔'' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! مرد اور عورت ایک ساتھ ہوں گے تو کیا وہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! (اس دن) ایسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصیبت طاری ہوگی کہ کوئی کسی کو نہیں دیکھے گا۔" (مسلم:7198)

(4) اس دن کافروں کے چہرے سے سخت پریشانی ٹپکے گی۔ دہشت، خوف، تلخی اور سخت پریشانی ہوگی۔

سوال 2: کون سا جذبہ انسان سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرواتا ہے؟

جواب: انسان کے شعور میں جب آخرت کے سخت مصیبت کے دن کا خوف بیٹھ جاتا ہے تو وہ سخت تکلیف سے بچنے کے لئے صدقہ کرتا ہے۔ پھر نہ غرباء پر اقتدار قائم کرنا چاہتا ہے نہ تکبر کا اظہار کرتا ہے۔

﴿فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا﴾

"چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُس دن کی مصیبت سے اُنہیں بچایا اور اُنہیں تازگی اور خوشی عطا فرمائی ہے" (11)

سوال 1: ﴿فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ ... وَّسُرُوْرًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ﴾ "چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُس دن کی مصیبت سے اُنہیں بچایا" اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کی گھبراہٹ سے اور اس کی برائی سے بچالیں گے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ "اُنہیں بڑی گھبراہٹ غمگین نہ کرے گی اور فرشتے اُن کے استقبال کو آئیں گے۔ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم وعدہ دیے جاتے تھے۔" (الانبیاء:103)

(2) ﴿مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَىِٕذٍ اٰمِنُوْنَ﴾ "جو شخص نیکی لے کر آئے گا تو اُس کے لیے اس سے بہتر ہے، اور وہ اُس دن گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے۔" (النمل:89)

(3) ﴿وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا﴾ "اور اُنہیں تازگی اور خوشی عطا فرمائی ہے" پس انہیں وہ عظیم گھبراہٹ غم زدہ نہیں کرے گی اور فرشتے ان کا استقبال کرتے ہوئے کہیں گے: "یہ وہ دن ہے جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا۔" (تفسیر سعدی:2885/3) (4) حسن کا قول ہے کہ چہروں پر تازگی ہوگی اور دلوں میں سرور ہوگا جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ (۲۲) اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (۲۳)﴾ "بعض چہرے اُس دن تروتازہ ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے۔" (القیامہ:23,22)

(5) ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ مُّسْفِرَةٌ (۳۸) ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ (۳۹)﴾ "کچھ چہرے اُس دن چمکنے والے ہوں گے۔ مسکراتے ہوئے، ہشاش بشاش۔" (عبس:39,38) (6) اللہ تعالیٰ ان کے لیے ظاہری اور باطنی نعمتیں اکٹھی کردے گا۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ اُس دن کے شر سے کس وجہ سے بچائیں گے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اللہ تعالیٰ اُس دن کے شر سے اس وجہ سے بچائیں گے کہ وہ دنیا میں اس شر سے ڈرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے تھے۔

﴿وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا﴾

''اور اس کی وجہ سے جوانہوں نے صبر کیا بدلے میں اُنہیں جنت اور ریشم دیا'' (12)

سوال: صبر کی جزا کے طور پر اللہ تعالیٰ کیا نعمتیں عطا کریں گے، اس کی وضاحت ﴿وَجَزٰهُمْ ... وَّحَرِيْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا﴾ ''اور اس کی وجہ سے جوانہوں نے صبر کیا بدلے میں انہیں دیا'' اللہ تعالیٰ انہیں صبر کی وجہ سے جنت اور اس کی نعمتیں عطا فرمائیں گے۔

(2) یعنی ان کی جزا اس سبب سے ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر کیا اور استطاعت بھر نیک عمل کیے اور اس سبب سے کہ انہوں نے برائیوں سے اجتناب پر صبر کیا اور ان کو چھوڑ دیا اور اس سبب سے بھی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تکلیف دہ قضا وقدر پر صبر کیا اور اس پر ناراضی کا اظہار نہیں کیا۔ (تفسیر سعدی: 2885/3)

(3) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے صبر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبر چار چیزوں کا نام ہے۔ ان میں سے پہلا صبر صدمے کے پہلے موقع پر ہے اور فرائض کی ادائیگی پر صبر اور اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور سے اجتناب پر صبر اور مصائب پر صبر۔'' (تفسیر قرطبی: 136/19)

(4) ﴿جَنَّةً﴾ ''جنت'' یعنی وہ اعلیٰ مقام ہے جہاں ہر قسم کی نعمتیں، سلامتی اور عافیت ہوگی۔

(5) ﴿وَّحَرِيْرًا﴾ ''اور ریشم'' ریشم ان کا ظاہری لباس ہوگا جو ان کے حالات پر دلالت کرتا ہے۔

(6) رب العزت نے اہل جنت کے لباس کے بارے میں فرمایا: ﴿وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ﴾ ''اور اس میں ان کا لباس ریشم ہوگا۔'' (الحج: 23)

﴿مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا﴾

''وہاں وہ تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے، نہ اُس میں وہ شدید دھوپ دیکھیں گے اور نہ ہی یخ سردی'' (13)

سوال: اہل جنت کی نشست اور جنت کا موسم کیسا ہوگا، اس کی وضاحت ﴿مُّتَّكِـِٕيْنَ ... زَمْهَرِيْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اہل جنت کے گھروں، ان کے مشروبات، خدمت گاروں اور ان کے لباس اور سدا بہار نعمتوں کے بارے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس آیت اور اگلی آیت میں ذکر ہے۔

(2)﴿مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ﴾ "وہاں وہ تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے" جنت کی نشست کیسی ہوگی؟ اہل جنت ایسے تختوں پر بیٹھیں گے جن پر سجاوٹ والے کپڑے بچھائے جائیں گے۔

(3)﴿لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِیْرًا﴾ "نہ اُس میں وہ شدید دھوپ دیکھیں گے اور نہ ہی یخ سردی" جنت کا موسم ہمیشہ خوشگوار رہے گا۔ سدابہار موسم! نہ پریشان کن گرمی، نہ تکلیف دہ سردی۔

(4)﴿شَمْسًا﴾ سے مراد دھوپ کی ایسی حدت ہے جو جسم کو ناگوار گزرتی ہے اور﴿زَمْهَرِیْرًا﴾ سے مراد شدت کی سردی ہے۔ جنت کا موسم دونوں انتہاؤں سے پاک ہوگا۔

﴿وَدَانِیَةً عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا﴾

"اور جنت کے سائے اُن پر جھکے ہوں گے اور اُس کے خوشے اُن کے بالکل تابع کردیے جائیں گے، خوب تابع کیا جانا" (14)

سوال: جنت کے پھل کیسے ہوں گے، اس کی وضاحت ﴿وَدَانِیَةً... تَذْلِیْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَدَانِیَةً عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا﴾ "اور جنت کے سائے اُن پر جھکے ہوں گے" جنت کے پھل کیسے ہوں گے؟ جنتی درختوں کی شاخیں لدی پھدی اور جھکی ہوئی ہوں گی۔ جب کبھی جنتی ان میں سے کوئی پھل توڑنا چاہیں گے وہ ان کے سامنے جھک جائیں گی۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍؕ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ(۵۴) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ(۵۵)﴾ "وہ مسندوں پر تکیہ لگائے ہوں گے جن کے اَستر موٹے ریشم کے ہوں گے اور دونوں باغوں کے تروتازہ پھل بالکل ہی قریب ہوں گے۔ تو اے جن وانس! تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟" (الرحمن:55,54)

(2)﴿وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا﴾ "اور اُس کے خوشے اُن کے بالکل تابع کردیے جائیں گے، خوب تابع کیا جانا" جنت کے پھل چاہنے والوں کے قریب کردیے جائیں گے۔ وہ کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے، حتیٰ کہ لیٹے ہوئے بھی انہیں حاصل کرسکیں گے۔

﴿وَیُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِیْرَا۟﴾

"اور اُن پر چاندی کے برتن اور پیالے پھرائے جائیں گے جو شیشے کے ہوں گے" (15)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: اہل جنت کے برتن کیسے ہوں گے، اس کی وضاحت ﴿وَیُطَافُ...قَوَارِیْرَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَیُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ﴾ ''اور اُن پر چاندی کے برتن پھرائے جائیں گے'' اہل جنت کے برتن ایسی چاندی کے ہوں گے جو شیشے کی طرح شفاف ہو گے۔

(2) ﴿وَّاَکْوَابٍ کَانَتْ قَوَارِیْرَا﴾ ''اور پیالے جو شیشے کے ہوں گے'' یعنی ایسے گلاس ہوں گے جو شیشے کی طرح چمکتے ہوں گے کہ ان کے اندر کی چیز باہر سے صاف نظر آئے گا۔ ان چاندی کے بلوری گلاسوں کی دنیا میں کوئی مثال نہیں۔

﴿قَوَارِیْرَا۟ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا﴾

''شیشہ بھی چاندی سے بنا ہوگا، انہوں نے اس کا اندازہ رکھا ہے، خوب اندازہ رکھنا'' (16)

سوال: ﴿قَوَارِیْرَا۟...تَقْدِیْرًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قَوَارِیْرَا۟ مِنْ فِضَّةٍ﴾ ''شیشہ بھی چاندی سے بنا ہوگا'' یعنی شیشہ اپنی چمک، صفائی اور سفیدی میں چاندی کی طرح ہوگا اور اس کا رنگ چاندی جیسا ہوگا۔ (فتح القدیر: 430/5)

(2) ﴿قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا﴾ ''انہوں نے اس کا اندازہ رکھا ہے، خوب اندازہ رکھنا'' اہل جنت کے برتن ایسے حجم اور مقدار میں آئیں گے جس کا اندازہ انہوں نے اپنے دلوں میں کیا ہوگا۔

﴿وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا کَاْسًا کَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا﴾

''اور اُنہیں جنت میں ایسے جام پلائے جائیں گے جن میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی'' (17)

سوال: جنت کے مشروبات کی وضاحت ﴿وَیُسْقَوْنَ...زَنْجَبِیْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا کَاْسًا﴾ ''اور اُنہیں جنت میں ایسے جام پلائے جائیں گے'' اہل جنت کو چاندی کے بلوریں اور نایاب گلاسوں میں پرکیف اور پاکیزہ شراب پلائی جائے گی۔

(2) ﴿کَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا﴾ ''جن میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی'' زَنْجَبِیْل سُونٹھ اور خشک اُدرک کو کہتے ہیں۔ اس کی آمیزش سے تلخی پیدا ہوتی ہے جو خوشگوار ہوتی ہے۔ جنت کی شراب میں زنجبیل کی آمیزش کی جائے گی جس سے اس کا ذائقہ اور خوشبو دونوں خوشگوار ہو جائیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا﴾

''اُس میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل رکھا گیا ہے''(18)

سوال: جنت کے چشمے سلسبیل کی وضاحت ﴿عَيْنًا ... سَلْسَبِيْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا﴾ ''اُس میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل رکھا گیا ہے'' زنجبیل جنت کی ایک نہر ہے جس کو سلسبیل بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ بڑی تیز چلتی ہے اور اس کی روانگی قائم رہتی ہے۔ اس کی شراب ہلکی اور زود ہضم ہے۔(مختصر ابن کثیر:2164/2)(2)اس کو یہ نام اس کے آسانی کے ساتھ حاصل ہونے، اس کی لذت اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے دیا گیا ہے۔(تفسیر سعدی:2886/3)

﴿وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ

17

''اور اُن کے آس پاس کمسن لڑکے آتے جاتے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہنے والے ہوں گے، جب آپ اُنہیں دیکھیں گے

حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا﴾

تو سمجھیں گے کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں''(19)

سوال: اہل جنت کے خدمت گار اور غلام کیسے ہوں گے اس کی وضاحت ﴿وَيَطُوْفُ ... مَّنْثُوْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ﴾ ''اور اُن کے آس پاس کمسن لڑکے آتے جاتے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہنے والے ہوں گے'' اہل جنت کے خدمت گار جنتی بچے ان کی خدمت کے لیے آتے جاتے ہوں گے۔ وہ ہمیشہ ایک ہی عمر پر رہیں گے یعنی کمسن اور نوخیز۔ ان کا حسن و جمال اور خوب صورتی برقرار رہے گی۔

(2)﴿اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا﴾ ''جب آپ اُنہیں دیکھیں گے تو سمجھیں گے کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں'' اہل جنت کے غلام بیش قیمت لباس میں ان کی خدمت کے لیے مقرر کیے جائیں گے۔ ان کو دیکھ کر یوں لگے گا جیسے جنت میں سفید تر و تازہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ اس سے خوب صورت مثال ناممکن ہے، حسین و جمیل، ظاہری اور باطنی اوصاف سے آراستہ اہل جنت کی خدمت میں منتشر جیسے کسی نے تر و تازہ خوب صورت موتی مزین فرش پر بکھیر دیے ہوں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ﴾ ''اور اُن کے لیے نوعمر غلام پھر رہے ہوں گے گویا وہ چھپا کر رکھے موتی ہوں۔''(الطور:24)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3) یہ اہل جنت کی لذتوں کی تکمیل ہے کہ خدمت گاروں کا نظارہ بھی دل خوش کر دے۔

(4) خدمت گار اہل جنت کی آرام گاہوں میں وہ چیزیں لے کر آئیں گے جن کو وہ طلب کریں گے۔

﴿وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْكًا كَبِیْرًا﴾

''اور جب آپ دیکھیں گے تو وہاں بڑی نعمت اور عظیم بادشاہت آپ دیکھیں گے'' (20)

سوال: ﴿وَاِذَا رَاَیْتَ... كَبِیْرًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ﴾ ''اور جب آپ دیکھیں گے تو وہاں'' یعنی جب آپ اہل جنت کو جنت کی سدا بہار اور باکمال نعمتوں میں دیکھیں گے۔

(2) ﴿رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْكًا كَبِیْرًا﴾ ''بڑی نعمت اور عظیم بادشاہت آپ دیکھیں گے'' یعنی آپ کو جنت کا گوشہ گوشہ نعمتوں، راحت، سرور اور نور سے معمور نظر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور شان و شوکت نظر آئے گی۔

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورت چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوگی اور جو ان کے بعد داخل ہوں گے وہ بہت روشن ستارے کی طرح ہوں گے، ان سب کے دل (بوجہ باہمی محبت کے) مثل ایک شخص کے دل کے ہوں گے، نہ ان میں اختلاف ہوگا اور نہ دشمنی، ان میں سے ہر ایک کے لیے ایسی حسین و جمیل اور نازک مزاج دو، دو بیویاں ہوں گی، جن کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اندر سے دکھائی دے گا، وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کریں گے نہ کبھی بیمار ہوں گے، نہ ان کی ناک میں کوئی آلائش آئے گی، نہ تھوکیں گے۔ ان کے برتن سونے اور چاندی کے اور کنگھے سونے کے ہوں گے اور ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن (الوہ) کا ہوگا، اور ان کا پسینہ مشک جیسا ہوگا۔'' (بخاری: 3246)

(4) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ سب سے آخر میں جو آدمی جہنم سے نکالا جائے گا اور جنت میں بھیجا جائے گا، اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''جا جنت میں داخل ہو جا، میں نے تجھے جنت میں وہ دیا جو مثل دنیا کے ہے، بلکہ اس سے بھی دس گنا زیادہ۔'' (بخاری: 6571) (5) جنت والوں کو باغات، مشروبات، خدمت گار، ماحول عیش، رب کائنات کے خطاب کا سماع، اس کے قرب کی لذت اور دائمی زندگی حاصل ہوگی، پاک ہے اللہ تعالیٰ جو اقتدار اور واضح حق کا مالک ہے۔ وہی بادشاہ ہے جس کے خزانے کبھی ختم ہونے والے نہیں ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۫ وَّ حُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ

''اُن پر سبز باریک اور دبیز ریشم کے کپڑے ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے

وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا﴾

اور اُن کا رب اُنہیں پاکیزہ شراب پلائے گا'' (21)

سوال: نیک لوگوں کا لباس اور زیورات اور ان کی تواضع کیسے ہوگی، اس کی وضاحت ﴿عٰلِيَهُمْ ... طَهُوْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ﴾ ''اُن پر سبز باریک اور دبیز ریشم کے کپڑے ہوں گے'' یعنی ان کو باریک اور دبیز ریشم کے سبز لباس پہنائے جائیں گے۔ سندس موٹے اور دبیز ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں اور استبرق باریک ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں۔

(2) ﴿وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ﴾ ''اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے'' مردوں اور عورتوں کو ان کے ہاتھوں میں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے، یہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے کیونکہ اپنے قول اور اپنی بات میں اس سے بڑھ کر کوئی سچا نہیں۔ (تفسیر سعدی: 2887/3) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ﴾ ''ہمیشہ کی جنتیں جن میں وہ داخل ہوں گے، ان میں انہیں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان میں اُن کا لباس ریشم ہوگا۔'' (فاطر: 33)

(3) ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ﴾ ''یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیکیاں کیں، اُنہیں اللہ تعالیٰ جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں وہاں انہیں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور اس میں ان کا لباس ریشم ہوگا۔'' (الحج: 23)

(4) ﴿وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا﴾ ''اور اُن کا رب اُنہیں پاکیزہ شراب پلائے گا'' جسمانی سرور جو لباس فاخرہ اور زیورات سے ملے گا، اس کے ساتھ ساتھ ان کا رب انہیں کیف اور سرور والی خوش ذائقہ، پاکیزہ شراب پلائے گا، وہ شراب خود بھی پاک ہوگی اور پینے والوں کو بھی پاک کر دے گی۔ پیٹ کی آلائشوں سے بھی اور حسد، کینے، غصے اور دوسرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برے اخلاق سے بھی پاک کردے گی۔

﴿اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا﴾

''بلاشبہ یہی تمہارے لیے ہمیشہ کا بدلہ ہے اور تمہاری کوشش ہمیشہ کے لیے قابلِ قدر ہے'' (22)

سوال: ﴿اِنَّ ... مَّشْكُوْرًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً﴾ ''بلاشبہ یہی تمہارے لیے ہمیشہ کا بدلہ ہے'' یعنی یہ جنت تمہارے ایمان اور تقویٰ کی وجہ سے تمہیں دی گئی ہے۔

(2) اہل جنت کی عزت و اکرام کے لیے احسان کے طور پر کہا جائے گا کہ یہ تمہارے اعمال کا صلہ ہے۔

(3) ﴿وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا﴾ ''اور تمہاری کوشش ہمیشہ کے لیے قابلِ قدر ہے'' یعنی تم نے دنیا میں جو اعمال کیے وہ قبول ہو گئے۔

(4) سیدنا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تھوڑے اعمال کی بھی قدر دانی کی ہے۔ (البحر المحیط: 369/10)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۣ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور ہم ان کے سینوں سے ہر قسم کا کینہ نکال دیں گے، اُن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ کہیں گے: ''(الحمد اللہ) سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، ہمیں اللہ تعالیٰ ہی نے اس کے لئے ہدایت دی اور اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی بھی ہدایت نہ پاتے، بلاشبہ یقیناً ہمارے رب کے رسول یقیناً حق ہی لائے تھے'' اور وہ پکارے جائیں گے: ''یہ جنت کہ جس کے تم وارث بنائے گئے ہو، اس کا بدلہ ہے جو تم عمل کرتے تھے۔'' (الاعراف: 43)

(6) ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ﴾ ''مزے سے کھاؤ پیو اپنے ان اعمال کے بدلے میں جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجے تھے۔'' (الحاقۃ: 24)

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا﴾

''یقیناً ہم ہی نے آپ پر قرآن اُتارا ہے، تھوڑا تھوڑا کر کے اُتارنا'' (23)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: اہل جنت کی نعمتوں کے بعد جنت تک لے جانے والے قرآن کی نعمت کا ذکر کیا گیا، اس کی وضاحت ﴿اِنَّا نَحْنُ ... تَنْزِیْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اہل جنت کی نعمتوں کے بعد جنت تک لے جانے والے قرآن کی نعمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

(2) ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِیْلًا﴾ ''یقیناً ہم ہی نے آپ پر قرآن اُتارا ہے، تھوڑا تھوڑا کر کے اُتارنا'' اللہ رب العزت نے اپنا خاص احسان یاد دلایا ہے کہ یہ قرآن آہستہ آہستہ آپ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔ اس میں وعدے اور وعیدیں ہیں جن کی انسانوں کو ضرورت ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ ہے جس کی وجہ سے یکبارگی قرآن نازل نہیں کیا گیا بلکہ وقت اور حالات کی ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا نازل کیا گیا۔ (4) قرآن نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ اور ان کی امت کو معزز بنایا۔

﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا﴾

''چنانچہ اپنے رب کے فیصلے تک صبر کرو، اور اُن میں سے کسی گناہ گار یا ناشکرے کی بات نہ مانو'' (24)

سوال: قرآن عظیم کے احکامات پر عمل کرنے کے لیے صبر و ثبات کا حکم دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿فَاصْبِرْ ... اَوْ كَفُوْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ﴾ ''چنانچہ اپنے رب کے فیصلے تک صبر کرو'' یعنی اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ثابت قدم رہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم لوگوں تک پہنچاتے رہیں۔

(2) ﴿وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا﴾ ''اور اُن میں سے کسی گناہ گار یا ناشکرے کی بات نہ مانو'' کافر یا منافق آپ کو روکنا چاہیں تو ان کی بات کو نہ مانیں اور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے رہیں۔

(3) ﴿وَلَا تُطِعْ﴾ معاندین حق کی اطاعت نہ کیجئے جو چاہتے ہیں کہ آپ کو راہ حق سے روک دیں۔ ﴿اٰثِمًا﴾ ''کسی گناہ گار کی'' یعنی جو گناہ اور معصیت کا ارتکاب کرنے والا ہے اور نہ (اطاعت کریں)۔

(4) ﴿اَوْ كَفُوْرًا﴾ ''یا کسی ناشکرے کی'' کیونکہ کفار، فجار اور فساق کی اطاعت حتمی طور پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے کیونکہ یہ لوگ صرف اسی چیز کا حکم دیتے ہیں جسے ان کے نفس پسند کرتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 3/2887, 2888)

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا﴾

''اور اپنے رب کا نام صبح و شام یاد کرو'' (25)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: اللہ تعالیٰ کے حکم پر صبر کرنے کے لیے ذکر اور نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ...وَّاَصِيْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم رہنے کے لیے ذکر کی کثرت اور نماز مددگار ثابت ہوتی ہے، اس لیے فرمایا: ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ ''اور اپنے رب کا نام صبح وشام یاد کرو'' یعنی صبح وشام اپنے رب کا نام لیتے رہو اور صبح کی نماز اور ظہر، عصر، مغرب کی نماز اس کی رضامندی کے لیے ادا کریں۔

(2) عشاء کی نماز کے علاوہ رات سونے کے بعد دوبارہ اٹھ کر تہجد پڑھیں۔

(3) اس میں فرض، نوافل، ذکر، تسبیح تہلیل، تکبیر سب آجاتے ہیں۔

(4) ﴿بُكْرَةً﴾ سے مراد پہلے پہر یا صبح کی نماز ہے اور ﴿وَّاَصِيْلًا﴾ زوال آفتاب سے غروب آفتاب کے وقت کو کہتے ہیں یہ ظہر اور عصر کی نمازیں ہوئیں۔ اور اس سے اگلی آیت میں رات سے مراد شام اور عشاء کی نمازیں ہیں اور ﴿لَيْلًا طَوِيْلًا﴾ سے مراد تہجد کی نماز ہے جو آپ ﷺ پر فرض تھی۔ (تیسیر القرآن: 572/4)

﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا﴾

''اور رات کے کچھ حصے میں اُس کے لیے سجدہ کرو اور لمبی رات تک اُس کی تسبیح کیا کرو'' (26)

سوال: رات کی نمازوں کے حکم کی وضاحت ﴿وَمِنَ الَّيْلِ...طَوِيْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ﴾ ''اور رات کے کچھ حصے میں اُس کے لیے سجدہ کرو'' یعنی مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھو۔ (ایسر التفاسیر: 1710)

(2) ﴿وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا﴾ ''اور لمبی رات تک اُس کی تسبیح کیا کرو'' یعنی رات کو رب کا کثرت سے ذکر کریں اور کثرت سے سجدے کریں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴿۴﴾﴾ ''اے چادر اوڑھنے والے! رات کو قیام کرو مگر کم۔ آدھی رات یا اُس سے تھوڑا کم کر لو۔ یا اُس پر کچھ اضافہ کر لو اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔'' (المزمل: 1-4)

(3) ﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ ''اور رات کے کچھ حصے میں پھر اس کے ساتھ بیدار رہیں یہ آپ کے لیے زائد عبادت ہے، قریب ہے آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز کر دے۔'' (بنی اسرائیل: 79)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رات کی نماز میں اتنا طویل قیام کرتے کہ آپ ﷺ کے قدم پھٹ جاتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اتنی زیادہ مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کردی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا پھر میں شکرگزار بندہ بننا پسند نہ کروں؟'' عمر کے آخری حصہ میں (جب طویل قیام دشوار ہوگیا تو) آپ ﷺ بیٹھ کر رات کی نماز پڑھتے اور جب رکوع کا وقت آتا تو کھڑے ہوجاتے (اور تقریباً تیس یا چالیس آیتیں اور پڑھتے) پھر رکوع کرتے۔ (بخاری:4837)

(5) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل رات کی نماز ہے۔ (مسلم:2755)

(6) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''صرف دو آدمی ہی قابل رشک ہیں، ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا (اسے حفظ کرنے کی توفیق دی) اور وہ اس کے ساتھ دن اور رات کے اوقات میں قیام کرتا ہے اور دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور وہ اسے دن اور رات کے اوقات میں (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کرتا ہے۔'' (مسلم:1894)

﴿اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ یُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَیَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ یَوْمًا ثَقِیْلًا﴾

''بے شک یہ لوگ جلدی ملنے والی چیز سے محبت رکھتے ہیں اور ایک بھاری دن کو اپنے پیچھے چھوڑے دیتے ہیں'' (27)

سوال: دنیا سے محبت کرنے والوں کی ترجیحات کی غلطی کو ﴿اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ... ثَقِیْلًا﴾ کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ﴾ ''بے شک یہ لوگ'' یعنی وہ لوگ جنہوں نے نبی ﷺ کو اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو جھٹلا دیا جب کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی آیات کھول کھول کر بیان کی گئیں، انہیں ترغیبات دی گئیں، انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا گیا پھر بھی ان کی ترجیحات نہیں بدلیں۔

(2) ﴿یُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ﴾ ''جلدی ملنے والی چیز سے محبت رکھتے ہیں'' وہ دنیا ہی سے محبت کرتے ہیں، دنیا کے قیدی اسی پر مطمئن رہتے ہیں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا﴾ ''بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔'' (الاعلیٰ:16) (3) ﴿وَیَذَرُوْنَ﴾ ''اور چھوڑے دیتے ہیں'' یعنی عمل کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

(4) ﴿وَرَآءَهُمْ یَوْمًا ثَقِیْلًا﴾ ''ایک بھاری دن کو اپنے پیچھے'' یعنی آگے جو قیامت کا دن آنے والا ہے جو بڑا بھاری دن ہے، جس کی مقدار ہمارے حساب سے پچاس ہزار سال ہے، اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(5) دنیا میں الجھ کر آخرت کو چھوڑ دینا عقل مندی نہیں ہے دنیا کی محبت تو ہر خطا کی بنیاد ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ﴿اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللهُ، وَازْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّوكَ﴾ ''دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبتی اختیار کرو گے تو لوگ تم سے محبت کریں گے۔'' (ابن ماجہ:4102)(صحیح:944)

﴿نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ

''ہم ہی نے اُنہیں پیدا کیا ہے اور ہم ہی نے اُن کے جوڑ بند مضبوط باندھے ہیں اور ہم جب چاہیں گے بدل کر ان جیسے لوگ لے

تَبْدِيْلًا﴾

آئیں گے، بدل کر لانا'' (28)

سوال: موجودہ زندگی موت کے بعد کی زندگی کی دلیل ہے، اس کی وضاحت ﴿نَحْنُ... تَبْدِيْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ رب العزت نے موت کے بعد کی زندگی پر تخلیق کی ابتداء سے عقلی دلیل دی ہے ﴿نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ﴾ ''ہم ہی نے اُنہیں پیدا کیا ہے'' یعنی ہم انسان کے خالق ہیں، اسے عدم سے وجود میں لائے ہیں۔

(2) ﴿وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ﴾ ''اور ہم ہی نے اُن کے جوڑ بند مضبوط باندھے ہیں'' یعنی ہم نے اس کی تخلیق کو تکمیل تک پہنچایا۔ اس کے ظاہری اور باطنی اعضاء، اس کے اعصاب، رگیں، پٹھے، اس کے پورے جسم کو مکمل کیا اب وہ جو چاہے کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

(3) ﴿وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا﴾ ''اور ہم جب چاہیں گے بدل کر ان جیسے لوگ لے آئیں گے، بدل کر لانا'' جب ہم اس حالت میں وجود میں لائے ہیں تو موت کے بعد دوبارہ جزا سزا دینے کے لیے زندہ کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ (4) ہم نے انہیں قیامت کے بعد دوبارہ اٹھنے کے لیے پیدا کیا ہے تاکہ انہیں ان کے اعمال کی جزا و سزا دی جائے۔

(5) جس ہستی نے دنیا میں مختلف مراحل سے گزارا ہے اس کی شان کے لائق نہیں کہ انہیں بے کار چھوڑ دے۔

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا﴾ ''اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اے لوگو! اور دوسروں کو لے آئے اور اللہ تعالیٰ اس پر ہمیشہ سے پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔'' (النساء:133)

(7) ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ (۱۹) وَّمَا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (۲۰)﴾ ''کیا آپ نے دیکھا نہیں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو بلاشبہ حق کے ساتھ پیدا کیا ہے؟ اگر وہ چاہے تو تم لوگوں کو لے جائے اور ایک نئی مخلوق لے آئے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ پر بالکل بھی دشوار نہیں ہے۔'' (ابراہیم:20,19)

﴿اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا﴾

''بلاشبہ یہ تو ایک نصیحت ہے تو جو چاہے اپنے رب کی طرف (جانے والا) راستہ بنالے'' (29)

سوال: قرآن نصیحت ہے اس کا راستہ اختیار کرنے کی دعوت دی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ هٰذِهٖ ... سَبِيْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ﴾ ''بلاشبہ یہ تو ایک نصیحت ہے'' یعنی یہ قرآن ایک ایسی نصیحت ہے جس سے ایمان لانے والا فائدہ اٹھاتا ہے۔

(2) قرآن میں ترغیب اور ترہیب ہے۔ جو اس کے راستے پر چلے اس کے لیے ترغیب اور جو قرآن کے بتائے ہوئے راستے سے بھاگے اس کے لیے ترہیب ہے۔

(3) ﴿فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا﴾ ''تو جو چاہے اپنے رب کی طرف (جانے والا) راستہ بنالے'' قرآن کا راستہ رب تک پہنچاتا ہے، قرآن مجید کے ذریعے رب العزت نے واضح فرمادیا ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا، ہدایت کیا ہے اور گمراہی کیا ہے۔ اب جو چاہے یہ راستہ اختیار کرلے۔

(4) اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والا راستہ ہی صراط مستقیم ہے۔ (اضواء البیان:398/8)

﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾

''اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے'' (30)

سوال: ہدایت اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ ... حَكِيْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ ''اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے'' یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلنے، اس کی اطاعت کے لیے آپ کا اختیار کیا ہے اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے۔

(2) ہدایت اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3) ہدایت اور ایمان پر کوئی قدرت نہیں رکھتا جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کون ہدایت کا مستحق ہے۔ حق رکھنے والے کے لیے وہ راہیں آسان فرما دیتا ہے۔

(4) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ”تمام بنی آدم کے دل رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی طرح ہیں، جیسے چاہتا ہے اسے پھیر دیتا ہے۔“ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے اللہ! دلوں کے پھیرنے والے، ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔“ (مسلم:6750)

(5) ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے“ ہدایت پانے والے کی ہدایت اور گمراہ کی گمراہی میں اس کی حکمت پوشیدہ ہے۔ وہ اپنے علم کلی سے ہدایت اور گمراہی کا فیصلہ کرتا ہے۔

﴿يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ ع 2/9/20

”وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور ظالموں کے لیے اُس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے“ (31)

سوال: ﴿يُّدْخِلُ ... رَحْمَتِهٖ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ﴾ ”وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے“ یعنی اپنی مشیت سے جس کے لیے چاہتا ہے سعادت کے اسباب فراہم کرتا ہے اور اسے سعادت کے راستوں پر چلنے کی توفیق دیتا ہے اور اپنی عنایات سے خاص کرتا ہے۔

(2) ﴿وَالظّٰلِمِيْنَ﴾ ”اور ظالموں (کے لیے)“ یعنی وہ لوگ جنہوں نے ہدایت کی بجائے بدبختی کو پسند کیا۔

(3) ﴿اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ ”اُس نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے“ ان کے ظلم اور زیادتی کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اٰيَاتُهَا 50 | 72 - سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ - 33 | رُكُوْعَاتُهَا 2

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس کے کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مکی سورت ہے۔ اس کے 2 رکوع اور 50 آیات ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 72 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 33 ہے۔

سوال3: اس سورت کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: (1) نبی ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورۃ المرسلات کی تلاوت کی۔ (بخاری:763)

(2) نبی ﷺ نے اس سورت سے گہرا اثر لیا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ بوڑھے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سورہ ہود، واقعہ، مرسلات، عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا'' یعنی ان میں جو قیامت کی خبریں ہیں اور عذاب کی آیتیں ہیں ان سے میں بوڑھا ہو گیا۔ (ترمذی:3297)

(3) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ آپ پر سورہ والمرسلات نازل ہوئی۔ ہم نے اسے آپ کے منہ سے یاد کر لیا۔ اس وحی سے آپ کے دہن مبارک کی تازگی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ اتنے میں ایک سانپ نکل پڑا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے زندہ نہ چھوڑو۔'' بیان کیا کہ ہم اس کی طرف بڑھے لیکن وہ نکل گیا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کے شر سے بچ گئے اور وہ تمہارے شر سے بچ گیا۔'' (صحیح بخاری:4931)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا﴾

''قسم اُن ہواؤں کی جو معروف معمول کے مطابق بھیجی جاتی ہیں'' (1)

سوال: ﴿وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالْمُرْسَلٰتِ﴾ ''قسم اُن ہواؤں کی جو بھیجی جاتی ہیں'' اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن اور اعمال کی جزا و سزا پر فرشتوں کی قسم کھائی ہے۔

(2) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا﴾ سے مراد فرشتے ہیں۔ (تفسیر ابن ابی حاتم:10/3392)

(3) سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ﴿وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا﴾ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے مراد ہوا ہے۔ (تفسیر طبری:29/284) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، قتادہ اور امام مجاہد کا بھی یہی قول ہے۔ (تفسیر طبری:29/285-287)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿اَلْمُرْسَلٰتِ﴾ سے مراد وہ فرشتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کائنات کی تدبیر اور اپنے احکامات کی ترسیل کے لیے رسولوں کے پاس بھیجتا ہے۔ یہ وہ فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے کونی وقدری معاملات کی تدبیر کرتے ہیں۔

(5)﴿عُرْفًا﴾ ''معروف معمول کے مطابق'' عرفا ﴿اَلْمُرْسَلٰتِ﴾ سے حال ہے، یعنی ان کو محض ناشائستہ اور بے فائدہ کام کے لیے نہیں بھیجا گیا بلکہ ان کو عرف، حکمت اور مصلحت کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ (تفسیر سعدی:2890/3)

﴿فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا﴾

''پھر اُن کی جو طوفان بن کر تیز چلنے والی ہیں'' (2)

سوال: ﴿فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا﴾ ''پھر اُن کی جو طوفان بن کر تیز چلنے والی ہیں'' اس سے بھی مراد فرشتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے، ان کا وصف یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو تیز ہوا کی مانند جلدی سے آگے بڑھ کر اخذ کرتے ہیں اور نہایت سرعت سے اس کے احکام کو نافذ کرتے ہیں یا اس سے مراد سخت ہوائیں ہیں جو نہایت تیز چلتی ہیں۔ (تفسیر سعدی:2890/3)

(2) عاصفة زناٹے کی ہوا کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد ہوائیں ہیں۔ (مختصر ابن کثیر:2168/2)

﴿وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا﴾

''اور اُن کی! جو بادلوں کو پھیلا دینے والی ہیں، خوب پھیلانا'' (3)

سوال: ﴿وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا﴾ ''اور اُن کی! جو بادلوں کو پھیلا دینے والی ہیں، خوب پھیلانا'' اس میں ایک احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد فرشتے ہیں کہ انھیں جس چیز کے پھیلانے کے انتظام پر مقرر کیا گیا ہے اس کو پھیلاتے ہیں یا اس سے مراد بادل ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ زمین کو سرسبز کرتا ہے اور اس کے مردہ ہو جانے کے بعد اس کو دوبارہ زندگی عطا کرتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2891,2890/3)

(2) اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کے ساتھ مخصوص نہیں کیا۔ ہوائیں بادلوں کو پھیلاتی ہیں، بارش زمین پر پھیلتی ہے، فرشتے کتابیں پھیلاتے ہیں۔ اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو پھیلاتی ہے۔ (جامع البیان:245/29)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا﴾

''پھر اُن کی جو! پھاڑ کر جدا کر دینے والی ہیں، پھاڑ کر جدا کرنا''(4)

سوال: ﴿فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا﴾ ''پھر اُن کی جو! پھاڑ کر جدا کر دینے والی ہیں، پھاڑ کر جدا کرنا'' اور وہ قرآن حکیم کی آیات ہیں جو حق اور باطل کو جدا کرنے والی ہیں۔(ایسر التفاسیر:1712)

(2) ملائکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ نازل ہوتے ہیں جو حق اور باطل، ہدایت اور گمراہی میں فرق کرنے والا ہے۔

(جامع البیان:245/29)

(3) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابو مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو صالح رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ ملائکہ ہیں جو حق اور باطل، حلال اور حرام کے درمیان فرق واضح کرتے ہیں۔(المحرالوجیز:417/5)

﴿فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا﴾

''پھر اُن کی! جو اللہ تعالیٰ کی یاد ڈالنے والی ہیں''(5)

سوال: ﴿فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا﴾ ''پھر اُن کی! جو اللہ تعالیٰ کی یاد ڈالنے والی ہیں'' یعنی فرشتے جو انبیاء پر وحی نازل کرتے ہیں جس سے وہ نصیحت کرتے ہیں۔(ایسر التفاسیر:1711)

(2) اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو افضل ترین احکام کا القاء کرتے ہیں۔ یہ وہ ذکر ہے جس کے ذریعے سے اللہ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے، اس میں ان کے سامنے ان کے منافع اور مصالح کا ذکر کرتا ہے اور اسے انبیاء و مرسلین کی طرف بھیجتا ہے۔(تفسیر سعدی:2891/3)

(3) بعض مفسرین نے ﴿فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا﴾ سے بھی ہوا ہی مراد لی ہے کیونکہ آواز بھی ہوا کے ذریعہ ہی لوگوں کے کانوں تک پہنچتی ہے۔ اگر ہوا نہ ہوتی تو وحی کی آواز نہ لوگوں کے کانوں تک پڑ سکتی تھی اور نہ ہی اس سے وہ کچھ نصیحت حاصل کر سکتے تھے اور بعض مفسرین نے اس سے مراد فرشتے لیے ہیں جو وحی کو پیغمبروں کے دلوں میں ڈالتے ہیں یا دوسرے لوگوں کے دلوں میں القاء والہام کا سبب بنتے ہیں۔(تیسیر القرآن:4/ 574)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿عُذْرًا اَوْ نُذْرًا﴾

''عذر کے لیے یا ڈرانے کے لئے''(6)

سوال:﴿عُذْرًا اَوْ نُذْرًا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿عُذْرًا﴾''عذر کے لیے''اس وحی سے لوگوں کے عذر ختم ہو جاتے ہیں۔

(2)﴿اَوْ نُذْرًا﴾''یا ڈرانے کے لئے''ماننے والوں کو تنبیہ ہو جاتی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کریں گے تو وہ اپنا عذاب نازل کر دے گا۔

(3)عذر سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق کے لیے عذر اور نذر سے مراد مومنین کے لیے ڈراوا جس سے وہ نفع اٹھاتے ہیں اور اس سے نصیحت پکڑتے ہیں۔(جامع البیان:246/21)

(4)یعنی لوگوں کا عذر رفع کرنے اور ان کو تنبیہ کرنے کے لیے، تاکہ وہ لوگوں کو خوف کے ان مقامات سے ڈرائیں جو ان کے سامنے ہیں، ان کے عذر منقطع ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ پر ان کے لیے کوئی حجت نہ رہے۔(تفسیر سعدی:289/3)

﴿اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ﴾

''بلاشبہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ لازماً واقع ہونے والی ہے''(7)

سوال:﴿اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ﴾''بلاشبہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے''یہ وہ چیز ہے جس پر قسمیں کھائی گئی ہیں، یعنی لوگو! موت کے بعد اعمال کی جزا و سزا کے لیے جو تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

(2)﴿لَوَاقِعٌ﴾''وہ لازماً واقع ہونے والی ہے''وہ کسی شک کے بغیر واقع ہو گا۔یعنی جب قیامت کا دن آئے گا تو کائنات میں بہت بڑی تبدیلیاں آئیں گی۔آسمان پھٹ جائے گا، تارے جھڑ جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، زمین چٹیل میدان کی طرح ہو جائے گی جس میں کوئی نشیب و فراز نہیں ہوں گے۔اس دن مقررہ وقت پر رسولوں کو لایا جائے گا اور ان کے اور ان کی امتوں کے درمیان فیصلہ ہو گا۔

(3)یعنی قیامت کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔سب اگلے پچھلے لوگ ایک میدان میں جمع ہوں گے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ﴾

''پھر جب ستارے مٹادیے جائیں گے''(8)

سوال: قیامت کے دن ستاروں کا کیا حال ہوگا، اس کی وضاحت ﴿فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ﴾ ''پھر جب ستارے مٹادیے جائیں گے'' قیامت کے بڑے بڑے حادثات میں سے ایک یہ ہوگا کہ تاروں کی روشنی بجھ جائے گی۔

(2) تاروں کے بارے میں یہ بھی فرمایا:﴿وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ﴾ ''اور جب تارے بے نور ہو جائیں گے'' (التکویر:2)

(3)﴿وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ﴾ ''اور جب ستارے بکھر جائیں گے'' (الانفطار:2)

﴿وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ﴾

''اور جب آسمان کھولا جائے گا''(9)

سوال: قیامت کے دن آسمان کی کیا حالت ہوگی، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ﴾ ''اور جب آسمان کھولا جائے گا'' قیامت کے بڑے حادثات میں سے ایک یہ بھی ہوگا کہ آسمان پھاڑ دیا جائے گا، اس میں دراڑیں پڑ جائیں گی اور وہ بودے ہو کر کناروں سے گر جائیں گے۔

(2) رب العزت نے اس ہولناک حادثے کے بارے میں فرمایا:﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ ''جب آسمان پھٹ جائے گا۔'' (الانشقاق:1)(3)﴿اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ﴾ ''جب آسمان پھٹ جائے گا۔'' (الانفطار:1)

﴿وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ﴾

''اور جب پہاڑ اُڑا دیے جائیں گے''(10)

سوال: قیامت کے دن پہاڑوں کی کیا حالت ہوگی، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ﴾ ''اور جب پہاڑ اُڑا دیے جائیں گے'' قیامت کے حادثات کا اثر پہاڑوں پر بھی ہوگا، پہاڑ ریزہ ریزہ کر کے اڑا دیے جائیں گے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا﴾ ''اور وہ تم سے پہاڑوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں، چنانچہ آپ کہہ دیں میرا رب انہیں اڑا کر بکھیر دے گا۔'' (طٰہٰ:105)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا﴾ ''اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور آپ زمین کو بالکل صاف میدان دیکھیں گے اور ہم ان سب کو جمع کریں گے، چنانچہ ہم ان میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے۔'' (الکہف:47)

﴿وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ﴾

''اور جب رسول (اس وقت جمع کیے جائیں گے) جو مقرر کیا گیا'' (11)

سوال: قیامت کے دن رسولوں کو جمع کیا جائے گا، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ﴾ ''اور جب رسول (اس وقت جمع کیے جائیں گے) جو مقرر کیا گیا'' قیامت کے دن رسولوں کو جمع کیا جائے گا۔

(2)﴿اُقِّتَتْ﴾ ''جو مقرر کیا گیا'' یعنی جمع کیے جائیں گے، ان سے شہادتیں لی جائیں گی۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴾ ''جس دن اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا: ''تمہیں کیا جواب ملا تھا؟'' وہ کہیں گے: ''ہمیں کچھ علم نہیں، بلاشبہ بہت زیادہ غیب جاننے والے آپ ہی ہیں۔'' (المائدہ:109)

(3)﴿وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ ''اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اُٹھے گی اور کتاب رکھ دی جائے گی اور انبیاء اور گواہوں کو لایا جائے گا اور اُن کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔'' (الزمر:69)

(4) قیامت کے دن انسانوں کے امور کا فیصلہ رسولوں سے متعلق ہوگا اور وہ جھٹلانے کے عذاب اور تصدیق کی جزا کے لیے ہوگا۔

﴿لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ﴾

''کس دن کے لیے مہلت دی گئی تھی؟'' (12)

سوال: ﴿لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ﴾ یہ سوال کس مقصد سے کیا گیا ہے؟

جواب: (1)﴿لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ﴾ ''کس دن کے لیے مہلت دی گئی تھی؟'' یہ سوال ہول دلانے کے لیے ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) رسولوں کو قیامت کے دن فیصلوں کے لیے مہلت دی گئی تھی جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ﴾ ''چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ کو ہرگز ایسا نہ سمجھیں کہ وہ اپنے رسولوں سے وعدے کے خلاف کرنے والا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ سب پر غالب، انتقام لینے والا ہے۔'' (ابراہیم:47)

﴿لِیَوْمِ الْفَصْلِ﴾

''فیصلے کے دن کے لیے'' (13)

سوال: ﴿لِیَوْمِ الْفَصْلِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لِیَوْمِ الْفَصْلِ﴾ ''فیصلے کے دن کے لیے'' یعنی وہ دن جب اللہ تعالیٰ مخلوقات کے درمیان فیصلے کرے گا۔

(2) یعنی مخلوقات کے درمیان فیصلے کے لیے اس دن اللہ تعالیٰ انبیاء اور ان کی جھٹلانے والی امتوں کے درمیان عدل سے فیصلہ کرے گا۔

(3) یعنی مخلوق کے درمیان ان کے اعمال کے مطابق فیصلہ ہوگا اور جنت والے جنت میں اور جہنم والے جہنم میں جائیں گے۔

﴿وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ﴾

''اور تمہیں کس چیز نے معلوم کروایا کہ فیصلے کا دن کیا ہے؟'' (14)

سوال: ﴿وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ﴾ ''اور تمہیں کس چیز نے معلوم کروایا کہ فیصلے کا دن کیا ہے؟'' جس دن زمین و آسمان بدل ڈالے جائیں گے اور سب لوگ اللہ واحد و قہار کے سامنے پیش ہو جائیں گے وہ دن فیصلے کا ہوگا۔ اس دن کی اہمیت جتانے کے لیے فرمایا تمہیں کیا خبر کہ فیصلے کا دن کیا ہے؟

(2) یعنی وہ فیصلہ جو خوش نصیبوں اور بدنصیبوں کے درمیان ہوگا اور ہر ایک سے فرداً فرداً حساب ہوگا۔

﴿وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ﴾

''اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے'' (15)

سوال: جھٹلانے والوں کو دی گئی وعید کی وضاحت ﴿وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اس دن کو جھٹلانے والوں کو وعید سنائی ہے: ﴿وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ﴾ ''اُس دن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے۔''

(2)یعنی عذاب کے فیصلے کے دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی ہلاکت ہوگی جنہوں نے اللہ تعالیٰ، اس کی ملاقات اور اس کے رسولوں کو جھٹلایا۔

(3)یعنی انہیں کتنی حسرت ہوگی، ان کا عذاب کتنا سخت اور ان کا ٹھکانا کتنا برا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آگاہ کیا، ان کے لیے قسم کھائی مگر انہوں نے اسے سچ نہ جانا، اس لیے وہ سخت عذاب کے مستحق ٹھہرے۔ (تفسیر سعدی:2891/3)

﴿اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ﴾

''کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا؟''(16)

سوال1:﴿اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ﴾ ''کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا؟''یعنی ماضی میں جن لوگوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا مثلاً قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود وغیرہ۔ (تفسیر قاسمی:19/17)

(2)رب العزت نے فرمایا:﴿لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ﴾ ''اُن کے لیے دنیا کی زندگی میں عذاب ہے اور یقیناً آخرت کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ سخت ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ سے بچانے والا کوئی نہیں۔''(الرعد:34)

سوال2:اس سوال﴿اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ﴾''کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا؟'' سے کیا شعور دلایا گیا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے یہ شعور دلانے کے لئے بات کی ہے کہ تم پر تمہارے اعمال کی وجہ سے ہلاکت آسکتی ہے۔

﴿ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ﴾

''پھر ہم اُن ہی کے پیچھے دوسروں کو لاتے ہیں''(17)

سوال:﴿ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ﴾ ''پھر ہم اُن ہی کے پیچھے دوسروں کو لاتے ہیں'' پھر ہم آخر میں آنے والے ان لوگوں کو ان کے بعد ہلاک کریں گے جو جھٹلائیں گے۔ ہر مجرم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی سابقہ سنت بھی یہی ہے اور آئندہ سنت الٰہی بھی یہی ہوگی۔ ان کے لیے سزا حتمی ہے تو تم جو کچھ دیکھتے اور جو کچھ سنتے ہو اس سے عبرت کیوں نہیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پکڑتے؟(تفسیر سعدی:3/2891,2892)

(2)یعنی ان کے بعد ہم نے ان جیسے پچھلوں کو پیدا کیا۔

﴿كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ﴾

''ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں''(18)

سوال: ہر دور کے مجرموں کو ہلاک کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے، اس کی وضاحت ﴿كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ﴾''ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں''یعنی جو بھی اپنے رب سے بغاوت اور سرکشی کریں ان مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی سلوک کرتے ہیں۔(تفسیر قاسمی:19/17)

(2)مجرموں کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں سزا دیتے ہیں۔

(3)ہر مجرم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے اور آئندہ بھی یہی ہوگی۔

﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾

''اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے''(19)

سوال:﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾''اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے''یعنی جب ہلاکت کا وقت آئے گا جھٹلانے والوں کی بڑی بربادی ہوگی۔(ایسر التفاسیر:1713)

(2)تباہی ہے اس دن ان لوگوں کے لیے جو واضح اور کھلی نشانیوں اور عذاب کا مشاہدہ کر کے بھی جھٹلاتے ہیں۔

﴿اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ﴾

''کیا ہم نے تمہیں ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟''(20)

سوال: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کی پیدائش کا احسان یاد دلایا ہے، اس کی وضاحت ﴿اَلَمْ ... مَّهِيْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ﴾''کیا ہم نے تمہیں ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟''اللہ رب العزت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اپنا احسان یاد دلایا ہے کہ اے انسان! کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی کے قطرے سے پیدا نہیں کیا؟ جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے کچھ بھی نہیں تھا۔

(2) سیدنا بسر بن جحاش القرشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی پر اپنا لعاب ڈالا اور انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے ابن آدم! بھلا تو مجھے کیا عاجز کر سکے گا، میں نے تو تجھے اس جیسی (حقیر) چیز سے پیدا کیا ہے۔'' (مسند احمد: 17860)

﴿فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ﴾

''پھر ہم نے اُسے ایک محفوظ جگہ میں رکھا'' (21)

سوال: ﴿فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَجَعَلْنٰهُ﴾ ''پھر ہم نے اُسے رکھا'' یعنی ہم نے اس پانی کو رکھا۔

(2) ﴿فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ﴾ ''ایک محفوظ جگہ میں'' یعنی رحم جیسے محفوظ قلعے میں، یعنی نطفے جیسے حقیر پانی کو رحم میں ٹھہرایا جہاں وہ نشوونما پاتا ہے۔

(3) رحم مرد اور عورت کی منی کی قرارگاہ ہے۔ رحم اللہ تعالیٰ کی قدرت سے نطفے کا محافظ اور پرورش کرنے والا بن جاتا ہے۔

﴿اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾

''معلوم اندازے تک'' (22)

سوال: ﴿اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ ''معلوم اندازے تک'' اور وہ ولادت کا زمانہ ہے۔

(2) مرد اور عورت کا پانی مختلف شکلوں میں مقررہ مدت یعنی 6 سے 9 ماہ تک ماں کے رحم میں رکھا جاتا ہے۔

﴿فَقَدَرْنَا ۟ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ﴾

''پس ہم نے اندازہ کیا تو ہم کیا ہی خوب اندازہ کرنے والے ہیں'' (23)

سوال: ﴿فَقَدَرْنَا ۟ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَقَدَرْنَا﴾ ''پس ہم نے اندازہ کیا'' یعنی رحم میں نطفے کے قرار کا وقت ہم نے مقرر کیا ہے۔ ان تاریکیوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نطفہ، علقہ یعنی خون کے لوتھڑے میں بدلتا ہے پھر مضغہ گوشت کی بوٹی میں بدلتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں روح پھونکتے ہیں۔ اس پورے عرصے کے دوران بچے کے لیے سارے انتظامات ہم کرتے ہیں۔

(2)﴿فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ﴾ ''تو ہم کیا ہی خوب اندازہ کرنے والے ہیں'' اس سے مراد خود اللہ تعالیٰ ہیں کیونکہ اللہ رب العزت کا اندازہ اس کی حکمت کے مطابق ہے۔

﴿وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾

''اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے'' (24)

سوال: ﴿وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ ''اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے'' اس دن جھٹلانے والوں کی بڑی مٹی پلید ہوگی۔ (مختصر ابن کثیر:2/2170)

(2) اس دن ہلاکت ہے ان جھٹلانے والوں کے لیے جنھوں نے آیات کے واضح ہو جانے اور عبرت ناک چیزیں اور کھلی نشانیاں دیکھنے کے بعد جھٹلایا۔ (تفسیر سعدی:3/2892)

(3) ہلاکت کی بنیاد انسان کا اپنی پیدائش پر غور وفکر نہ کرنا ہے۔ اگر انسان غور وفکر کرے تو جھٹلانے کا سلسلہ ہی ختم ہو جائے۔

﴿اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا﴾

''کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا؟'' (25)

سوال: زمین سمیٹنے والی بنائی گئی، اس کی وضاحت ﴿اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا﴾ ''کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا؟'' یعنی کیا ہم نے زمین کو تمہارے لیے مسخر کر کے تم پر انعام نہیں کیا؟

(2) كِفَاتًا: كَفَتَ بمعنی کسی چیز کو جمع کر کے اسے اپنے قبضہ میں لے لینا، سنبھال لینا، سمیٹ لینا اور كَفِيْتَ بمعنی توشہ دان جس میں خوراک اور سامان خوراک سنبھال کر رکھتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ انسان کی زندگی اور موت اور دوبارہ زندگی زمین ہی سے وابستہ ہے۔ (تیسیر القرآن:4/577)

(3) یعنی تم زمین پر گھر بنا کر رہتے ہو اور مر کر زمین کے پیٹ میں چلے جاتے ہو اور زمین تمہیں چھپا لیتی ہے۔ (مختصر ابن کثیر:2/2170)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اَحْیَآءً وَّاَمْوَاتًا﴾

''زندوں کو اور مُردوں کو بھی'' (26)

سوال: زمین زندوں اور مردوں کو کیسے سمیٹتی ہے، اس کی وضاحت ﴿اَحْیَآءً وَّاَمْوَاتًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَحْیَآءً﴾ ''زندوں کو'' گھروں میں۔

(2) ﴿وَّاَمْوَاتًا﴾ اور مُردوں کو بھی'' اور مردوں کو قبروں میں۔ پس جس طرح گھر اور محلات، بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کا احسان ہیں اسی طرح قبریں بھی ان کے حق میں رحمت اور ان کے لیے ستر ہیں کہ ان کے اجساد درندوں وغیرہ کے لیے کھلے نہیں پڑے رہتے۔ (تفسیر سعدی: 2892/3)

(3) تم زمین کی پشت استعمال کرتے ہو اور تمہارے مردے اس کا پیٹ۔ (مختصر ابن کثیر: 2170/2)

﴿وَّجَعَلْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَیْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا﴾

''اور اُس میں ہم نے بلند و بالا پہاڑ بنائے اور ہم نے تمہیں میٹھا پانی پلایا'' (27)

سوال: پہاڑ اور خوش ذائقہ پانی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَّجَعَلْنَا ... فُرَاتًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّجَعَلْنَا فِیْهَا﴾ ''اور اُس میں ہم نے بنائے'' یعنی زمین میں۔

(2) ﴿رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ﴾ ''بلند و بالا پہاڑ'' یعنی بلند پہاڑ۔

(3) یعنی ہم نے ان کے اندر پہاڑ رکھ دیے جو زمین کو ٹھہرائے رکھتے ہیں تاکہ زمین اہل زمین کے ساتھ ڈھلک نہ جائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے مضبوط اور بلند، یعنی طویل و عریض پہاڑوں کے ذریعے سے ٹھہرا دیا۔ (تفسیر سعدی: 2893/3)

(4) ﴿وَّاَسْقَیْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا﴾ ''اور ہم نے تمہیں میٹھا پانی پلایا'' یعنی ہم نے تمہیں خوش ذائقہ اور میٹھا پانی پلایا۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ (۶۸) ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ (۶۹) لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ (۷۰)﴾ ''تو کیا تم نے دیکھا وہ پانی جو تم پیتے ہو؟ کیا اُسے بادلوں سے تم نے نازل کیا ہے یا اُس کے نازل کرنے والے ہم ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اُسے سخت کھاری بنا دیں پھر تم کیوں شکر ادا نہیں کرتے'' (الواقعہ: 68-70)

(6) میٹھا پانی آسمان کا ہے، بارش کا پانی جو شیریں ہوتا ہے کیسے رب العزت نے اس کا cycle چلایا ہے۔ سمندروں کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانی بھاپ بن کر اوپر کی فضا میں پہنچتا ہے، کیسے ٹھنڈا ہو کر بادلوں کی شکل اختیار کرتا ہے اور ہوائیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسے علاقے میں پہنچاتی ہیں جہاں بارش برسانا طے ہو، اس طرح انسانوں کو پانی پلانے کا انتظام کیا جاتا ہے۔

(7) یہ پہاڑ اور خوش ذائقہ پانی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔

﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾

''اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے''(28)

سوال1: ﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ ''اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں دی ہیں ان کے مقابلے میں انہوں نے جھٹلانے کا رویہ اختیار کیا۔

(2) اگر تم جھٹلانے پر اڑے رہے تو تمہاری بڑی بربادی ہے۔

سوال2: جھٹلانے والوں کی تباہی کا سبب کیا چیز بنے گی؟

جواب: جو لوگ زمین کو سمٹتے دیکھتے ہیں، بلند جمے ہوئے پہاڑوں کو دیکھتے ہیں، جانے کیا دیکھتے رہتے ہیں کہ رب کو نہیں دیکھتے، میٹھا پانی پیتے ہیں اور کڑواہٹوں بھرا انکار کرتے ہیں اس وجہ سے تباہی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لئے۔

﴿اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ﴾

''تم چلو اُس (عذاب) کی طرف جس کو تم جھٹلاتے تھے''(29)

سوال: ﴿اِنْطَلِقُوْٓا ... تُكَذِّبُوْنَ﴾ یہ کس سے کہا جائے گا؟

جواب: (1) ﴿اِنْطَلِقُوْٓا﴾ ''تم چلو'' یہ قیامت کے دن جھٹلانے والوں سے کہا جائے گا۔

(2) ﴿اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ﴾ ''اُس (عذاب) کی طرف جس کو تم جھٹلاتے تھے'' کافروں سے جو قیامت اور جزا و سزا کو جھٹلاتے ہیں کہا جائے گا کہ جاؤ جہنم میں جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

﴿اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ﴾

''تم چلو ایک سائے کی طرف جو تین شاخوں والا ہے''(30)

سوال: ﴿اِنْطَلِقُوْٓا ... شُعَبٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ﴾''تم چلو ایک سائے کی طرف جو تین شاخوں والا ہے''یعنی جہنم کے تین شاخوں والے خوفناک دھوئیں میں گھٹتے رہو۔(2)جہنم کی آگ کے شعلے جب بھڑکیں گے تو ان کے ساتھ دھواں بھی ہوگا۔یہ شعلے اوپر اٹھ کر تین حصوں میں بٹ جائیں گے،ان کے ساتھ دھواں بھی ہوگا۔

﴿لَّا ظَلِیْلٍ وَّلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ﴾

''نہ سایہ کرنے والا ہے اور نہ وہ شعلوں سے (بچانے کے) کام آسکتا ہے''(31)

سوال:جہنم کے سائے کی وضاحت﴿لَّا ظَلِیْلٍ وَّلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿لَّا ظَلِیْلٍ﴾''نہ سایہ کرنے والا ہے''دوزخ کے دھوئیں کا سایہ محض سایہ معلوم ہوگا،حقیقت میں وہ سایہ نہیں ہوگا کہ انسان آرام سے بیٹھ سکے اور آگ کی گرمی سے بچ کر ٹھنڈک محسوس کر سکے۔

(2)وہ دھواں کیا ہوگا؟اللہ تعالیٰ کا عذاب۔

(3)﴿وَّلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ﴾''اور نہ وہ شعلوں سے (بچانے کے) کام آسکتا ہے''دھوئیں کا سایہ آگ کے شعلوں سے نہیں بچائے گا بلکہ آگ کے شعلے دائیں بائیں سے لپکیں گے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ﴾''اُن کے اوپر بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور اُن کے نیچے سے بھی،یہ وہ (عذاب) ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، اے میرے بندو!پس مجھ ہی سے ڈرو۔''(الزمر:16)

(4)﴿لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ﴾''اُن کے لیے جہنم کا بچھونا ہے اور اُن کے اوپر اُسی کا اوڑھنا ہے اور ہم ظالموں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔''(الاعراف:41)

﴿اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾

''بلاشبہ وہ آگ محل جیسی چنگاریاں پھینکے گی''(32)

سوال:جہنم کے خوفناک شعلوں کی وضاحت﴿اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّهَا﴾''بلاشبہ وہ''یعنی آگ۔

(2)﴿تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾''آگ محل جیسی چنگاریاں پھینکے گی''یعنی جہنم کے خوف ناک شعلوں سے قلعوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مانند انگارے اڑ رہے ہوں گے جو محلات کی طرح بڑے اور بلند ہوں گے۔

﴿كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ﴾

''گویا وہ زرد اُونٹ ہیں'' (33)

سوال: جہنم کے شعلوں کی وضاحت ﴿كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿كَاَنَّهٗ﴾ ''گویا وہ'' یعنی شعلے۔ (2) ﴿جِمٰلَتٌ صُفْرٌ﴾ ''زرد اُونٹ ہیں'' گویا زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔ (3) یہ سیاہ رنگ کے اونٹ ہیں جن میں ایسے رنگ کی جھلک ہے جو زردی مائل ہے، یہ اس امر کی دلیل ہے کہ جہنم کی آگ، اس کے شعلے، اس کے انگارے اور اس کی چنگاریاں تاریک اور سیاہ رنگ کی ہوں گی، ان کا منظر نہایت کریہہ اور ان کی حرارت انتہائی سخت ہوگی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں جہنم اور ان اعمال سے عافیت عطا کرے جو جہنم کے قریب لے جاتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 3/2894) (4) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾ کے متعلق فرمایا کہ ہم تین ہاتھ یا اس سے بھی لمبی لکڑیاں اٹھا کر جاڑوں کے لیے رکھ لیتے تھے۔ ایسی لکڑیوں کو ہم ﴿قَصَرَ﴾ کہتے تھے: ﴿كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ﴾ سے مراد کشتی کی رسیاں ہیں جو جوڑ کر رکھی جائیں، وہ آدمی کی کمر برابر موٹی ہو جائیں۔ (مسند احمد: 19/12170)

(5) ﴿رَبَّنَاۤ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾ ''اے ہمارے رب! بے شک جس کو تو نے آگ میں ڈالا تو اُس کو تو نے واقعی رُسوا کر دیا، اور ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں۔'' (آل عمران: 192)

﴿وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ﴾

''اُس روز جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے'' (34)

سوال 1: ﴿وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ﴾ اُس روز جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے'' ان لوگوں کے لیے وعید ہے جو اللہ تعالیٰ، اس کی آیات، اس کی ملاقات اور اس کے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں۔ (ایسر التفاسیر: 1715)

سوال 2: جھٹلانے والوں کی تباہی کا سبب کیا چیز بنے گی؟

جواب: جھٹلانے والے جہنم کو، اس کی آگ، اس کے سائے کو جھٹلاتے ہیں۔ اگر وہ دنیا میں تسلیم کر لیں تو اس کی وجہ سے اعمال بدل ڈالیں اور تباہی سے بچ جائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ﴾

''یہ دن ہے جس میں وہ کچھ نہیں بولیں گے'' (35)

سوال: قیامت کے دن جھٹلانے والے کچھ نہیں بولیں گے، اس کی وضاحت ﴿هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ﴾ ''یہ دن ہے جس میں وہ کچھ نہیں بولیں گے'' یعنی قیامت کا دن ایسا عظیم دن ہو گا جو جھٹلانے والوں کے لیے بہت سخت ہوگا۔ دہشت کی شدت کی وجہ سے بول نہیں سکیں گے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا﴾ ''جو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے ان سب کا رب ہے۔ وسیع رحمت والا ہے، کسی کو اُس سے بات کرنے کی قدرت نہ ہوگی۔'' (النبا:37)

(3) ﴿يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ﴾ ''جس دن وہ آئے گا، کوئی شخص اس کی اجازت کے سوا کلام نہ کر سکے گا، چنانچہ ان میں کچھ بد بخت اور کچھ نیک بخت ہیں۔'' (ہود:105)

﴿وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ﴾

''اور نہ ہی اُنہیں اجازت دی جائے گی کہ وہ معذرت پیش کریں'' (36)

سوال: قیامت کے دن معذرت پیش کرنے کی اجازت کیوں نہ ہوگی، اس کی وضاحت ﴿وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ﴾ ''اور نہ ہی اُنہیں اجازت دی جائے گی کہ وہ معذرت پیش کریں'' یعنی اگر لوگ اپنی معذرت پیش کریں گے تو ان کی معذرت قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ حجت قائم ہو جائے گی اور جرائم کا ثبوت مل جائے گا۔

(2) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ﴾ ''تو اُس دن جن لوگوں نے ظلم کیا اُن کی معذرت فائدہ نہ دے گی اور نہ ہی اُن سے معافی مانگنے کے لیے کہا جائے گا۔'' (الروم:57) (3) گناہوں کے ثبوت کے بعد عذاب ثابت ہو جائے گا تو معذرت کی گنجائش نہیں رہ جائے گی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾

''اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے''(37)

سوال1:﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾''اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے''حشر کے دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہوگی۔(2)ہر جھٹلانے والے کے لیے اس میں وعید ہے۔

سوال2:اُس دن جھٹلانے والوں کے لئے کیوں تباہی ہے؟

جواب:دنیا میں جس کو جھٹلاتے رہے وقت آنے پر بولنے کی قوت بھی کھینچ لی جائے گی۔نہ معذرت پیش کرنے کی اجازت ہوگی یقیناً تباہی ہے جھٹلانے والوں کے لئے۔

﴿هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ﴾

''یہ فیصلے کا دن ہے،ہم نے تمہیں اور پہلوں کو جمع کرلیا ہے''(38)

سوال:﴿هٰذَا...وَالْاَوَّلِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ﴾''یہ فیصلے کا دن ہے''یعنی یہ مخلوقات کے درمیان فیصلے کا دن ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

(2)﴿جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ﴾''ہم نے تمہیں اور پہلوں کو جمع کرلیا ہے''ہم نے تمہیں اور پہلے لوگوں کو اس لیے جمع کیا ہے تاکہ تمہارے درمیان فیصلہ کردیں۔

(3)اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے پہلے اور بعد میں آنے والوں کو جمع کردیں گے جہاں سب لوگ پوری طرح سن اور دیکھ رہے ہوں گے۔

﴿فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ﴾

''تو تمہارے پاس اگر کوئی خفیہ تدبیر ہے تو میرے ساتھ وہ تدبیر کر دیکھو''(39)

سوال:انسان کی بے بسی کی وضاحت﴿فَاِنْ...فَكِيْدُوْنِ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ﴾''تو تمہارے پاس اگر کوئی خفیہ تدبیر ہے''یعنی اگر تمہارے پاس میری بادشاہت سے نکلنے کے لیے اور عذاب سے بچنے کے لیے کوئی تدبیر ہے تو وہ اختیار کرلو۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿فَكِيْدُوْنِ﴾ ''تو میرے ساتھ وہ تدبیر کر دیکھو'' یعنی میرے قبضے سے چھوٹنے کے لیے جو تدبیر اختیار کرنا چاہو کر لو تم نہیں کر سکتے، بے بس ہو تم میں طاقت نہیں ہے۔

(3)رب العزت نے فرمایا:﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ﴾ ''اے گروہِ جن وانس! اگر تم آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ، کسی غلبے کے سوا تم نہیں نکلو گے۔'' (الرحمن:33)

(4)اس دن ظالموں کے تمام حیلے باطل ہو جائیں گے، ان کا مکر وفریب ختم ہو جائے گا، وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے حوالے کر دیں گے اور ان کی تکذیب میں ان کا جھوٹ، ان کے سامنے صاف ظاہر ہو جائے گا۔ (تفسیر سعدی:3/2894,2895)

(5)سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! (نہ تو تمھیں نفع پہنچانے کا اختیار ہے اور نہ نقصان پہنچانے کا) نہ تم میرا کچھ بگاڑ سکتے ہو اور نہ تم مجھے کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہو۔'' (مسلم:2577)

﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾

''اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے'' (40)

سوال:﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ ''اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے'' یعنی فیصلے کا دن جب آئے گا جھٹلانے والوں کی بربادی لے کر آئے گا۔

﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ﴾

''بلاشبہ متقی لوگ سایوں میں اور چشموں میں ہوں گے'' (41)

سوال: متقیوں کے بہترین انجام کی وضاحت﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ﴾ ''بلاشبہ متقی لوگ'' یعنی وہ لوگ جنھوں نے شرک اور نافرمانیوں سے اجتناب کیا۔

(2)جو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے عذاب کے خوف سے اس کے روکے سے رکتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿فِیْ ظِلٰلٍ وَّ عُیُوْنٍ﴾ ''سایوں میں اور چشموں میں ہوں گے'' یعنی وہ جنت کے درختوں کے سایوں میں ہوں گے اور اس کے دودھ، شہد، اور شراب کے چشموں میں ہوں گے۔(ایسر التفاسیر:1716)

(4) جو دنیا میں فرائض ادا کرتے رہے اور حرام سے بچتے رہے وہ قیامت کے دن جنت کے سدا بہار باغوں میں رہیں گے جہاں نہریں جاری ہوں گی۔(مختصر ابن کثیر:2/2172)

﴿وَّ فَوَاكِهَ مِمَّا یَشْتَهُوْنَ﴾

''اور اُن پھلوں میں جن کی وہ خواہش کریں گے''(42)

سوال:﴿وَّ فَوَاكِهَ مِمَّا یَشْتَهُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَّ فَوَاكِهَ﴾ ''اور اُن پھلوں میں'' اور بہترین اور لذیذ پھل جن کی فروانی ہوگی۔

(2)﴿مِمَّا یَشْتَهُوْنَ﴾ ''جن کی وہ خواہش کریں گے'' دنیا میں لوگ وہ کھاتے ہیں جو وہ پا لیتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے جو وہ چاہتے ہیں وہ نہیں پاتے تو نہیں کھا سکتے۔ نعمتوں کے گھر میں جو وہ چاہیں گے کھائیں گے۔

﴿كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

''مزے سے کھاؤ اور پیو اُن (نیک) اعمال کے بدلے میں جو تم کیا کرتے تھے''(43)

سوال: اہل جنت کو تواضع کرتے ہوئے کیا کہا جائے گا، اس کی وضاحت ﴿كُلُوْا ... تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا﴾ ''مزے سے کھاؤ اور پیو'' اہل جنت کو احسان کے طور پر کہا جائے گا: مرغوب اور مزے دار کھانے کھاؤ اور لذیذ مشروبات پیو۔

(2)﴿بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''ان (نیک) اعمال کے بدلے میں جو تم کیا کرتے تھے'' یعنی تمہارے اعمال ہیں جنہوں نے تمہیں سدا بہار جنتوں میں پہنچا دیا۔

(3) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿وَ نُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور وہ پکارے جائیں گے: یہ جنت کہ جس کے تم وارث بنائے گئے ہو، اس کا بدلہ ہے جو تم عمل کرتے تھے۔''(الاعراف:43)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ (۱۶) فٰكِهِیْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ (۱۸) كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۱۹) مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ (۲۰)﴾

''متقی لوگ بلاشبہ باغوں اور بڑی نعمتوں میں ہوں گے۔ وہ اُن نعمتوں سے لطف اندوز ہونے والے ہوں گے اس سے جو اُن کے رب نے انہیں دیا، اور اُن کے رب نے اُنہیں بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب سے بچالیا ہے۔ خوب مزے سے کھاؤ اور پیو اُس کے بدلے میں جو تم عمل کیا کرتے تھے۔ وہ صف بہ صف تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور ہم نے ان کا نکاح کر دیا سفید رنگت اور بڑی آنکھوں والی حوروں سے۔'' (الطور:17-20)

﴿اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴾

''بلاشبہ ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں'' (44)

سوال: ﴿اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴾ ''بلاشبہ ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں'' رب العزت نے فرمایا کہ اپنے مخلص بندوں کو ہم اسی طرح بہترین اور عمدہ بدلہ دیتے ہیں۔

(2) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا﴾ ''یقیناً ہم ایسے لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے جو اچھے کام کریں۔'' (الکہف:30)

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جہنم جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی جس سے بھاگنے والے سو رہے ہیں اور جنت جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی جس کے طلب کرنے والے سو رہے ہیں۔'' (جامع ترمذی:2601)

﴿وَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ﴾

''اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے'' (45)

سوال: ﴿وَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿وَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ﴾ ''اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے'' جھٹلانے والوں کے لیے نعمتوں سے محرومی ہی بڑی ہلاکت اور خرابی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ﴾

''سوتم تھوڑا سا کھالواور فائدہ اُٹھالو، بلاشبہ تم ہی مجرم ہو''(46)

سوال: جھٹلانے والوں کو جو وعید دی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿كُلُوْا ... مُّجْرِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ﴾ ''سوتم تھوڑا سا کھالواور فائدہ اُٹھالو، بلاشبہ تم ہی مجرم ہو'' جھٹلانے والوں کے لیے وعید ہے کہ اگر تم دنیا میں تھوڑا بہت کھاپی لواور کچھ چیزیں اور برت لو، چند دنوں بعد موت آجائے گی تو مجرم بن کر ہی دنیا سے جاؤ گے۔

(2) دنیا کی ساری لذتیں دنیا میں ختم ہوجائیں گی اور آنکھ بند کروگے تو آخرت کے عذاب شروع ہوجائیں گے۔

(3) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ﴾ ''ہم انہیں بہت تھوڑا سامان دے رہے ہیں، پھر ہم انہیں ایک بہت سخت عذاب کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے۔'' (لقمان:24)

(4)﴿مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ﴾

''دنیا میں تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ہماری ہی جانب انہیں لوٹنا ہے پھر ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے اس وجہ سے جو وہ کفر کرتے تھے۔'' (یونس:70)

﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾

''اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے''(47)

سوال: ﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ ''اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے'' جھٹلانے والوں کے لیے اس دن دردناک عذاب کی وعید ہے۔

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ﴾

''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جھک جاؤ تو وہ نہیں جھکتے''(48)

سوال: نماز کی دعوت پر مجرموں کا کیا ردعمل ہوتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا ... لَا يَرْكَعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا﴾ ''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جھک جاؤ'' یعنی جب ان سے کہا جاتا ہے کہ نمازیوں کے ساتھ جھک جاؤ اور جماعت سے نماز پڑھ لو۔

(2)﴿لَا يَرْكَعُوْنَ﴾ ''تو وہ نہیں جھکتے'' ان کا ایک جرم یہ ہے کہ جب انہیں نماز کا حکم دیا جاتا تھا تو وہ اس حکم کی تعمیل نہیں کرتے تھے۔اس سے بڑھ کر کون سا جرم اور کون سی تکذیب اس سے بڑی۔(تفسیر سعدی:2896/3)

(3)وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے تکبر کرتے ہیں۔

(4)یہ خشوع اور اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع چھوڑنے کی مذمت ہے۔

﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾

''اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے''(49)

سوال:﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ ''اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے'' ہلاکت اور بربادی ہے ان کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کے نواہی کو جھٹلاتے ہیں۔(2)ان کی ہلاکت یہ بھی ہے کہ ان پر توفیق کے تمام دروازے بند ہو جائیں گے اور وہ ہر بھلائی سے محروم ہو جائیں گے۔(تفسیر سعدی:2896/3)

﴿فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ﴾

''پھر اس کے بعد وہ کس کلام پر ایمان لائیں گے؟''(50)

سوال:﴿فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''پھر اس کے بعد وہ کس کلام پر ایمان لائیں گے؟'' یعنی جب وہ اس قرآن پر ایمان نہیں لاتے تو پھر کس کلام پر ایمان لائیں گے؟

(2)جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں جنہیں ہم حق کے ساتھ آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں اب اللہ تعالیٰ اور اُس کی آیات کے بعد کس بات پر یہ ایمان لائیں گے؟''(الجاثیہ:6)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

النور پبلیکیشنز